

558

مَجَلَّةُ الصِّرَاطِ

فِي مَسَائِلِ الصِّرَاقِ وَالْإِسْطَا

(فارسی)

تصنیف

فان جلیل مولانا علامہ قاضی محمد فیض عالم ہزاروی



مؤسسۃ اشرف
بلاہور پاکستان



81059

نام کتاب _____ وجیز الصراط فی مسائل الصدقات والاسقاط
 تصنیف _____ فاضل اجل مولانا علامہ قاضی محمد فیض عالم ہزاروی رحمۃ اللہ تعالیٰ
 اشاعت دوم _____ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۳ھ / ۲۰۰۲ء
 صفحات _____ ۱۶۰
 تعداد _____ ۵۰۰
 مطبع _____
 باہتمام _____ حافظ ثار احمد قادری
 قیمت _____ ۷۵

ملنے کا پتا

✽ مکتبہ قادریہ، جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور

✽ مکتبہ رضویہ، داتا دربار مارکیٹ، لاہور فون 7226193



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تعارف

”وجیز الصراط فی مسائل الصدقات والاسقاط“

یہ کتاب عرصہ دراز سے نایاب تھی، حیلہ اسقاط اور صدقات کے مسائل پر فارسی زبان میں یہ بہترین کتاب ہے جو صوبہ سرحد، افغانستان، بلوچستان اور کشمیر کے علماء میں نہایت درجہ مشہور اور مسلم ہے، ان ہی علاقوں میں حیلہ اسقاط کا رواج ہے جو صدقہ و خیرات ہی کی ایک قسم ہے۔

اس کتاب کے مصنف حضرت علامہ مولانا محمد فیض عالم ہزاروی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے دور میں اہل سنت و جماعت کے نامور علماء میں سے تھے، امام احمد رضا بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ان کے مخلصانہ تعلقات تھے، ان کے رسالہ مبارکہ ”بذل الجوائز علی الدعاء بعد صلاة الجنائز“ پر قاضی محمد فیض عالم ہزاروی کی مبسوط تقریظ جامعہ اسلامیہ، ہری پور میں راقم کی نظر سے گزری تھی۔ کتاب کے ٹائٹل پر مصنف کا نام اس طرح درج ہے:

محمدن المدعو بفیض عالم بن محمدن المدعوبملان جیون بن الشیخ علاء الدین

الفنجابی الہزاروی الحنفی الاویسی غفر ذنوبہم وستر عیوبہم وجعل وجوہہم ناظرۃ

الی ربہاناظرۃ

اس تحریر سے پتا چلتا ہے کہ آپ کے والد ماجد کا نام محمد ملّا جیون تھا (یاد رہے کہ یہ صاحب نور الانوار و صاحب تفسیرات احمدیہ ملا جیون نہیں ہیں جو عالمگیر کے استاذ تھے) اور آپ کے دادا کا نام شیخ علاء الدین ہے۔ تیسری بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ آپ اصلاً پنجابی تھے۔ بعد ازاں ہزارہ میں آباد ہو گئے۔

افسوس کہ قاضی محمد فیض عالم رحمہ اللہ تعالیٰ کی نہ تو تاریخ پیدائش معلوم ہو سکی ہے اور نہ ہی تاریخ وفات، قاضی عبدالدائم و آتم سجادہ نشین خانقاہ نقشبندیہ، ہری پور نے ”حیات صدیقیہ“ میں ان کے مختصر حالات لکھے ہیں اور یہ بھی لکھا ہے کہ قاضی محمد فیض عالم ان کے دادا قاضی فیروز الدین (۱۲۷۳ھ — ۱۳۳۸ھ) کے ماموں تھے۔ چونکہ قاضی فیروز الدین صاحب کے والدین بچپن میں فوت ہو گئے تھے اس لئے ان کے ماموں قاضی محمد فیض عالم ہزاروی انہیں اپنے پاس کوٹ نجیب اللہ لے آئے، پھر جب قصبہ درویش منتقل ہوئے تو انہیں بھی ساتھ لے آئے، ان کی پرورش اور تعلیم

کا اہتمام کیا اور جب وہ جوان ہوئے تو اپنی صاحبزادی محترمہ خدیجہ کا ان سے نکاح کر دیا۔

قاضی محمد فیض عالم کوٹ نجیب اللہ کے رہنے والے تھے، قصبہ درویش (متصل ہری پور) کے خان اعظم تقاضا کر کے انہیں اپنے پاس درویش لے آئے، چنانچہ آپ نے درویش میں تدریس، افتاء، قضاء اور تصنیف کا کام شروع کر دیا، تیس چالیس طلباء ہر وقت تحصیل علم کے لئے آپ کی مسجد میں موجود رہتے تھے۔ درویش ہی میں آپ کا مزار ہے۔

آپ کے علم و فضل کی شہرت دور دور تک پہنچی ہوئی تھی، اس سے پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ امام احمد رضا بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے رسالہ ”بذل الجواز“ پر قاضی محمد فیض عالم ہزاروی کی مبسوط تقریظ ہے، نبی اکرم ﷺ مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے تشریف لائے تو چودہ دن قباء میں قیام فرمایا، اس دوران جمعہ ادا نہیں فرمایا، جبکہ جمعہ مکہ معظمہ میں فرض ہو چکا تھا، نبی اکرم ﷺ نے پہلا جمعہ مدینہ منورہ میں ادا فرمایا، اس سے احناف کے مذہب کی دلیل ملتی ہے کہ جمعہ کے لئے مصر شرط ہے، دیوبند کے شیخ الحدیث انور شاہ کشمیری بیان کرتے ہیں:

و اول من استدل به المولوی فیض عالم الہزاروی (فیض الباری، ج ۱، ص ۲۳)

سب سے پہلے مولوی فیض عالم ہزاروی نے اس حدیث سے استدلال کیا۔

قاضی محمد فیض عالم ہزاروی روحانی طور پر حضرت اولیس قرنی سے فیض یاب تھے، ان سے اکثر و بیشتر ملاقات رہتی تھی۔ اسی لئے آپ اپنے نام کے ساتھ ”اولیسی“ لکھا کرتے تھے۔

آپ کی حق گوئی اور جرأت کا اندازہ اس بات سے کیجئے کہ ایک دفعہ ایک عورت کسی دور دراز پہاڑی گاؤں سے بھاگ کر رئیس کے گھر آگئی اور اس نے دعویٰ کیا کہ میرے شوہر نے مجھے طلاق دے کر گھر سے نکال دیا ہے، رئیس نے قاضی صاحب کو کہا کہ آپ اس کا نکاح میرے نوکر سے کر دیں، قاضی صاحب نے یہ کہتے ہوئے نکاح پڑھانے سے انکار کر دیا اور کہا کہ صرف عورت کے دعوے پر نکاح نہیں پڑھایا جاسکتا، چند افراد کو اس کے گاؤں بھیجیں اگر ثابت ہو گیا کہ یہ عورت سچی ہے تو اس کا نکاح پڑھا دیا جائے گا۔

رئیس نے گاؤں کے ایک دوسرے امام کو بلوا کر نکاح پڑھا دیا، قاضی صاحب کو معلوم ہوا تو انہوں نے گاؤں کے عوام کو مسجد میں جمع کیا اور فرمایا: جب تک طلاق یقینی نہ ہو کسی منکوحہ عورت کا دوسری جگہ نکاح پڑھانا قطعاً حرام ہے اور جو شخص حرام قطعاً کو حلال سمجھ کر عمل میں لے آئے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے اور اس کی بیوی اس پر حرام ہے، اس لئے رئیس کی بیوی تو اس پر حرام ہے ہی، جو شخص اس کے ساتھ کسی قسم کا تعلق رکھے گا اس کا بھی یہی حکم ہے۔

رئیس کو اطلاع ملی تو وہ انتہائی برہم ہوا اور اس نے اعلان کر دیا کہ کوئی شخص قاضی صاحب سے میل جول نہ رکھے

اور نہ ہی ضروریات زندگی کی کوئی چیز انہیں پہنچائے۔ عوام نے رئیس کے خوف سے بظاہر میل جول ترک کر دیا، لیکن جب لوگ سو جاتے تو عورتیں رات کی تاریکی میں ضرورت کی چیزیں ان کے گھر پہنچا دیتیں۔

چند دن ہی گزرے تھے کہ گاؤں کے قریب ایک شخص قتل ہو گیا، یوں معلوم ہوتا تھا کہ رئیس کے ایما پر قتل ہوا ہے، انگریز کا دور حکومت تھا، رئیس گرفتار ہو گیا، ضمانت پر رہا ہوا، مقدمہ چلا تو سب شہادتیں اس کے خلاف تھیں۔ اسے محسوس ہو گیا کہ میرا بچنا مشکل ہے اور یہ سب قاضی صاحب کی ناراضگی کے سبب ہے۔ قاضی صاحب کے پاس حاضر ہو کر معافی مانگی اور درخواست کی کہ دعا فرمائیں تاکہ اس مصیبت سے جان چھوٹ جائے۔ آپ نے فرمایا: ”جاؤ ان شاء اللہ تعالیٰ بری ہو جاؤ گے“ چند دن بعد ہی شہادتوں کو نامکمل قرار دیتے ہوئے جج نے بری کر دیا۔

قاضی صاحب کے حنفی تھے اور غیر مقلدوں کے سخت مخالف، آپ نے غیر مقلدین (وہابیوں) کے خلاف متعدد

کتابیں لکھیں۔ چند ایک کے نام یہ ہیں:

۱۔ نبراس الصالحین فی دفع مطاعن غیر المقلدین: غیر مقلدین کے اعتراضات کے مدلل اور مسکت جوابات۔

۲۔ حل مشکلات المغیث فی مایتعلق بالفقہ والحدیث: یہ بھی غیر مقلدین کے رد میں ہے اور ان

کے اس خیال کے بخیے ادھیڑ دئے ہیں کہ حدیث اور فقہ ایک دوسرے کے مخالف ہیں۔

۳۔ البراہین القطعیة لتعین الاوقات المغربیة: مغرب کے صحیح وقت کی تحقیق اور غیر مقلدین کے اس خیال کا

رد کہ سورج کے نگا ہوں سے اوجھل ہوتے ہی روزہ افطار کر لینا چاہیے۔

۴۔ نبراس البررة عند اداء الجمعة فی حکومت الکفرة: اس مسئلے کی تحقیق کہ انگریز کے دور حکومت میں جمعہ

جائز ہے یا نہیں؟

۵۔ وجیز الصراط فی مسائل الصدقات والاسقاط: میت کے لئے ”حیلۃ اسقاط“ کرنے کے جواز پر لکھی گئی

اہم ترین کتاب۔ (حیات صدیہ، ص ۳۲-۳۳) یہی کتاب ہدیہ قارئین کی جا رہی ہے جو اس وقت آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

یہ کتاب دو ابواب پر مشتمل ہے، پہلے باب میں تین منزلیں ہیں، موضوع کتاب کے مطابق سب سے اہم تیسری

منزل ہے جس میں فوت شدہ نمازوں اور روزوں کے اسقاط کی کیفیت اور حیلۃ اسقاط کے دلائل بیان کئے گئے ہیں۔

دوسرا باب سولہ مسائل پر مشتمل ہے، اس میں بیان کردہ مسائل میں سے چند مسائل یہ ہیں:

○ روح کے نکلنے کے وقت ائمہ مجتہدین اپنے مقلدین کی اور مشائخ طریقت اپنے مریدین کی امداد کرتے ہیں۔

○ صدقہ، دعا اور زیارت کے لئے تاریخ کا معین کرنا سنت ہے۔

○ مشائخ کے عرسوں کے لئے تاریخ مقرر کرنا۔

○ کھانا سامنے رکھ کر اور ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا۔

○ اولیاء اللہ کی نذر نیاز کا بیان جیسے عوام بلکہ بعض خواص بھی کرتے ہیں۔

○ حضور غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عرس کا بیان جسے گیارہویں شریف کہتے ہیں۔

○ اولیاء و علماء کے مزارات پر گنبد بنانا۔

○ اولیاء کرام کی قبروں پر غلاف چڑھانا، جھنڈے نصب کرنا اور چراغ جلانا۔

○ اللہ تعالیٰ کے ولی کے نام پر مشہور کئے ہوئے جانور کا ذبح کرنا۔

○ قبر پر جمع ہو کر قرآن پاک پڑھنا۔

○ اولیاء اللہ سے استعانت اور استمداد اور ان کو پکارنا۔

○ اَعِينُونِي يَا عِبَادَ اللَّهِ کہنا۔

○ یا شیخ عبدالقادر جیلانی کہنا جائز ہے۔

○ عالم قبر اور برزخ میں سماع موتی

خاتمہ: صوفیہ کرام خصوصاً مشائخ چشت کے سماع کا بیان۔

غرض یہ کہ اس کتاب میں وہ مسائل بیان کئے گئے ہیں جن میں آج بھی اختلاف اور سر پھٹول کی کیفیت ہے۔

(وجیز الصراط، فہرست، ص ۴۲—۲)

یاد رہے کہ یہ کتاب قاضی صاحب نے حضرت مولانا مولوی نور اللہ پنیوی اور حضرت خواجہ خواجگان خواجہ

عبدالرحمن چھوہروی رحمہ اللہ تعالیٰ کی فرمائش پر لکھی تھی، قاضی صاحب خود فرماتے ہیں:

وذلك بالتماس عمدة الاذكياء والتعارفين حضرت مولوی نور اللہ صاحب

پنیوی و حضرت فقیر عبدالرحمن صاحب چھوہروی (وجیز الصراط ص: ۵)

اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ آج سے تقریباً سو سال پہلے علماء و مشائخ اہل سنت و جماعت کے وہی عقائد و

معمولات تھے جو آج ہیں۔

کتاب کے آخر میں قاضی صاحب نے اپنی اولاد اور متعلقین کے لئے وصیت تحریر کی ہے، جو تقریباً چار صفحات پر مشتمل ہے، اس کے چند اقتباسات نقل کئے جاتے ہیں:

○ اللہ تعالیٰ کے حقوق کی رعایت اور تمام اوامر و نواہی میں رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کو تمام کاموں سے مقدم رکھیں اور صبح صادق سے پہلے غفلت کی نیند سے بیدار ہو کر درود شریف، تسبیح اور استغفار میں مشغول ہوں، نماز فجر ادا کرنے کے بعد قرآن کی تلاوت جتنی ہو سکے ضرور کریں، اللہ تعالیٰ کے کلام کو اللہ تعالیٰ اور مخلوق کے درمیان بہترین وسیلہ اور رابطہ تصور کر کے دل کی گہرائی سے اس کے ساتھ محبت کریں۔ نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں بکثرت درود و سلام کا ہدیہ پیش کریں اور چوبیس گھنٹوں میں پانچ سو سے کم نہ پڑھیں، ہر نماز کے ساتھ ایک سو بار پڑھیں، زیادہ جتنا پڑھ سکیں پڑھیں۔ اس لئے کہ نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں کثرت کے ساتھ درود شریف پیش کرنا دین و دنیا کے مطالب کے حصول کا ذریعہ ہے۔ جسے شک ہو تجربہ کر کے دیکھ لے۔

إِذَا لَمْ تَرَ الْهَيْلَالَ فَسَلِّمْ

(وجیز الصراط، ص: ۱۴۹)

لِأَنَّ سِرَّ رَأُوهُ بِالْأَبْصَارِ

○ اگر تمہیں پہلی رات کا چاند دکھائی نہ دے تو ان لوگوں کی بات مان لو جنہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔
○ علم تفسیر و حدیث کو اکابر مقلدین ماہرین شارحین کی تطبیق کے مطابق پڑھیں، مثلاً ابن ہمام، جلال الدین سیوطی، علامہ عینی، ابن حجر عسقلانی، علی قاری اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی وغیرہم رحمۃ اللہ علیہم رحمۃ واسعة۔
○ رئیس المجتہدین، امام اعظم نعمان بن ثابت کے مذہب کو ٹھنڈی میٹھی غنیمت جان کر فقہ کی مروج کتابوں کے مطابق راجح کو مروج سے الگ کریں، اور متداول کتب مثلاً ہدایہ اور اس کی شروح، درمختار اور اس کے حواشی کے مصنفین کے ارشاد کے مطابق مسائل معلوم کریں اور ان پر عمل کریں۔

○ ناقص اور بے کار غیر مقلدین اور دیگر گمراہ فرقوں کی خواہش نفس پر مبنی گفتگو اور قیل و قال سے اجتناب کریں۔
○ ہر عمل میں عامۃ المسلمین علماء، اولیاء اور عام اہل سنت و جماعت کا طریقہ اختیار کریں اور راہ شذوذ اختیار کرنے والے علماء مثلاً ابن تیمیہ حرانی، ابن حزم، ابن قیم، قاضی شوکانی، عبد الوہاب نجدی، محمد اسماعیل دہلوی اور ان کے پیروکاروں کو جو اکثر مسائل میں مذاہب اربعہ کے اجماع کی خلاف ورزی کرنے والے ہیں، ان کو مخالف حق جان کر ان سے مکمل اجتناب کریں، فرقہ شاذہ (وہابیہ) کی قیل و قال، چرب بیانی، حدیث

خوانی اور ان کے اعمال پر فریفتہ نہ ہوں۔ (وجیز الصراط: ۱۵۰-۱۴۹)

اگر کوئی فاضل اس کتاب کا اردو ترجمہ کر دیں تو اس کی افادیت میں کئی گنا اضافہ ہو جائے گا۔

قدرتی طور پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اتنی اہم اور اتنی عمدہ کتاب صرف ایک دفعہ چھپی، دوسری دفعہ اس کی طباعت کی نوبت کیوں نہ آئی؟ حالانکہ کوئٹہ اور پشاور سے بے شمار کتب چھپ رہی ہیں، جو اب بالکل واضح ہے کہ یہ ناشرین عموماً دیوبندی ہیں یا غیر مقلدین وہابی، وہ اس کتاب کو کیوں شائع کریں گے؟ جب کہ یہ ان کے عقائد کے مطابق نہیں ہے، رہے اہل سنت و جماعت تو انہیں دوسرے کاموں سے ہی فرصت نہیں ہے، نہ ہی ان کی توجہ اس حقیقت کی طرف ہے کہ زندہ قومیں اپنے بزرگوں کے آثار خصوصاً ان کی تصانیف کی حفاظت دل و جان سے کیا کرتی ہیں۔ علامہ محمد اقبال دل دردمند رکھتے تھے، انہوں نے کس کرب سے کہا تھا:

مگر وہ علم کے موتی کتابیں اپنے آباء کی

جو دیکھیں جا کے یورپ میں تو دل ہوتا ہے سپارہ

لیکن سوال تو یہ ہے کہ نقار خانے میں طوطی کی آواز کون سنے گا؟

۱۶ ربیع الثانی ۱۴۲۳ھ

۲۸ جون ۲۰۰۲ء

محمد عبد الحکیم شرف قادری

شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور پاکستان
و ناظم شعبہ تعلیم و تربیت جماعت اہل سنت پاکستان



فهرست علم جمالی کتاب حیز الصراط فی مسائل اصوات الاستقاط

ص ۲	باب اول در بیان استقامت و بعضی ماتیعلق به مثل بر چند منازل و مواقت
۲	متزل اول دروشش مواقت اند
۲	موقف اول در بیان دلیل مثبت اصل فدیه روزه نماز و غیره -
۳	موقف ثانی در بیان اعذار مسقطه استقاط -
۴	موقف ثالث در بیان اقسام مامور به
۴	موقف رابع در بیان سبب قضا که قضا بان واجب شده است -
۴	موقف پنجم در بیان اینکه تاخیر لمور باز وقت خود بغیر از عذر شرعی مسقط گناه تاخیر نمیکرد -
۴	موقف ششم در بیان فرق میان حقیقت ادا و قضا
۵	متزل دوم درین هفت موقف اند
۵	موقف اول در بیان عوارض مبیح و اشتن صوم
۶	موقف دوم در بیان حکم مفطر که نشینن طبل از شهر گمان عید افطار کرده باشد
۷	موقف سوم در بیان اعذار یکد افطار مریض و غیره را مبیح اند
۷	موقف چهارم در بیان اعذار یکد کار گزار را افطار مبیح میکند
۸	موقف پنجم در بیان اعذار مبیح افطار مسافر و شیخ فانی و عجز فانی و غیره -
۸	موقف ششم در بیان آنکه اگر طاقت فدیه بیب صراط اقل است تا استغفار کند
۹	موقف هفتم در بیان حد که اگر روزه دار قبل از ان بمرخصیت برای کفار نیست
۱۰	موقف هشتم در بیان حد که بعد از تحمیر تکفیر و دیون مانده جاری خواهد شد
۱۰	متزل سوم درین چهارده موقف اند -
۱۱	موقف اول در بیان کیفیت استقاط نماز و روزه و دیگر واجبات فوتیه

۱۷	موقف دوم در بیان مفصل صوت اسقاط و صوت جید و وقت عم ایفای با محضر
۱۵	موقف سوم در بیان اوله مثبت جید اسقاط و غیره
۱۴	موقف چهارم در بیان دادن فدیہ جمیع صلوات و غیر بابیکه
۱۹	موقف پنجم در بیان وقت اولویت ادا فدیہ اسقاط
۲۰	موقف ششم در بیان شمار قدم میت وقت حمل او
۲۲	موقف هفتم در بیان کفن نویسی و عهدنامه
۲۶	موقف هشتم در بیان آنکه بعد از فراغ دفن میت دست برداشته دعا بکنند بر میت
۲۸	موقف نهم وقت دعا نگی از قبر تلقین میت کرده بعد از آن روند
۲۹	موقف دهم سنگ گلان که آن درین بلاد شناخته میگوند بعد از فراغت دفن میت یک بطرف مرد یک بطرف پاستاده کنند
۳۱	موقف یازدهم در تقبیل قبر والدین اشباحی و جمعی الدین با یاروحی مثل اسانده و مشایخ
۳۲	موقف دوازدهم گل و برگها و سبزه بر قبر بعد از دفن نهادن رویانیدن سنت است
۳۳	موقف سیزدهم حکم نان ریاحلوی همراه جنازه بزن که آن را نوش قبر میگوند
۳۴	موقف چهاردهم ایفای عهد که با امام خود بسته باشند در ادا هر سوگت خود پیش او
۳۷	باب دوم در بیان صدقات و ادعیات غیره درین باب سائل اند
۳۸	مسئله اول فتنیکه مسلمان قریب الموت شود و مال داشته باشد سنت است که اقارب او را بوصیت خیرات بعدش بگویند
۳۵	مسئله دوم عمه ترین اوقات صدقه و خیرات برای میت همون اوقات است
۳۶	مسئله سوم عمه ترین صدقه برای میت هر جا اطعام طعام است بطریق عموم
۴۶	نفس منکلم و رحیث و رواش عمل بر حدیث گذاشته نشود
۴۷	هر حدیثیکه مشتمل بر حکم تشریعی یا احکامات قیامت و برنخ از مشوبات اخبار انبیاء ضمیمه باشد آن مرفوع حکمی است
۴۸	ف در غرابت و صحت مناه من حیث الاطلاق نیست

۴۸	مکتبہ مجاہدین و مشائخ طریقت مقلدین مریدین خود را ملا و وقت نزع روح و غیر میکند
۴۹	مسئله پنجم باید دانست که اطعام طعام در خیرات سمیت از عمائد خیرات مفید است اگر بوجه الله باشد۔
۵۲	ف حکایت عجیب مروی از فقیہ ابواللیث در بیان صدقہ از میت۔
۶۰	مسئله ششم تعیین تاریخ برائے صدقہ و دعا و زیارت مسنون است۔
۶۱	ف تعیین تاریخ برائے اعراض مشائخ و بیان او۔
۶۴	ف وجوب جیہ برای دن یازدهم حضرت پیر شکیبولا نامہ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ
۶۸	و ذکر احادیث کہ دلالت بر تخصیص اوقات اعمال و خیرات میکنند۔
۷۰	مسئله ہفتم طعام را پیش از می نہادہ دست برداشته دعا کردن۔
۷۲	مسئله ہشتم در بیان نذر و نیاز اولیاء اللہ کہ عوام بلکه بعض خواص ہم میکنند۔
۷۶	مسئله نهم در بیان عرس غوث الثقلین کہ آن را یازدهم میگویند۔
۷۸	بیان حکم صدقہ نقلی کہ خوردن و سادات درین زمانہ و اختیار بطلاق جائز است
۷۹	بیان اینکه اون و خوردن صدقہ واجب درین زمان برائے سادات جائز است
۸۱	مسئله دهم در بیان جواز بنہار گنبد و غیرہ بر قبور اولیاء و علماء
۸۲	مسئله یازدهم در بیان انداختن ستور غلاف و جھنڈا و افروختن چراغ بر قبور اولیاء۔
۸۴	مسئله دوازدهم در بیان ذبح نمودن جانور مشہور کردہ بنام ولی اللہ
۹۱	مسئله سیزدهم خواندن قرآن بر قبر جمع شدہ۔
۹۵	ف در بیان تخصیص نذر و غیرہ برائے خیرات و صدقات۔
۹۹	مسئله چہاردهم در بیان استغاثت و استغاثہ بصالحین و نداد ایشان
۱۱۰	ف در بیان حال حدیث اعینونی یا عباد اللہ۔
۱۱۱	مسئله پانزدهم در بیان جواز گفتن یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیبانی اللہ
۱۲۶	مسئله شانزدهم در بیان سماع مومنان در عالم قبر و برنسخ
۱۳۵	خاتمہ الکتاب بیان سماع غنا کہ سادات صوفیہ خصوصاً مکتبہ شیبانیہ مینویسند

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله الذي يقبل عن عباده التوبة والمعذرة والتقير ويعفو عن المسأوي
 وللائمة الكثير ويعلم عباده الحيل اذ المعبود والمخلصا وسبب الاخرة من عنده
 وفضلا من جنابه وعناية كثيرا كثيرا والصلاة والسلام على من ارسل روفاً
 بالؤمنين ورحمة شفيقاً شفيقاً وعلى اله وصحابة الذين اوضحوا لنا سبيل الخير
 والصدقات ايضاً فصيحا وبينوا لنا طرق الوسائل والتوسل اليه بالصالحين
 نبينا تاليفاً خصوصاً على من هو كامل الفقه والعرفان سيدنا ومولانا جميع اهل الفقه
 والايمان ارحمهم نعمان عليهم من الله والرضوان وعلى كل من كان عياله في الفقه
 والايمان اما بعد فقد رسالتنا جامعة ومجالاة نافعة موسومة بوجيز
 الصراط في مسائل الصدقات والاستقاط وصفها العبد المتسك
 بحبل الله المتين كثير المظالم محمد المدين بفيض عالم بن مولانا محمد المدد عويلا
 جيون بن مولانا الشيخ علاء الدين الفنجاني الفراهوي الحنفي الاولسي غفر
 لذنوبهم واستر عيوبهم وجعل في جودهم ناضرة الى ربها انما لمرة مع من استفاض من
 علومهم تكلمها وكتابة وجعلها محتوية على البابين وخاتمة وذلك بالتاسعة
 الاذكياء والعارفين حضرت مولوي نور الله صابنوي حضرت فقير عبد الحميد
 صاحب چموي بنا اتنا في الدنيا احسن توفيق الاخرة تحسنة وتنا عذاب النار
 هو حسبنا ونعم الوكيل نعم المولى نعم التصير باب اول في بيان استقاط
 ميتت وبعض ما يتعلق به واول ما يتعلق به برحمة منازل ومواقف مثل
 اول درویش موقف اند بموقف اول بايد است که نفس او شده است اور استقاط

باب اول در بیان استقاط و بعض ما يتعلق به
 اول درویش

روزه بقدریه و هو قوله تعالى وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهِ قَدِيدَةٌ طَعَامُ مُسْكِينٍ وَقَوْلُ عُلَمَاءِ
 متفق اند درین که نماز مثل روزه است استحساناً زیرا که تا طهریم است از روزه و خلاف
 فیما بین ایشان درین است که آیا نماز هر روز مثل روزه بگردد است یا هر چه مثل روزه یک
 روز است راجح قول ثانی است کذا فی الطحاوی و علی مرقی الفلاح پس اگر مریض برای ادائے
 نماز اشاره بکردن نمیتواند موقوف کند از آنوقت نماز اندک را که آن نماز یک شب یا روز
 یا کم از دست و اگر قوتیه زاید شد نماز یک شب یا روز و مریض می فهمد مضمون خطاب قدرت
 بر او باشد و او پس باید که قضا کند آن نماز را در یک وقت یا در وقت دیگری در هدایت و
 النفسه هو الصحیح و حال آنکه صاحب هاید جز نموده است برخلاف مرقی الهدایه که تفسیر خود
 که تجنیس مزید است باینکه ساقط میشود قضا از مریض اگر عجز دائمی لاحق شد بحال او اشاره
 بکردن نمیتواند و قیتکه زانده اند از پنج نماز اگر چه مضمون خطاب می فهمد مثل معنی علیه و
 در طحاوی حاشیه مرقی الفلاح گفته که المعتبر ما صحیحه فی التجنیس نه متأخر و نیز نصیح
 این قول نموده است قاضی غنی و قاضی بخان و قلا هو الاصح لان بجز العقل لا یکفی
 لتوجه الخطاب قال الکمال فی نصیح قاضی بخان فی المحيط و اختاره شیخ الا
 سلام خواهر زاده و فخر الاسلام السخوی و در ظهیریه گفته که وهو ظاهر الروایة و علیه
 الفتوی کذا فی معراج الدرایة و در خلاصه گفته که وهو المختار و صحیح فی البینا بیع و قال
 هو الصحیح کافی التاتارخانیة و البدایع و جزم به بالولوی صاحب الفتوی الصغیر
 فیها و در شرح طحاوی گفته که ولو عجز عن الایمان و تحریک الرأس سقطت عند الصلوة
 و شرب الی و در مرقی الفلاح گفته که و العبرة عند اختلاف الترجیح بما علیه اکثر و هم القائلون
 بالسنن و السقوط ههنا هم الله تعالی اجمعین اعاد علینا من یرکاتهم و مدد هم قول
 قد نقل علیه الفتوی هو من اکمل الفاظ الترجیح و مع ذلك هو ظاهر الروایة فلا
 بد ان یکون الحکم و القنیایه و العمل فی نفسه و بخلافه حرق الایمان و جهالة العمل
 یا المرجوح للتروک المتسوخ حال مریض درین مقام است که مسأله اصل بر چها وجه است
 اول آنکه اگر بحال مریض عجز دائمی است تا پیش نماز و آن بیعقل است الی الان تا ساقط

میشود از وقضایین نماز با اجاعا و دوم آنکه عاجز گشته است از ادا نماز یا که اندک انداز شش و
 حال آنکه آن عاقل است قضا کند اجاعا سوم آنکه عاجز گشته است از ادا نماز یا مدت شش نماز
 و حال آنکه آن عاقل است درین مدت و چهارم آنکه عاجز شده است از ادا نماز یا که اندک
 انداز شش نماز و آن معیقل است در مدت مذکور پس درین هر دو اختلاف مشایخ است
 بعضی گفته اند که لازم است بر آن قضا و این است مختار صاحب هدایه و بعضی
 گفته اند که لازم نمیشود بر آن و اینست اختیار بزودی الصغیر و در کجای از قنیه و رده است
 که اگر هم بعضی نماز ادا کردن نمیتواند مگر با و از مثل او و آه و نحو او واجب است بر آنکه ادا کند نماز را
 یا این حالت و اگر نباشد است زبان او یک شب یا تر و پس ادا کرد نماز گنگ بعد از آن کشتن
 شد زبان او اعاده آن نماز بر و نیست بکنانی حاشیه الطحطاوی و نیه علی مرقی القلاح شرح
 نور الایضاح و آنکه عجز است از ادا نماز با اشاره سر جائز نیست آن را که ادا نماید بلند
 چشم و دل و بر و چو نقل نمیکند خلف سجده بسوی این اشیا چنانچه نمیکند بسوی دست
 زیرا که نسبت چشم و دل و بر و سر اولیست از نسبت دست پا و لقوله علی الصلوة والسلام
 یصل المریض تمام فان لم یستطع فقاعدا وان لم یستطع فعلى فقاء یومی ایما فان
 لم یستطع فالتی احن نقبول العذر منه و امام زفر علیه الرحمة فرموده است که اگر اشاره بر کردن
 نمیتواند تا باید که اشاره چشم ادا نماید و اگر چشم ادا کردن نمیتواند تا اشاره دل ادا سازد
 و موافق قول امام زفر یک روایت از امام ابی یوسف رحمه الله علیه نیز آمده و دلیل ایشان
 اینست که هر گاه چشم در سر اندازین جهت حکم سر نخواهند گرفت در صورتیکه داشته باشد چشم
 و اگر قدرت ادا می نماز هم اشاره چشم نداشته باشد تا اوا این اشاره دل کند زیرا که نسبت نماز که
 بدون آن نماز صحیح نمیشود و اینست همیشه و بدل پس نماز نیز قائم کرده میشود بدل در حالت عجز یا غیر
 و دلیل اکثر آنکه اینست که نصب خلف نمون بصرف عقل ممنوع است با آنکه نص و نوشته است
 با ادا نماز با اشاره سر بخلاف قیاس پس دیگر حکم برین قیاس کرده نمیشود و هکذا افاده الطحطاوی
 عن السید موقت ثانی اختلاف کرده اند علماء ما رحمهم الله و معنی قوله صلی الله علیه و سلم فالله احن
 بقبول العذر منه پس بعضی گفته اند در تفسیر او قبول عذر تا خیر و بعضی بقبول عذر سقاط پس آنکه

اینست

تفسیرش بقبول عذر تاخیر نموده رفته است بازوم قضا و آنکس که تفسیرش بقبول عذر استقامت نموده
 حکم کرده است بعدم قضا و قائل این اکثر گما علمت افتد که عذر که معتد در شرع اندر است ندیگی
 از آن معتد بسیار است مثل صیبا ساقط میگردد باجمیع عبادات دیگر قاصر است بسیار مثل
 نوم پس ساقط میگردد با جمیع شی از عبادات و نوم مسترد است هر دو آن عمار است پس
 وقتیکه بسیار گردد ملحق بصیبا میشود الا بقاصر که نوم است ملحق میشود و اعمار صوم زکوة معتبر
 نیست چه چو او تا شش سال نادرست بخلاف جنون که این سه با معتدی اند پس اعتبار کرده
 شد در سقوط عبادات موقت ثالث باید است که مالمو به سه قسم است ادا و قضا و
 اعاده ادا بر چند نوع است یکی کمال چنانچه نماز در وقت محبت با جماعت مسنون و دیگری
 قاصر چنانچه نماز منفرد بغیر عذر شرعی برای حصول جماعت زیرا که وصف مرغوبه که ادا با جماعت
 بود و مفقود شده است سوم ادائیه بقضا و آن حرکات افعال است که لاحق بعد از
 فرغ امام خود بجای آید و این را از نجهت میگویند که در وقت خود بجای آورده شد و شبیه
 بقضا از نجهت گویند که مکمل لازم کرده بود ادای این بل مع الام و هر آینه فوت شد این
 ملتزم موقت چهارم مخفی ماند که قضا عند التحقیق واجب بان سبب که واجب است
 بان ادا پس هر احد از ادا قضا تسلیم عین واجب مگر آنکه ادا که هست آن تسلیم عین واجب
 در وقت آن واجب و قضا که هست آن تسلیم عین واجب بعد از خروج وقت است و
 بنا هو الراجح و بعضی گفته اند که قضا بسبب جدید واجب میشود مودی مثل واجب و نموده این
 خلاف ظاهر نمیشود و ذکر الطحاوی موقت پنجم واضح باد که تاخیر به از وقت او بغیر
 عذر شرعی گناه کبیره است از ادا و بقضا نمیشود بلکه از ادا و توبه یا بجمه بر گردد چنانچه
 وارد شده است بان حدیث صحیح پس قضا منزه است گناه ترک گناه تاخیر را لهذا ترک نموده
 معنی آن مالمو به که اعاده است در موقت ثانی بیان نموده میشود اینجا بمنه و کرمه که اینجا
 بر مودی بدین مبتدی خواهد آمد انشاء الله تعالی پس اعاده بجای آوردن مثل آن مالمو به
 در وقت آن بسبب خلیفه غیر از قضا است لقولهم کل صلوٰة ادیت مع کراهة التخریب تعان
 ای جو یاقی الوقت و اما بعد فتد با هکذا ذکر الطحاوی موقت ششم

موقت اول
 موقت دوم
 موقت سوم
 موقت چهارم
 موقت پنجم
 موقت ششم

بدانکه قضا عن الفقه بار اسقاط واجب است بمثل آنچه که نزد مکلف است کما قال الشرع
 بمثلانی پس از اسقاط واجب معلوم شد که سنت متصف بقضا نمیشود و اگر از ما مورثی لفظ واجب
 ما هو الاعم گرفته میشود پس بدل کرده شود آن را بلفظ عبادت و گفته میشود در هر سه تعریف
 که بود که هست آن بجای آوردن عبادت در وقت آن عبادت است و آعاده که هست بجای
 آوردن مثل آن عبادت بر اے خللے که غیر از فساد است و غیر از نبودگی صحت الشرع است
 و قضا که هست آن بجای آوردن عبادت بعد از وقت آن عبادت پس بر صورت سنتها یک
 ادا کرده شوند در وقت خود این را الواو ابریم گفت و آنچه اذن داده است جناب سالت مآب
 صلے اللہ علیہ و علیٰ آله و صحبہ وسلم باطلاق لفظ قضا بر سنت فجر که در غیر وقت خود بجای آورده شوند در
 ظهر که قبل از آنکه بجای آورده شوند بعد از فرض الظهر پس اطلاق لفظ قضا بر نیهار نیز و صورت
 مجازت زیرا که اینها ادا کرده شدند در وقت خود سوال اگر کسی گوید که وقت ادای این
 سنتها قبل از فرض بود پس بعد از آن قضا خواهد بود جواب آنکه قضا عبادات بر دو
 قسم است یکی قضا از وقت است و یکی قضا از محل پس این قضا از محل واقع شده است زیرا که
 محل و این سنتها قبل از فرض بود مگر بسبب عارض محل خویش فوت شده بجای آن درآمد و علی هذا
 لا یحتاج الی الزکات تکفیات ریکتان الفصل بید اللہ یوثیته من لیشاء واللہ
 وسمع علیہم هذا یکفیک فی هذا المقام انشاء اللہ الملک العلام وان شئت
 زیاده علی لک فارحم الی کتب الفقیرة واللہ ولی التوفیق و بیذازمة التحقیق
منزل دوم درین هفت موافق اند موقت اول بدانکه عوارض با نهاداشتن
 روزه مبلع شود چند چیز است مرض و سفر و اکراه و محل رضاع و جوع مفراط و عطش شدید
 و هر چه پس جائز است برای مریضی که خائف بود بر نفس خود از زیادتی مرض زیادتے
 از جهت کمیت باشد یا کیفیت یا از دراز شدن مرض اگر روزه بدارد که افطار نماید زیرا که
 زیادتی مرض و درازی صحت مورت باکلت اند پس واجب شد احراز از اینها پس شخصی که
 بجهت و ندرست بود در ظن غالب و آمد که من عنقریب بیمار خواهم شد و آثار بیماری در بدن
 خود دریافته است زیاتی افطار برای او میباح نمود و علامه مسابین گفته که جائز نیست

منزل دوم موقت اول

در ذوالفضل العظیم

افطار آن را و درین قول تابع صاحب پنجم شده است که آن افطار را درین حالت مباح
 نموده و در مختار گفته که افطار درین حالت مباح است و در قهستانی آورده که آن
 للمترض ملحق بالمریض و حسن بن علی الشربلانی و مراقی الفلاح شرح نو الایضاح
 گفته که ومن له ذیبة حصة او عاده حیض لا یأس یفطره علی من جوده و محشی او که حاصل
 طحاوی است از قول لا یأس فاده نموده که ان الاولی ان لا یفطر حتی یتحققا و شربلانی
 فطره معلل ساخته است بقول خود که ان ما ثبت بحکم الغلبه کالکائن پس اگر مترض افطار
 نمود بغلبه ظن بعد از آن مرض یا حیض یافته نشد اختلاف کرده اند علماء ما جمهم است در لزوم
 کفاره صحیح است که لازم نمیشود برین هر دو چنانچه در مراقی الفلاح و طحاوی در مختار
 تصحیح این قول نموده اند و در طحاوی و مراقی الفلاح گفته که اگر ناری بغلبه ظن معلوم
 کرد که هر امر روز جنگ کافران رفتن ضرورت خواهد یافت و بمقابله دشمن خواهد رفت
 و مراضعی حاصل خواهد شد و امر قتل و مسافر هم نبود عجز است آن افطار پس بعد از
 افطار بیسی از سبب رفتن برای جنگ موقوف ساخت در لزوم کفاره بر و نیز اختلاف
 مذکور متحقق است لیکن معتقد عدم لزوم است چنانچه در مختار تصریح این نموده -
 موقف دوم اگر اهل هات طبل شنیدند بنا بر سیم رمضان افطار کردند برین ظن که
 این طبل طبل امیر شهر است و برای عید طبل زدن در آن شهر معتاد بود ایشان آن را طبل
 عید گمان کردند پس بعد از افطار معلوم شد که آن طبل برای عید نبود بلکه برای امری دیگر
 بود پس کفاره بر ایشان لازم نخواهد شد قال فی مراقی الفلاح و الطحاوی اهل
 الرستاق اذا سمعوا صوت طبل امیر مدینه ذلك الرستاق علی لاجوت به عادتهم
 انهم یضربونه یوم العید یوم الثلاثین فظنوا انه طبل حید فافطروا ثم تبین انه
 لغيره لا کفارة علیهم لانهم لم یفصدوا الجنایة انتهى این است احکام مریم و اگر
 مرضه و حامله خوف داشته باشد بر نفس خود یا بر ولد خود نسبتی باشد یا رضاعی که بسبب
 زوزه داشتن نقصان عقل یا مرض یا بلاکت بحال ایشان یا بولد ایشان میرسد جائز است
 برین هر دو را افطار و درین باب مطلق خوف معتبر نیست بلکه باحتیاط افطار بر آن خوف

موقوف بر لزوم کفاره

ثابت میشود که تعلیه ظن بجزیه سابقه متحقق شده باشد زیرا که این ظن بمنزله یقین است یا خیر
 و اوده باشد حکیم مسلم حاوی عادل به بیماری کذافی البرهان و کمال در گفته که مسلم حاوی
 که فسق از وظایف هر نشده باشد و بعضی عدالت طبیب یا بشر طرد است از موقوف سوم
 جائز است نوشیدن دوا در حالت روزه فرضی بر مریضه اگر طبیب آن را
 خیر داده که این دوا استطلاق بطن رطوبت را مانعست و آن رطوبت استطلاق بود پس
 افطار بر امی این جائز است لقوله علیه الصلوة والسلام ان الله وضع عن المسافر
 الصوم و منظر الصلوة و عن الجبل و المرضع الصوم هكذا في المواق و قال و من
 قید یا المستنجدة للارضاع فهو ممدود و هانچه جائز است افطار بعد از حمل و ضاعت جان
 است بعد از تشنگی سخت و گرسنگی مفرط که از آن خوف هلاکت باشد یا خوف نقصان عقل یا خوف
 دواب بعضی حواس لیکن اگر صائم نفس نجات یا نجات در امور غیر ضروری در تشنگی و گرسنگی سبب
 افطار در صورتی نیز جائز است لیکن با کفاره علی الصبح و اگر با تعاب نفس خود نبود کفاره
 بر و لازم نمیشود بلکه فضا کند که در فی الطحاوی می موقوف چهار روز و در
 قهستانی از خزانة نقل کرده که اگر غمناک و حزین باشد یا عجز یا شخصی که برای بنده نمون آب
 جو یا بر امی کشیدن جوئی رفته بود چون گرمی سخت شد و خوف هلاکت کرد بر نفس خود
 پیش جائز است افطار ایشان را چنانچه جائز است افطار صبیح کنیز را و قتی که ضعیف شدند
 بسبب نخوتن خوراک خانگی یا ضعیف شدند بسبب شستن جانها خانگی فی الطحاوی ذکر
 القهستانی عن الخزانة ما نصه ان الحر الخادم او العبد و الذاهب لسد التهر او
 کوبه اذ الشدة الحدة و خاف الهلاك فله الا افطار كحره او امانة منعت للظن و غسل
 الغواب انتهى و همچنین جائز است افطار مسافر را که شروع نمود در سفر قبل از طلوع صبح صاف زیرا که
 اگر بعد از طلوع فجر شروع کرد در سفر افطار جائز است و اگر افطار نمود بعد از طلوع فجر کفاره
 بر و لازم نیاید قاله السید رحمه و اگر مریض شد بعد از طلوع فجر درین صورت افطار افضل است
 در پرده نماند که روزه مسافر افضل است از افطار اگر مریض یا و نبود زیرا که فطر خصلت است و
 روزه غیریت لقوله تعالی و ان تصوموا خیر لکم مگر و قتی که خوف هلاکت بر نفس خود داشته باشد

منقوله
 ازینکه
 و
 موقوف
 ازینکه
 و

در روزه داشتن پس در آن حالت اقطار واجب کما فی البحر و مسافر تخیر میان اقطار و صوم
 وقتی خواهد بود که اگر عام رفیقان او مفسطین هم نبودند و مشترکین در نفقه هم نبودند و اگر
 اکثر فقار و مفسطین یا مشترک در نفقه بودند پس افضل برای او اقطار است موافقا لجماعه
 الرقفا کما فی الجواهره والنهر و تحفه الاخبار و اگر مسافر تنها در سفر بود پس آن منجرت میان
 صوم و اقطار لیکن صوم افضل است موقت بچشم مراد از مسافر اینجا آن مسافر است که شروع
 کرده باشد در سفر شرعی که نماز در آن قصر کرده شود اگر چه برای عیصیت بود.
 عندنا لان الفیء المجاور لا یعدم المشرع عیبه افاده الطحطاوی و جازز است اقطار
 صوم شیخ فانی و عجز فانی را وقتیکه عاجز شد تا از ادا لیکن اگر عجز ایشان دائمی تر بود و خوب
 شود برایشان فدییه هر روزه بقدر فطره عید و اگر قبل از مرگ قدرت یافتند تا قضا واجب شود
 برایشان همون قدر که قادر بودند بر قضا کردن در آن روز یا و همین حکم است در حق آن
 کسکه نذر کرده است صوم الدهر را و عاجز شد از بجاء آوردن آن بسبب مشغول شدن
 بمعیشت خود پس اقطار نماید و فدییه دهد بر آن روزه زیرا که قاونیت بر قضا لیکن تحقیق
 اینست که قید عجز و ضعف انفاقی است اگر قادر صائم الدهر با وجود قدرت نیز اقطار نماید
 تا هم بر و فدییه لازم خواهد شد ذکره فی المراتی و الطحاوی و قهستانی از کفائی هم نقل کرده که اگر
 مریض نا امید شد از حصول صحت که بآن قادر هر چه شود اقطار کند و فدییه دهد بر آن هر روز و
 نیز گفته که اگر مریض قادر نبود بر روزه داشتن بسبب گرمی پس باید که قضا کند آن در زمستان
 قال الطحطاوی و افاد القهستانی عن الکرمانی ان للمریض اذا احتق الباس من الصیحه
 التی یقید معها علی الصوم فعلیه القدیة لکل یوم وان لم یقید علی الصوم لشدة
 الحر اقطار و تعفیه فی الشتاء کما فی البحر انتهى موقف ششم اگر قدرت نداشتند
 برای ادا فدییه آنکسانیکه فدییه دادند بمقابله روزه برای ایشان جازز بود بسبب مفلسی
 مفرط پس استغفار کنند بدرگاه خدا بتعالی و طلب کنند از ترک مواخذه را لانه بهلالتفور
 الرجوع و فدییه دادن جازز نیست مگر از آن روزه که اصل بنفسه باشد نه بدل از غیر حتی که اگر واجب
 شد بر شخصی کفاره لیکن یا قتل یا اقطار و نیافت چیزی را که بآن ادا کفاره نماید

بموجب اینست که اگر مسافر در سفر شرعی که نماز در آن قصر کرده شود اگر چه برای عیصیت بود.

بموجب اینست که اگر مسافر در سفر شرعی که نماز در آن قصر کرده شود اگر چه برای عیصیت بود.

سبب عسرت مثل غنق غلام و اطعام مساکین و کسوة ایشان حالانکه آن شخص شیخ فانی
 بود یا آن کس بود که روزه نداشتته بود با وجود قدرت تا صدیکه شیخ فانی شد حاجت
 نیست این شخص را که فدیہ دهد زیرا که روزه دین صحتها بدل از غیرت و آن تکفیر بالمال
 است و لذا الا يجوز للصیبر الى الصوم الا عند العجز عما یکفر به من المال موقف
 هفتتم آن معذور که قبل از زوال این عذر هائمی مذکوره مثل مرض سفر وضع و
 حمل نحوه بمرد واجب نیست بر آن وصیت کردن برای کفاره صافظمه نفوات
 احداک عدته من ایام آخر و اگر یافته است قدرت بر قضا یعنی عذر او رفته است عدته از ایام
 آخر یافته است پس باید که قضا کند آن قدر که قدرت یافته است و اگر با وجود قدرت زوال عذر
 قضا نکرد واجب شود بر آن وصیت بقدر اقامت اگر مسافر بود و بقدر صحت اگر مریض بود و
 هكذا البواقی من الاعذار اتفاقاً علی الصیبر بین الشیخین و لیس و در بر چند می گفته
 که نیغی ان لیستشی الا یام لمنزیهة لانه عاجز فیها شرعاً پس اگر فوت شد از معذور
 روزه بعد از ان یافت قدرت بر ادای می پنج روزه و او ان کرد آن پنج را پس فدیہ پنج روز
 از او داده خواهد شد زیرا که او این قدر عدته از ایام آخر یافته بود پس فدیہ نیز این قدر لازم
 خواهد شد و فائده لزوم قضا اینست که بآن وصیت برای طعام واجب میشود و اگر شخصی نذر کرده
 روزه هائمی یک ماه کامل در حالت بیماری و گفته بود که اگر من تندرست شدم روزهای
 یک ماه کامل خواهم داشت پس تندرستی یافت یک روز یا زیاده از آن لازم خواهد شد
 وصیت بر و برای اطعام ماه کامل نیز ششچین و نذر محمد رح قضا ایام تندرستی خواهد کرد یا
 برائے ادای فدیہ آن ایام وصیت خواهد نمود **موقف هشتم** باید
 دانست که اگر شخصی وصیت کرده بود بوقت مرگ بر ادای فدیہ از واجبات فوتیه پس
 وصیت او در ثلث مال او نافذ خواهد شد بشرطیکه در ترک دین از دیون عبادت بود اگر در
 ترک دینی بود از دیون عبادت پس آنوقت واجب شود از ثلث آن مال که باقی مانده است
 از دیون این وقتی خواهد بود که اگر آن را وارث بود و اگر وارث نداشت تا نافذ خواهند
 شد وصیتش در جمیع آنچه باقی مانده است از دین قال فی الطحطاوی و یفتی الوصیه من

تکفیر بالمال
 در غیرت

در بیماری
 در سفر

الثالث بشرط ان لا يكون في التركة دين من ديون العباد حتى لو كان ينفذ ذلك
من ثلث الباقي الا اذا لم يكن له وارث فخر ينفذ من جميع ما بقى انتهى واگر
میت وصیت کرده بود و مال نگذاشت قرض گرفته شود نصف صاع و داده شود مسکین
یا مسکین تصدق کند بر وارث یا بخشد او را باز باز مکرر کند تا آنکه تمام شود برای هر
روزه نصف صاع و بدون از وصیت اطعام بر وارث لازم نمیشود مگر آنکه بترع کند
از جانب خویش برای میت در جمیع از کفاره قتل صید بود یا از کفاره یمین لیکن عتق
عبدا از جانب او در کفاره او جائز نخواهد شد مافی من الزام للولاة علی المیت فانه لا یطعم
عن السيد و یجوز زیاده تحقیق ذلك فی المنزل الا ان شاء الله تعالی **مترجم**
سوم درین ۱۴ موافقت اند **موقف اول** در کیفیت استقامت نماز و روزه و دیگر واجبات شرعی
از میت بد آنکه اگر مریض ببرد و در حالت بیماری قادر نبود بر ادا کردن نماز یا شاره
واجب نمیشود بر آن وصیت کردن برای ادای قدی ازین نمازها اگر چه آن نمازهای فوتیه
اندرک بودند از یک شب یا روز یا درین ماه من قوله صلوات الله علیه و صحبه وسلم فان لم یستطع
فان الله احق بقبول العذر منه زیرا که قدرت بر قضا نداشته بسبب نیافتن زمانه قضا
نیز و آنکس که تفسیر میکند قبول عذر را بجز از التاخیر زیرا آنکه منسربا این نمیگوید لزوم قضا
را مگر ما در آن زمانه که گنجایش قضا در آن متنصورت و آن زمانه یافته نشد و لزوم وصیت
که هست آن فرع است لزوم قضا را و نیز آنکس که تفسیر کند قبول عذر را بسبب ظاهر است
و همین حکم است در روزه رمضان اگر مریض یا مسافر افطار کردند در آن و بگردند قبل از اقامت
وصحت زیرا که نیافتند عده از ایام آخر پس وصیت بر ایشان واجب نخواهد شد و قس
علیه البواقی الا من عذر المبیحة للاقطار پس واجب میشود وصیت بر آنکه قدی و
روزه بر آنکس که افطار نموده است بعد و نیافته است عده از ایام آخر و یا افطار نموده است
بغیر عذر و عدت از ایام آخر نیافته زیرا که درین صورت اگر چه قصور از جانب اوست لیکن
مبید عفو از جناب باری عز اسمه است که بسبب قدی عفو خواهد فرمود از قصور بنده عاجز که
حامی و ناصر او بغیر از ذات باری تعالی نیست و همین عفو عمیم خویش گم گشتگان

بشرط ان لا يكون في التركة دين من ديون العباد حتى لو كان ينفذ ذلك من ثلث الباقي الا اذا لم يكن له وارث فخر ينفذ من جميع ما بقى انتهى

وادی اسراف را صیت انعام و اوده که یعبادتی الدین اسرافوا علی انفسهم لا تقنطوا
 من رحمة اللوات الله یغفر الذنوب جمیعاً و برزومش تا وقت موت تانده و رین
 حکم دخل است روزه فرضی شد یا کفاره بکین یا قتل خطایا ظهار یا جانییت بر اهرام یا قتل
 محرم صید یا روزه مندوره افاده الشریبلا لی فی شرح المواقی و قال فی المختار من
 العوارض و الحاصل ان ما کان عبادة بدنیة فان الوصی یطعمه بعد موته عن کل
 واجب کالقطر و المالیة کالزکوة ینخرج عندا لواجب المریة کالجیحیج عنده و جلا
 من مال البیت انتهى و قال الثوری و علی هذا ین صدقة الفطر و النفقة
 الواجبة و الخراج و الجزیة و الکفایات المالیة و الوصیة یا الجیحیج و الصدقة المنذولة
 و الاعتکاف المنذر عن صومه لانه اللبث فی المسجد قد لزمه و هو صحیح و لم
 یعتکف حتی اشرف علی الموت کان علیه ان یوصی القوم اعتکاف کل یوم بنصف
 صاع من ثلث ماله و ان کان مریضاً وقت الاجاب و لم یدر حتی مات
 فلا شیء علیه فاذا المریب به الثلث توقف الترائد علی اجازت الوارث انتهى
 پس واجب بر ولی میت و آن آنست که متصرف باشد و مال میت بسبب راشت
 یا بسبب وصیت که اخراج کند از طرف آن میت از ثلث مال که گذاشته مرده است
 زیرا که حق او در ثلث مال او بود و در حالت مرض و بثلثین حق و ارث متعلق خواهد
 شد پس نافذ نخواهد شد و وصیتش در حق و ارث قهرراً علی الوارث مگر در ثلث اگر
 وصیت کرده مرده است و اگر وصیت نکرده مرده است تا لازم نیست بر وارث اخراج
 است مال و اگر تبرع کند از تر و خود تا جائز خواهد بود و برین قیاس است دین صدقه
 فطر یا نفقه و اجیه و خراج و جزیه و غیره کما ذکرنا برامی روزه هر روزه طعام یک مسکین
 لقوله صلی الله علیه و آله و صحبه سلمه من مات و علیه صوم شهر فلیطعمه عنده مکان
 کل یوم مسکین و همچنین اخراج کند برای نماز هر وقت از فرائض یومیة ایلیی حتی که
 برائے و تر نیز زیرا که و تر فرض علی اند تر و امام رح و تحقیق نقص وارو شده است در
 فدیة صوم و نماز مثل صوم است باستان مشایخ زیرا که نماز اهم است از صوم نیم

چنانچه است ما منوش
 چندین نیک نیست میان
 و اطعمه شش سائین بار و نه
 روز کذا فی الجاوی ۱۲ من
 چنانچه نقدین از فقه
 حکم بود بیدادن آن امر و
 من خود بقدر اضی شو بودند
 کذا فی الطحاوی و میت زنی بود
 شخصی از وقت کعب بودی ان
 و میت با و جز کعب بودی ان
 سلمان نزه بر وادی فخر از جزایم
 و او بر شد بار علی انبالا نقط
 کذا فی الطحاوی ۱۱ من غنی
 مثل آنست که لازم
 شده اند بر و بسبب جانییت او بر عوم
 خود نیک بودی و جانییت
 بر سر غیر خود را اندر
 پس هیچ کس را نخواهد شد
 نزل او آری او کافیه شد و از فرائض
 نکرده خواهد شد کذا فی الطحاوی
 چنانکه قدرت بر او در پس
 از آنست که میت بر و نیز واجب
 و فقیه قادری و میت بر و نیز واجب
 و فقیه قادری و میت بر و نیز واجب
 و فقیه قادری و میت بر و نیز واجب

صاع اندگندم یا آرد آن یا سویق آن یا یک صاع از خرما یا کشمش یا جو یا قمیث اینها و این
 افضل است زیرا که حاجات فقرا متنوع میباشد پس قیمت از جهت نظر بر حال ایشان قیمت
 و اگر خود میت در حالت مرض نصیحت نکرده بود حتی که ببرد و تبرع نمود از جانب
 او ولی او یا تبرع نمود شخصی اجنبی برائے او جائز است انشاء الله تعالی لان محمد بن قاتل
 فی بیع الوارث بالاطعام فی الصوم بحزیه ان شاء الله تعالی من غیر جزم و فی
 البصانه به جزم بالاجزاء کذا فی المراتی و اگر تبرع نمود کسی با غنای غلام خویش از جانب او
 صحیح نخواهد شد لما قدمنا بخلاف وصیت او برای اعناق که آن جائز است و اگر وصیت
 کرده است حج گنج کنایه خواهد شد از منزل او از ثلث مال او اگر مال او از منزل بر آید حج
 کافی باشد و اگر از منزل کافی نشود تا از هر جا که کافی شود بکناند و اگر تبرع حج برای او کردن
 خواهد تا باید که از هر جا که خواهد بکند از منزل میت ضروری نیست وارث باشد یا غیر وارث
 صحیح نیست ولی و غیر ولی را که روزه دارد از جانب میت یا نماز خواند از جانب او بقوله
 علیه الصلوة والسلام لا یصح احد عن احد ولا یصلی احد عن احد و لکن یطعم
 عنه و ما در من قوله صل على الله علیه و آله و صحبه سلمه فصو فی عن امك وقوله صل
 الله علیه و آله و صحبه سلمه من مات و علیه پیام صام عنه و لیه فتسوخ صدا
 فی البرهان و غیره هکذا قال الطحطاوی و غیره و اگر درانی نباشد آن مال که میت آن وصیت
 کرده بود برای آن واجبات که بر میت بودند یا ثلث مال او کافی نشد برای آن واجبات
 یا وصیت نکرده بود هیچ چیز و کسی تبرع نمود برائے او از وارث و غیر وارث چیزی اندک
 که آن کافی نمیشود از جمیع واجبات فوتیه پس جلد برای برمی اندزه کردن میت از جمیع
 ما علیه نیست که اولاً مقدر کند این مقدار را بر برای چیزی از نماز یا روزه یا غیره یا که بر ذمه
 میت بودند و بدین مقدار را بسکینی بقصد استقاط آن چیز که روزه شود از میت
 پس ساقط خواهند شد واجبات فوتیه از ذمه میت باین قدر پس بعد از قبض فقیر به بخشند
 آن مقدار را بولی یا اجنبی و قبض کند ولی یا اجنبی تا که بقیه تمام شود و مالک گردد و
 باز بخشند موهوب له بفقیر برای استقاط میت متبرعاً بغيره پس ساقط خواهند شد از

بیت الفقیه
 و در اجانب نیست ترا علی میت و نه منی و نه طوطی گفته کلام بر من تکرار بعضی و دفع
 من تمت البتة و دفع احوار الفقیه و نه منی و صورت جلد استقاط میت

میت بقدر آن مقدار نیز باز بختد فقیر برای ولی یا برای حبیبی قبض کند ولی یا حبیبی
 پس باز بدید این ولی باین فقیر مترعاعن للیت و این چنین کند بار بار تا آنکه ساقط
 شود از همه میت آن واجبات فوئیه که در ظن این کس بر آن میت لازم بودند و هذا
 هو المخلص في ذلك انشاء الله تعالى بمنه وكرمه وفي الدر المنتهي انهم اذا
 الادوا الاخراج عنه بحسب عمر بغلبة الظن ويخرج مدة الصبا وهى ثنا عشر
 في الغلام وتسعة في الاثني ويخرج عنه بقدها ان كان عندهم ما يكفي والا
 قد فم مراد انتهى قال الطحاوي وذلك لاحتمال نقصان صلوة بترك ركن او
 شرط فان الكثير من الناس لا يحسن اداءها ودر شرح کتر فارسی گفته که واجب است
 بر کسی که ساقط نشده از ذمه اش واجبات و صوم صلوة آنکه وصیت کند نزد موت خود
 یا در فدیہ آنها هر قدر که بر ذمه اش مانده و واجب میشود بر ورثه که بدهند مساکین
 را از ثلث مال بیدل هر نماز فوئیه از نماز پنجگانه و در تزوید له هر روزه نصف صاع
 گندم یا یک صاع از جو یا خرما نزد او نزد امام شافعی رحمه الله تعالی یک مد و اگر وصیت
 نکند لازم نمیشود لیکن مستحب است و از آنان که برع کنند برائے آن میت و
 کفایت میکند میت را انشاء الله تعالی این چنین گفته است امام محمد در زیادات
 کذافی اصول فخر الاسلام و شرح شیخ ابن العمامه و اگر نگذار دل را فرضه گیرند و روزه
 نصف صاع و بسکین بدهند پس از آن تصدق کنند آن مسکین بر وارثه و باز بدید
 آن وارثه بسکین بدهد و واجبات فوئیه و همین طریق کنند تا آنکه تمام شود فدیہ کذا
 فی الخلاصه و نیز مستحب است که ادا کنند فدیہ را بر سبیل تبرع در صونیکه نماز و روزه
 از میت فوت شده باشد بے لزوم قضا بامید قبول از عفو و فضل کریم عم احسانه
 و متعارف چنانست که حساب کنند اول سالها عمر میت را هر قدر که باشد و او را
 مدت بلوغ نزد او مرد دو و از سه سال و در زن نه سال است آن قدر وضع کنند
 که این مدت عدم تکلیف از شایع است و باقی را مقابل هیش نماز واجب هر
 شب هر روزه صاع کامل گیرند و ماهها کئے کامل از رمضان شنی روزه بگیرند

میت بقدر آن مقدار نیز باز بختد فقیر برای ولی یا برای حبیبی قبض کند ولی یا حبیبی
 پس باز بدید این ولی باین فقیر مترعاعن للیت و این چنین کند بار بار تا آنکه ساقط
 شود از همه میت آن واجبات فوئیه که در ظن این کس بر آن میت لازم بودند و هذا
 هو المخلص في ذلك انشاء الله تعالى بمنه وكرمه وفي الدر المنتهي انهم اذا
 الادوا الاخراج عنه بحسب عمر بغلبة الظن ويخرج مدة الصبا وهى ثنا عشر
 في الغلام وتسعة في الاثني ويخرج عنه بقدها ان كان عندهم ما يكفي والا
 قد فم مراد انتهى قال الطحاوي وذلك لاحتمال نقصان صلوة بترك ركن او
 شرط فان الكثير من الناس لا يحسن اداءها ودر شرح کتر فارسی گفته که واجب است
 بر کسی که ساقط نشده از ذمه اش واجبات و صوم صلوة آنکه وصیت کند نزد موت خود
 یا در فدیہ آنها هر قدر که بر ذمه اش مانده و واجب میشود بر ورثه که بدهند مساکین
 را از ثلث مال بیدل هر نماز فوئیه از نماز پنجگانه و در تزوید له هر روزه نصف صاع
 گندم یا یک صاع از جو یا خرما نزد او نزد امام شافعی رحمه الله تعالی یک مد و اگر وصیت
 نکند لازم نمیشود لیکن مستحب است و از آنان که برع کنند برائے آن میت و
 کفایت میکند میت را انشاء الله تعالی این چنین گفته است امام محمد در زیادات
 کذافی اصول فخر الاسلام و شرح شیخ ابن العمامه و اگر نگذار دل را فرضه گیرند و روزه
 نصف صاع و بسکین بدهند پس از آن تصدق کنند آن مسکین بر وارثه و باز بدید
 آن وارثه بسکین بدهد و واجبات فوئیه و همین طریق کنند تا آنکه تمام شود فدیہ کذا
 فی الخلاصه و نیز مستحب است که ادا کنند فدیہ را بر سبیل تبرع در صونیکه نماز و روزه
 از میت فوت شده باشد بے لزوم قضا بامید قبول از عفو و فضل کریم عم احسانه
 و متعارف چنانست که حساب کنند اول سالها عمر میت را هر قدر که باشد و او را
 مدت بلوغ نزد او مرد دو و از سه سال و در زن نه سال است آن قدر وضع کنند
 که این مدت عدم تکلیف از شایع است و باقی را مقابل هیش نماز واجب هر
 شب هر روزه صاع کامل گیرند و ماهها کئے کامل از رمضان شنی روزه بگیرند

نافذی نمازهای یک سال که صد شصت و نوزده روز است یک هزار و هشتاد و شصت صلح حاصل آیند
 و درین مقدار پانزده صلح قدری روزهای ماه رمضان دیگر افزاینده تا همگی
 قدری تمام سال یک هزار و نود و پنج صلح شود بهین قدری سالهایی تمام عمر را حساب کنند
 و حاصل آن را هر قدر که باشد موافق قیمت آن وقت مبلغ مشخص نمایند و بنا بر ضرورت
 مسرت مصحف را بمثل آنقدر زر بدست فقیر اولاً بفرستند و بومی تسلیم نمایند تا آن
 قدر زر بر ذمه اش دین شود پس بگویند آنقدر زر که بر ذمه تو دین است عوض قدری
 نماز روزها و دیگر واجبات فوئیه فلان میت که باین مقدار میرسد ترا دادیم و بگویند
 فقیر قبول کردم و اگر مبلغ حساب نکنند قرآن یا مردارید یا دیگر چیز بیش قیمت
 را از کسی گرفته بمثل آنقدر جنس هدیه کنند تا همین جنس بر ذمه اش دین شود و آنرا عوض
 قدری بومی بخشند و او قبول نماید نیز کفایت کند و مشهور و منقول در اکثر کتب چنان است
 که قدری گندم که میسر شود منجمه قدری بیام آن میت بفقیر بدهند و همچنین مکرر کنند
 تا آنکه قدری نماز و روزه ها و دیگر واجبات فوئیه تمام عمر او شود کذا فی کشف الغطاء و
 مسائل همه موقف ثانی و در کتب زخار و لالی فاخره فی تذکره
 الآخرة آورده است که چون شخصی بمیرد و نمازهای فریضه و واجبات روز
 های شهر رمضان و کفاره یکین سجده سهو و سجده تلاوت یا واجب دیگر از
 واجبات بر ذمه او باشد پس اگر آن شخص برائے ادائیگی قدری حقوق مذکوره وصیت
 کرده باشد از ثلث مال او دهند اگر کافی باشد پس میباید که اول سالها عمرش را تعیین
 کنند بعد از آن از مرد و دوازده سال و از زن سال که اقل شد بلوغ است احتیاطاً
 ساقط کنند بیت سالها آن مرد را حساب بسازد + بیشتر از بلوغ را اندازه
 اعتبار بلوغ باید کرد + بزنان سه دوازده یا مرد +
 پس در سالهای مابقی عمر نماز هر شبانه روز را اعتبار کنند و در
 لغات نماز پنج وقتی هر روز یک و ترد و دو آثار گندم مقرر سازند
 پس برائے یک روز دوازده آثار گندم می شود و آثار برائے

این مقدار از هر سال که در هر روز یک صلح است
 و درین مقدار پانزده صلح قدری روزهای ماه رمضان
 دیگر افزاینده تا همگی قدری تمام سال یک هزار
 و نود و پنج صلح شود بهین قدری سالهایی تمام
 عمر را حساب کنند و حاصل آن را هر قدر که باشد
 موافق قیمت آن وقت مبلغ مشخص نمایند و بنا بر
 ضرورت مسرت مصحف را بمثل آنقدر زر بدست فقیر
 اولاً بفرستند و بومی تسلیم نمایند تا آن قدر
 زر بر ذمه اش دین شود پس بگویند آنقدر زر که
 بر ذمه تو دین است عوض قدری نماز روزها و دیگر
 واجبات فوئیه فلان میت که باین مقدار میرسد
 ترا دادیم و بگویند فقیر قبول کردم و اگر مبلغ
 حساب نکنند قرآن یا مردارید یا دیگر چیز بیش
 قیمت را از کسی گرفته بمثل آنقدر جنس هدیه کنند
 تا همین جنس بر ذمه اش دین شود و آنرا عوض
 قدری بومی بخشند و او قبول نماید نیز کفایت
 کند و مشهور و منقول در اکثر کتب چنان است که
 قدری گندم که میسر شود منجمه قدری بیام آن
 میت بفقیر بدهند و همچنین مکرر کنند تا آنکه
 قدری نماز و روزه ها و دیگر واجبات فوئیه تمام
 عمر او شود کذا فی کشف الغطاء و مسائل همه
 موقف ثانی و در کتب زخار و لالی فاخره فی تذکره
 الآخرة آورده است که چون شخصی بمیرد و نمازهای
 فریضه و واجبات روزهای شهر رمضان و کفاره
 یکین سجده سهو و سجده تلاوت یا واجب دیگر از
 واجبات بر ذمه او باشد پس اگر آن شخص برائے
 ادائیگی قدری حقوق مذکوره وصیت کرده باشد
 از ثلث مال او دهند اگر کافی باشد پس میباید
 که اول سالها عمرش را تعیین کنند بعد از آن
 از مرد و دوازده سال و از زن سال که اقل شد
 بلوغ است احتیاطاً ساقط کنند بیت سالها آن
 مرد را حساب بسازد + بیشتر از بلوغ را اندازه
 اعتبار بلوغ باید کرد + بزنان سه دوازده یا
 مرد + پس در سالهای مابقی عمر نماز هر شبانه
 روز را اعتبار کنند و در لغات نماز پنج وقتی هر
 روز یک و ترد و دو آثار گندم مقرر سازند پس
 برائے یک روز دوازده آثار گندم می شود و آثار
 برائے

نماز پنجگونی و دو آثار برائے و ترو بہین حساب برائی یک ماہ نیمہ من میرسد
 برائے یک سال بیک صد ہشت من برائے روزہ یک ماہ رمضان بیک نیم من نیم
 میشود پس مجموع یک صد و نیم من گردید و من چہل آثار است بعد از ان
 یا اندازه حساب مذکور یک سال ہر قدر کہ سین عمرش مقرر کنند بہمان حساب
 ان قدر گندم معین نمایند و حصہ صلوٰۃ و صوم مؤدی از ان ساقط نمودہ
 آن قدر گندم کہ باقی ماند یا قیمت آن بختا جان مسکینان یا بیک کس کہ مالک
 نصاب نباشد بہندہ اگر ثلث مال او کافی نباشد پس ورثہ نیز عا از طرف خود
 مقدار آن را کامل کردہ ادا کنند و اگر بیت آن قدر مال نگذاشتہ باشد ورثہ ہم مقدار
 ندادند کہ ادای آن کنند پس درین وقت در ادائیگی فدیہ جیہ نمایند بدین منطکہ ہر قدر کہ گندم
 مقرر کردہ باشند در عوض قرآن مجید یا ششی قیمتی مثلاً مروارید و جز آن کہ ملک آن
 کس باشد خصوصاً مسلمانان بروست گرفته بسکینی بفروشند چنانچہ کہ این مصحف مجید را
 در عوض این قدر گندم بدست تو میفروشم و آن مسکین آن را قبول کند و دو کس گواہ باشند
 پس آن قرآن از آن مسکین شد و ادا کنند مفرہ بر و لازم آمد بعد از ان بلع قرآن
 بشری یعنی بققیہ گوید کہ بر ذمہ فلان میت این فلان نماز نامی پنجگانہ و واجبات
 چندین مدت و روزہ نامی شہر رمضان از بعضی حقوق خدا تعالی کہ واجب الادا بود
 بابت فدیہ قوائم آنها کہ حالا از ادای آن عاجزست من ترا آن قدر گندم خود را کہ عوض
 ان مصحف بر تو فرضست و حقوق فدیہ آن فلان متوفی بشود ادا م قبول کردی آن
 مسکین گوید قبول کردم بہین طور سہ مرتبہ پس از حضرت زیند عفار امیر را سخت
 کہ ان میت را بفضل و کرم عمیم خود نجات بخشہ و برای سجدہ سہو و سجدہ تلاوت دو
 آثار گندم و برائے کفار و کین سبت آثار گندم حساب نمودہ بہمان اندازه بر آن بے
 فرایند گذاخی زاد الاخرۃ ہوقف سوم باید دانست کہ عبارات مکررہ
 درین مسئلہ علی رغم بعض جمعا آوردہ شد کہ ایشان منکر این طریق استقاط اند
 و میگویند کہ این طریق از طرف خود بعضی ملایان وضع نمودہ در بیچ کتاب اشع

ہر قدر کہ گندم
 ہر قدر کہ گندم
 ہر قدر کہ گندم

از آن نیست و اشده تر در انکار این جیلده و با پیوستند و میگویند که این محض لغو و بیفایده
 است بلکه با خدا بیغالی مگر و دعا نمودن است و این فرقه جهال نمی فهمد که در جوار جیلده
 قرآن وارد شده است و از مجتهدان بنی مثل امام محمد و غیره رحمة الله علیهم جمیع درین
 امر ابواب فصول منقول اند و در شباه و نظائر و در ملقط کتاب الجیل و کتاب
 الخراج ازین مرادست در شباه و نظائر گفته که قال فی الملتقط قال ابو سلیمان
 کذا بوا علی محمد یس له کتاب الجیل و انما هو الهرب من الحرام و التخلص منه
 حسن قال الجموی محشی الاشباه قال فی التتاریخ انبیه مذهب علمائنا ان کل جیلده
 تختال بها الرجل لا یطال حق الضیر او لا یدخل شبهة فیه فیه مکرهة یعنی تحریمها و فی
 العیون جامع الفتاوی لا یسعه ذلك و کل جیلده یختال بها الرجل لیتخلص بها
 عن حرام او لیتوصل بها الی حلال فیه حسنة و هو ما نقل عن الشعبي لا یأس
 بالخیلة فیهما یجمل و قال الله تعالی و خذ بیدک ضغثا فا ضرب به و لا تخنت
 هذا تعلیم المخلص الی یوب علی الصلوة و السلام عن یمینه التي خلفت لی ضرب بن
 امراته ما نتهو و قد تعلق محمد بهذا الایة فی مسائل الجیل و الخصاص و لم
 یعلق بها فی جیلده قیل لان حکمها منسوخ و عامته المشائخ علی انه لیس بمنسوخ
 و تکلوه فیهما بینهم فی البرقیه قال بعضهم ان یلخذ الخالف مائة عود و یسوی
 رؤس الاعواد قیل الضرب و عن ابن عباس رضی الله عنهما انه قد
 وقعت وحشة بین هاجرة و سادة فخلت سارة ان ظفرت بها قطعت عضوا
 منها فارسل الله تعالی جبرئیل علیه السلام الی ابراهیم علیه الصلوة و السلام
 ان یصنم بینهما فقالت سارة ما جیلده عیثی فارحی الله تعالی ابراهیم علیه
 الصلوة و السلام ان یأمر سارة ان تتقبأ ذیها جرة فمن ثم تقوب الاذان
 کذا فی التتاریخ انبیه انتهى و در حدیث صحیح متفق علیه آمده عن ابی سعید الخدای
 قال جاء یلال الی النبی صلی الله علیه سلم فیرر فی فقال له انی صلی الله علیه وسلم
 من ابن هذا قال کان عندنا تمر و دی فبعت من صاعین بصاع فقال آوہ عین

کما یقولها الامام طلق الجیلده لیس صحیح یعنی لا یجیل صلاوات بحیثه یوب علیه السلام بعینها بامر انما انفق له ذلك ١٢٠ م

الربوا عين الربوا لا تفعل ولكن اذا اردت ان تشتري قيع التمر ببيع اخر ثمة
 اشتریه قال العلامة على القارى في اللزقات شرح المشكوة هذا الحديث كالذى قبله
 صريح في جواز الجيلة في الربوا وهو الذى قال به ابو حنيفة والشافعي رضي الله عنهما
 ويأنه انه صلى الله عليه وسلم امره ان يبيع الردى بالدر لهم ثم يشتري بها الجيد
 ظاهر السباق يدل على انه ليس في ذمته والا ليبينه له انتهى الحديث كما قبل الحديث
 ومشكوة واقع ابن است عن ابى سعيد ابى هريرة رضي الله عن رسول الله صلى الله عليه
 وسلم استعمل رجلا على خبير فجاء بتمر خبيث فقال النبي صلى الله عليه وسلم اكل تمر خبير
 هكذا قال لا والله يا رسول الله انالناخذ انصاع من هذا بالصاعين والصاعين
 بالثلاث فقال لا تفعل بع الجمع بالدر لهم ثم تبع بالدر لهم جديا وقال في الميزان
 مثل ذلك متفق عليه وقد روى هذا الحديث الامام محمد في صوطاته وقال
 بعض المهرة من معاصرينا في تعليقاته قوله بع لترك الخ اشارة بما يتجنب بها
 عن الربوا مع حصول المقصود ايجتمع جماعة من فقهاءنا وغيرهم على جواز الجيلة في
 الربوا ونوا عليها فروع الحق ان العبرة في امثال هذا على النية فانما لكل امرء ما رزى
 انتهى وقال بعض محسنيه قوله بع الجمع الخ ذلك جيلة شرعية في دفع الربوا ومن
 هذا علم شرعية الجيلة انتهى ونيز علامة على القارى وشرح مشكوة تحت
 حديث ابى حميد الساعدي كما استعمل النبي صلى الله عليه وسلم رجلا من الازديقال له
 ابن اليتيم الحديث آوروه ان من القواعد المفردة ان اللوماسل حكم المقاصد في جيلة
 الطاعة طاعة ووسيلة المعصية فابو حنيفة والشافعي وغيرهما من بزر الجيلة
 من الجماهير باحو الجيلة عند حسن النية وتخليص المسلم اليتم الذي
 ضاق الامر عليه وشاق في الربوا وغير لان النبي صلى الله عليه وسلم
 عامله على خبير وقد قال له ان يشتري صاع تمر جيد بصاع ردى
 جيلة يخرج عن الربوا وهي ان يبيع الردى بدراهم ولا يشتري
 بها الجيد انتهى ملخصا وورابن ماجه حديثي صريح وجواز جيلة بمر بأحد نواب

مغزول به پال که مجد و ندرت شاد و فرق محدثه است و فایده نهی و هشتم ذکر المقتی من کلاب
 المقتی نیز آورده که فان من تصدق فی جيلة فی جائزة یلا شیهة و یلا مفسدة
 فیها لتخلیص المستفتی بها من حرج یا ذلک بل استحبت قد ارشاد الله تعالی
 نبیہ ابوب علیه السلام الی التخلص من الحنث بان یاخذ ببدا ضغتا فیضرب
 بالمواة ضربة واحدة و ارشاد النبى صلی الله علیه وسلم الی بیع التمیزید اراهم قمر اخر
 فی تخلص من الوباء فان المخرج ما خلص بها من الما ثم واقع الجیل ما وقع فی
 الحیا و اسقط ما اوجبا لله تعالی و رسوله من الحق اللازم و قد فکر الی الحاق ابن القیم
 فی اعلی الموقعین من النوعین فلعلمک لا تظفر بجملة فی غیر ذلک لکن انتی برحمتک
 مجد و ندرت ایشان برای دفع حرج نیز جواریه بیکه استجابک با بیان خود تسلیم نموده باشم الشیوخ خود
 شد ایشان رسایه هنوز تقلیدش جای بیت و لعل در قبو بیتش و محل چون چرا
 در علمش نموده موقف چهارم از منزل سوم باید دانست
 که قدیر جمیع صلوات و روزهاییکه از مساکین و ادون جائزست سوائے
 از کفارة یکین که نص در عدد او واقع شده است و همچنین است کفارة ظهار سیریکه
 خدا تعالی فرموده است من لم یستطع فاطعام ستین مسکینا قال لعل متلش
 نیلای فی مرا فی القلام و محشیه العلامة الطحاوی و يجوز اعطاء قد یصلون و صیام
 ایام لو احد من الفقرا جلة بخلاف کفارة الیمن حیث لا یجوز ان یندفع بل لو احد
 اکثر من نصف صاع فی یوم النص علی العد فیها و کذا ما نص علی عد و کفارة
 لکفارة الظهار علی ما ذکره المنصف فان الله تعالی قال من لم یستطع فاطعام
 ستین مسکینا و اگر آن مال استفاطرا البقیری و ادند و آن فقیر باز کسی نمیدهد و منتقل
 شد بان مال پس ظاهر نیست که آن فقیر مالک آن مال میگردد و از وجیرا نگیرند لکن در
 حقیقت بان مال حقوق یو اتی مساکین حاضرین اصحاب عهد از انکه مساجد و خوا دم
 یا آنها متعلق اند بدون رضا جمیع آن را گرفتن حلال نیست گویا که اول کسیکه مال استفاط
 داده است این جمیع حاضرین اصحاب حقوق داده و ایشان متفق شده حصص

موقف چهارم از منزل سوم

خود را در یک جا گذاشته برای تخلیص برادر مومن جیلاد او و نزد مکر را دسته کر را اسل
 ما بحصل بالمطوب میکند گویا که در اول ایشان با اتفاق مقرر نمودند که تقسیم این مال
 بحسب حصص خود بعد از ادای جیلد کرده خواهد شد عفا پس هر که قبل از ادای جیلد بعد از
 ادای آن تنها قابض شده مستقل بان مال میگردد گویا که او حقوق بواقی اهل حقوق محرمین
 مساکین تلف کرده مخالفت طریقه مقرر و عهدیسته حاضرین مجلس و غیر اهل بلا خود
 می کند که المعروف کامله و ط فی الخطا دینه و لا بد من نکود القیض و الدفع حتی
 یسقط ما کان بطنه علی المیت من صیام او صلوٰة و نحوها من الواجبات
 و هذا المخلص فی ذلک ان شاء الله تعالی ثم لو اخذها احد هم عند قبضها
 ولم یدفعها واستقل بها یفوز بها علی الظاهر انتهى و در مرض فدیة نماز و ادن جائز
 نیست بخلاف صوم که فدیة او در مرض ادن نیز جائز است کذا فی الطوطا و یتیه موقت
 پنجم از منزل سوم مخفی نماید که تعیین وقت ادای فدیة صراحت در کتاب نظر
 نیامده لیکن تعجیل در ادای آن بعد از پرواز شدن روح میت ضروری است بهر حال
 که در ادای یون و تویه انابت تعجیل نهما لکن مطلوب است و لنعم ما قبل شعر خمسة قد
 لا و تعجیلها حسنا + و فی ما سورها تاتی واسع المهل + ترویج کف و مینت هالک التلثم
 دفع الدیون تب لله من ذل + و الخاص لصیف اذ یانیک فی نزل + فقم
 له بحیثیت الجت و احتفل + لیکن اولی النسب بظهارت ظاهر یہ است که بعد از غسل
 مت قبل از برداشتن جنازه باهتمام تمام و احتیاط مالا کلام تری میت یا در مسجد محل دفن
 قلب شسته عمیت را شمار نموده موافق فرموده علماء کبار جیلد بطریقی که مسطور شد
 بجآرندوستی و غلفت بی پرواهی را خصوصاً درین جا باچنین لاجاری و کسی
 و بی اختیار می که بغیر از فضل رحمت علمه رب العلمین و ارحم الراحمین و شفاعت سید
 المرسلین و عباد الله الصالحین و یاری عامه برادران مسلمین چیزی ندارد و آن بجایه
 درین حالت باین فدیة این جیلد بسیار محتاج است درین وقت باین کس که عرضی
 و بی انتقائی و مخصوصی اینکین اختیار رود و دشمن شیوه اهل قایم القلوب که بجدول عاجل

موقوف بر جیلد است

ویدون ما ولاء هم است اعاذنا الله من شیونهم و نیز فائده در ادای فدیه میت
 حقیقتاً یا حیده بعد از غسل میت قبل از برداشتن جنازه اینست که در بعضی کتب نوشته که
 بعد از نماز جنازه شسته یا ستاده و عاخواندن مکروه است کما فی المسائل الطهنة که بعد از
 نماز جنازه بزودی او را دفن کنند و در دعا و غیره کردن تاخیر در دفن می آید و عمده دعا
 که آن نماز جنازه بود کرده شده است و نیز بعد از غسل میت که آن نظافت ظاهری
 میت است فدیه دادن که نظافت باطنی است آنست که بینا پیش صدقات نقلیه اولویت دان
 آنها در بعضی کتب قبل از برداشتن جنازه پیش از دفن ذکر نموده اند چنانچه در زاد الاخرة از
 شرح برنج و شرح الصمدی احوال الموتی و التیو آورده است که تصدق و خواندن
 قرآن بر میت و عا در حق او قبل از برداشتن جنازه پیش از دفن سبب نجات از احوال
 آخرت و عذاب قبرست پس اولیا میت را باید که در روز وفات بقدر ثبیر از برای او تصدق
 کنند و از نقد و جنس بفقرا و غریبا بدهند قال علیه السلام تصدقوا الموتی که قبل الدفن
 فعل الله یجبه بذلك و ایضا قال علیه السلام تصدقوا الموتی که قبل الدفن لیكون
 ذلك فدية له من ایدک طلئکة العذاب انتهى موقف ششم از منزل
 سوم بایر دانست که در حمل جنازه سنت است که چهارم در هر پایه سر بر یکدیگر گرفته بر
 دانند و هر که بر دوار و چهل قدم بر دوار و دانه علیه السلام قال من حمل جنازة العین
 خطوة کفرت عنه العین کبیرة و داله ابو بکر الیمانی کذا فی الجبله لیکن این چهل
 قدم باین وضع رسانند که زیر هر پایه ده قدم شوند بی آنکه در بعضی پایه ریز شوند و بعضی
 پایه متروک مانند طاروی عبدالملق و ابن ابی شیبته حدیثاً یجتن عن منصور بن
 المضر عن عبد الله بن قسطاس عن ابی حنیف عن ابی عن عبد الله بن مسعود
 رضی الله عنه قال من اتبع الجنازة فلیأخذ بالجوانب السریة لا یقره و یأیضاً حدیثاً
 هشام عن ابی عطاء عن علی الازدی قال رأیت ابن عمر یجارت فحمل الجنازة بالاربع
 وروی عن عبد الملک قال اخبرنی ثوری عن عباد بن منصور اخبرنی ابوالخزم
 عن ابی هریرة قال من حمل الجنازة بجوانبه الاربع فقد قضی الله علیه رذی محمده

باجازت که در احوال
 جلدات که در احوال
 موقع معین نیست در وقت
 بعد وقت اولی که در وقت
 شده پس در وقت در وقت
 کما در بعضی ان العباد
 بعد از سلام نماز جنازه
 است و حضرت زده کما
 کما در زیادتی که در کما
 نیز از کما در کما
 فونیت ۱۰ در وقت

باید دانست که در حمل جنازه سنت است که چهارم در هر پایه سر بر یکدیگر گرفته بر دانند و هر که بر دوار و چهل قدم بر دوار و دانه علیه السلام قال من حمل جنازة العین خطوة کفرت عنه العین کبیرة و داله ابو بکر الیمانی کذا فی الجبله لیکن این چهل قدم باین وضع رسانند که زیر هر پایه ده قدم شوند بی آنکه در بعضی پایه ریز شوند و بعضی پایه متروک مانند طاروی عبدالملق و ابن ابی شیبته حدیثاً یجتن عن منصور بن المضر عن عبد الله بن قسطاس عن ابی حنیف عن ابی عن عبد الله بن مسعود رضی الله عنه قال من اتبع الجنازة فلیأخذ بالجوانب السریة لا یقره و یأیضاً حدیثاً هشام عن ابی عطاء عن علی الازدی قال رأیت ابن عمر یجارت فحمل الجنازة بالاربع وروی عن عبد الملک قال اخبرنی ثوری عن عباد بن منصور اخبرنی ابوالخزم عن ابی هریرة قال من حمل الجنازة بجوانبه الاربع فقد قضی الله علیه رذی محمده

ابن الحسن انا ابو حنیفة ثنا منصور بن المعتمر قال من السنة محل الجنابة بجوانب
 السریة الاربعة ورواه ابن ماجه لفظه من اتبع الجنابة فلیاخذ بجوانب لسریة
 کلها فانه من السنة ثم ان شاء فلیدح لیس حدیث اربعین خطوة واز حدیث محل بجانب
 الایم بحین حال آید که ده قدم زیر هر پایه سریر محل نماید بکار زیر احدی ترک زیر احدی
 صورتش چنین است که زیر پایه یمن مقدم میت زید محل نمود و زیر پایه یمن مؤخر میت عمر محل
 نمود و بسیار مقدم میت بگریفت و بسیار مؤخر خالد بگریفت ^{بسیار مقدم} ^{بسیار مؤخر}
 پس اصل دین هر چهار زید است که او را دو فضیلت اند فضیلت تقدم و فضیلت یمن و
 مثلاً به اوست بگر که فضیلت تقدم دارد پس وقت ابدال زید بگریتم متبدل میگردد و آنچه که متبدل
 شده بود اگر زید بطرف خود که یمن است متبدل گشت بگریتم بطرف خود متبدل خواهد کرد و اگر
 زید بجانب مخالف که یسا میت است فت تا بگریتم بجانب مخالف خود که یمن میت است
 خواهد رفت و مؤخرین هر دو تابع متقدمین اند در روش نبدل چون این باشد هنوز امام
 مسجد محل را باید که از اخراج میت از خانه او متصل زید بپاوه همایش ده قدم برود بعد
 از آن بگوید حالین را که بالیتید پایه زید را خود بگیر و باید بگریس حواله نماید زید را بگوید
 که بجای عمر رود و عمر و بجای زید بپاید بعد از تبدیل ایشان ایشان را تاوه گذاشته بجانب
 چپ فته مقابل من ایشان را نیز بهمین نهج تبدیل کند یعنی بگریس بجای خالد برود و خالد را
 بجای بگریس بعد از تبدیل هر چهار آمده متصل زید بپاوه بگوید که بگریس که ده قدم برود و ندیار گوید
 حالین را که بالیتید پایه یمن بپای خود برود و یا بجواله دیگر کسی کند زید را امر کند
 که ازین طرف مقابل مخالف که مقدم یسا میت است برود و از آنجا خالد را بجای که مؤخر
 یمن است بگریس و بعد از تبدیل ایشان را بر حال گذاشته نزدیک رفته پایه مؤخر یسا را یا
 خود گرفته باید بگریس حواله نموده بگریس که بجای عمر رود که مقدم یمن است و عمر و آنجا
 بفرودند بعد از تبدیل ایشان بجای خود آمده همراه زید بپاوه حکم کند که بروند و وقتیکه
 ده قدم بگریس که از رفتن بازماند پس پایه مقدم یسا را بدست خود گرفته یا از دیگر
 کس تحویل نموده زید را بگوید که بجای عمر رود که مؤخر بسیار است و عمر مقدم یسا بیاید و

فما بین صورتها
 بیکر
 مالک
 میت

ایشان را برین گذاشته بجانب گرفتار بگری بجا می خالده کرده و خالده را بجای بگرا آورده باز آمد همراه
 زید بسیار مؤخر یا پسند و بگوید که بروند و قتی که قدم رفتند هنوز قدمها این حالین اریج
 چهل چهل شد اند زیر پای سر برده ده زید و ده قدم زیر پای بکین مقدم تمام کرده ده زیر پای
 بکین مؤخر تمام کرده ده زیر پای بسیار مقدم تمام کرده ده زیر پای بسیار مؤخر تمام کرده حق میت
 از دمه خود ادا نموده خواه از پس بگذار و یا حمل کند و همچنین عمر و اول ده قدم زیر پای
 بکین مؤخر برداشت باز ده قدم زیر پای بکین مقدم برداشت باز ده قدم زیر پای
 مؤخر بسیار برداشت بعد از آن زیر پای بسیار مقدم ده قدم برداشت چهل تمام ساخت
 و همین معامله بکر کرده است که ده قدم اول زیر پای مقدم بسیار برداشت بعد از آن مؤخر بسیار
 و بعد از آن مقدم بکین بعد از آن مؤخر بکین و کذا کذا که اول ده قدم زیر پای مؤخر
 بسیار باز مقدم بسیار باز مؤخر بکین باز مقدم او تمام کرده از حق میت بری الذم گشت پس امام
 محاسب ضروری است بعد از تبدیلی حالین اریج آمده زید یا پسند عمر را خواه و در نظر خود
 ملحوظ وارد که بعد از تبدیلی زید در مقابل او همچون پنج بگرا با مقابل او تبدیل نماید حساب خطا
 نکند این ترتیب مفصلاً در زاد الآخرة مذکور است و آنچه در کتب فقه صرف خطاب بصاحب
 مقدم بکین کرده میگویند که وضع مقدم بکینها علی بکینک ثم مؤخرها کذا لک ثم مقدم یسأها
 علی یسأها ثم مؤخرها کذا لک آن برای شرافت صاحب مقدم بکین که آن ابوابی بجهت کورین
 فیما بین فضل و شرفست و سوی این صوت که برای شمار قدم طالبان است نوشته شد به چه صورتی
 موافق احادیث و کتب فقه نمی افتد فاعلم و اعظما موقوف هفتاد منزل سوم
 منتخب است که بر پیشانی میت یا کفن او برابر سینه عهدنامه از سیاهی بکلونی باید بگریز سیرج
 الذاب نویسد قال فی الدار المختار اوصی بعضهم ان یکتب فی جبهته و صدق الله
 الله الرحمن الرحیم ففعل ثم رای فی المنام فسل فقال لما وضعت فی القبر جاء
 تنی ملائکة العذاب فلما راوا مکتوباً علی جبهتی بسم الله الرحمن الرحیم قالوا
 امت من عذاب الله صاحب در مختار این واقعه عزیزه را دستک نموده
 گفته که کتب علی جبهته المیت او عمامه او گفته عهدنامه برچی ان

کوفت بکفن زید بن ابی بنی

يغفر الله للميت انتهى قال لعلامة الشامي قوله يرجي الخ مفادها لا ياخه والتدب
 وفي البرازية قبيل كتاب الجنائيات وذكر الامام الصغار وكتب على جبهة الميت او
 على عمامة او كفن عهد نامه يرجي ان يغفر الله تعالى الميت فيجعل المنان عند قبر
 قال نصير هذا رواية في تجويد ذلك وقد روي انه كان مكتوباً على فخذا افراس في
 اصطبل فاروق جليس في سبيل الله تعالى في فتاوى المحقق ابن حجر المكي الشافعي سئل
 من كتابة العهد على الكفن هو لا اله الا الله والله اكبر لا اله الا الله وحده لا شريك
 له له الملك وله الحمد لا اله الا الله ولا حول ولا قوة الا بالله العلي
 العظيم وقيل انه اللهم فاطر السموات والارض عالم الغيب والشهادة الرحمن
 الرحيم التي اعهد اليك في هذه الحيا الدنيا التي تشهد انك انت الله لا اله الا انت
 وحدك لا شريك لك وان محمداً عبدك ورسولك صلى الله عليه وسلم فلا تكن في انفسى
 تقربني من الشر تبعك من الخير وانا لا اثق الا بجمتك فاجعل لي عهداً عندك
 توفيته يوم القيمة انك لا تخلف الميعاد هل يجوز ولذا في اصله اجاب بقوله فقل
 بعضهم من نوادر الاصول للترمذي ما يقتضيه ان هذا الاله اوله صلح ان الفقهاء من جميل
 كان يامر به ثم اتى بجواز كتابته قياساً على كتابة لله في اهل الزكوة واقول بعضهم وفيه
 نظر قد اتى ابن الصلاح بان لا يجوز ان يكتب على الكفن لئلا يكف ونحوها خوفاً
 من صديد الميت والقياس المذكور ممتنع لان القصد من التمييز وهذا التبرك
 فالاسماء المعظمة باقية على حالها فلا يجوز تعريفها بالنجاسة والقول بان يطلب
 فعله هو ودلان مثل ذلك لا يجوز به الا اذا صح عن النبي صلى الله عليه وسلم طلب
 ذلك وليس كذلك اه وقد مناقبيل باب الميلاء عن الفقهاء انه تكرر كتابة القرآن
 واسماء الله تعالى على الدواب والحارث والمخدن وما يفرش وما ذاك الا لا
 خرافة متخشية وطء ونحوه مما فيها هانة فلهذا هنا يا لاولي الصلوات عن المجتهد
 او يتقل في حديث ثابت فتامل قول ورتامل او والشا علم بما في القلوب عباد
 اشتهر است بانك فتوى ابن صلاح راكم منع كتابت سورة ليل وسورة كهف كبر جميع

کفن زبر بالایش می آیند یعنی فتوی برای منع کتابت بعضی اسماء الله که حرف بجانب
 یا لا کفن و ستار میت بیانشند تصویر بدن بمحل است که درین اختر از صدید میرست
 و در آن اختر از او میسر نیست و آنچه گفته اند که و القیاس لمذکور ممنوع لان القصد
 شد التمهید و هنا التبرک اقول اینجا تمیز مسلمان از غیر او ملحوظ است مع لا اختر از بی
 ادبی هما اکون آنچه گفته اند و کان مثل ذلک لا یخجبه الا اذا صح عن النبی طلب
 ذلک میگویم که صح عن النبی صلی الله علیه و سلم علیکم بسنتی و بسنت الخلفاء الراشدين المهديين
 تمسکوا بها وعضوا علیها بالنواجذ رواه احمد ابو داود و الترمذی ابن ماجه
 و احادیث کثیره آمده اند تا یکید حدیث خلفا راشدين قد ثبتت انکان مکتوباً
 علی قناد اقران فی اصطبل الفاروق جلیس فی سبیل الله تعالی و نیز ثابت شده است
 جواز کتابت شد بر افتخار و نشر با و زکوة پس توفیق که اصل برای او یافته شد اجماع عام اهل
 اسلام از خویش عوام همیورین است فکان هذا هو الذي یطلب فعله قد رو الدارمی فی
 سنته ان النبی صلی الله علیه و سلم سئل عن الامم یحید لیس فی کتاب لاسنه فقال ینظر
 فیہ العابدین من المؤمنین ظاهر است که عابدین هندستان و خراسان عرب عجم همه بعد از
 شیوع این سنت برین گذشته اند چنانچه حدیث هند سنجی فی الحدیث عبد الحق بن سیف الدین
 تزک بلوی رحمة الله علیه تصانیف خود جای عمل او را چنان فرموده در عین حیوة خود برای خود
 عهد نامه نوشته پس رشید خود شیخ نور الحق را داده برای نهادن همراه کفن خود وصیت نمود
 بودند و آنچه از فتح القدر نقل نموده اند که تکره کتابت القرآن و اسماء الله علی الدرامم الخ
 و الجدان و ما یفرش ما خالک الا احرامه و حشیتة و طئه و برین قیاس کرده اند منع
 کتابت کفن میت عهد میت را ازین قیاس محل است که در کتابت بر جردن و امثال ذلک
 چندان فائده معتد به نیست سوامی زینت و افتخار و سوامی ادبی بغالب ظن دیگر چیزی نیست
 لان اسماء الله تعالی لا یصلان عن الازواء غالباً فی امثال هذا الموضع بخلاف ما
 کتب علی عمامة للمیت او کفنه الی جانبها الذي لا یلصق بجسد حقیقة فینتقم
 به مع النظر الی الجانبین لان المیت ایضاً مثل الغریق للمتشبت بكل قلیل و حشیش

علاوه بر این که فقیرین
 عیال از مال نظر و اجتهاد فتوی
 است پس قول او بر عامی که از
 اهل نظر نباشد خست
 در کتب کفن بعد کثرت
 گریه کفن حاضران معنی میوز
 کلنی خود از جانب میر خیز
 کثیر و در هر یک کتابت با هم
 با صحنه اطراف با نیت خوانده
 دم کند و جانب سوم در هندنا
 حق نظایر فضل در کتب خود
 حال آن بیت فرموده عذار
 قبر و منظر آن ندرع مختار
 الفتاوی و نیز از سفایین
 کچون مرده را در قبر برادر
 شسته خاک از جانب سر
 قبر بردارند و آیه الکرسی
 خوانند و قل هو الله احد
 یا و انصحنی و الم شکر
 لک سبار بر آن خوانند
 و دره بالین مرده نهند
 تا حق تقاضا کنی در
 دیوان مرده بترت
 گردانند و از غراب و
 عقاب بر نامند شاه
 حوا نظار و خزانة
 المعین و کیمیا سادات
 انکس
 زلا الا کفنت

و اسماء الله تعالى كلامه القدیم ایضا معظم مکرم فی الاحتضان عند العمل مہما امکان
 ومع ذلك حق العبد مقدم على حق الله وقد قال وجعل لكم ما فی الارض جميعا لهذا
 علامہ شامی در آخر تقریر خود فرمودہ کہ نعم نقل بعض المحققین عن فوائد الشرحی ان مما
 يكتب على جبهة الميت بغير مداد بالاصبع المسبحة بسم الله الرحمن الرحيم
 وعلى الصدر لا اله الا الله محمد رسول الله وذلك بعد الغسل قبل التكفين اتمه
 اقول ان كان نقوش المسبحة قائمة في نظر الملكة او الروح او الجسد فهو فويع فيما فرقه
 عنه وان لم تكن قائمة فما فائده في تخييل هذه الخيالات الوهمية فالأول
 ان يكتب بما لا يبقى اثره كثيرا كالتراب وغوه كما هو المعمول المروج عن السابقين -
 بہر کیف نوشتن عہد نامہ بر کفن میت پیغمبری کہ سبز یا زرد یا بنفشہ مستحسن و مستحب است
 و علامہ حلبي در مستملی شرح نبیہ فرمودہ کہ ولو كتب على جبهة الميت وعمامتها وكفننا عهد
 نامہ برچی ان يغفر الله سبحانه للميت وفي كفاية الشيعي حتى عن بعض المتقدمين
 انه اوصى ابنه اذا مت وغسلت فاكتب في جبينه وصدرك بسم الله الرحمن الرحيم
 قال ففعلت ثم رأيت في المنام وسالت عن حاله فقال اوذا صنعت في القبر
 جاءتنى ملكة العذاب فلما رأوا مكتوبا على جبهتي وصدري بسم الله
 الرحمن الرحيم قالوا امننت من العذاب ذكره في التاتارخا نتمتہ پر ازین رعایت
 دو امر استفاد شدہ اند اول آنکہ این عہد نامہ من از عذاب نیز و مثال است و ثانی آنکہ
 عہد نامہ باین وجه بر کفنی نبولیند کہ ناظر مقابل سینہ را فی الفور در نظر بیاید کہ این عمدہ
 علامت و دلالت صاحب اسلام ایمان است خصوصاً و مثال این محال و چونکہ ہمہ
 اہل حق متفق اند بر نیکیہ اسماء الہیہ و آیات قرآن برای حفظ اطفال از رکروہات نوشتہ
 در گردن متعلق کردہ شوند یا وجود یکدیگرین ہم فی الجملہ تعظیم اسماء الہیہ آیات قرآنیہ
 غالباً متصور است کہ اطفال غالباً از نجاست خالی نمی باشند و اگر باشند تا ہم رعایت آداب
 الہیہ آیات قرآنیہ نمیدانند و نکنند باین ہم تعویذ یا در گردن متعلق گردن فرمودہ اند چنانچہ
 شاہ ولی اللہ محدث دہلوی در قول جمیل از بعضی مجربات خاندانی خود نوشتہ اند کہ

وسمعت والدي يقول اكتب هذا العروة وعلقها في خنق الطفل بحفظ الله بسم
الله الرحمن الرحيم هو يكلمت الله التامة من شر كل شيطان هامة وعين لامة
تخصنت بحسن العالف لا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم نيزوران كتاب محمود
انكر وسمعت يقول ست ايات من لقنات تسمى بايات الشفاء يكتبها للمريض في
اناء فيجودها بالملء ويشربها الخ حالاً نكهة بال ابن ايات مغسولة باب نجاست زرمعاوروده
كحل نجاست انده متحقق ست نيزور همون كتاب اوژه اند برامی دفع ورد زه اساني لاوت
والتي ضربها المخاض يكتب في ثقة والفت ما فيها وتخلت واذنت لربها وحقت
اهيا اشرا هيا و يفت الوقفة في الثواب اطاهر وعلقها في فخذها اليسرى فانها
تلد سهيا پس غالب كة ونيوقت زن از نجاست خالي نميباشد و نه آنجا بيكه ورد
توليد واقع شده خصوصا اطراف زيرين زن از ران سر بين غيره كه متلطخ بخون بول
ميباشند بلكه چونكه با وجود اين همه عايت الساني مقدم داشته اند در حالت حيات پس
رعائيش بعد از حيات در مثال انچنين مجربات سموعه از ثقات ممنوع نمي تواند شد
موقف هشتم از منزل سوهم بعد از فراغت دفن ميت است برداشته دعا
برامی ميت بكنن چنانچه علامه على القاري در مرقات تحت ابن عباس ان النبي صلى الله
عليه وسلم دخل قبر ابيلا فاسرج بسراج از علامه جلال الدين نقل نموده عن ابن مسعود
قال الله فكأقارى رسول الله عليه سلم في غزوة تبوك وهو في قبر عبد الله
ذى الجارين وابوبكر وعمر يقول ربنا منى اخاكما واخذه من قبل القبلة حتى
اسند في الحيا ثم خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم وكلاهما العمل فلما فرغ
من دفنه استقبل القبلة رافعا يديه يقول اللهم انى امسيت عنه راضيا
فارض عنه وكان ذلك ليلا فوالله لقد ليتنى لو لورث انى كنت مكانه و فى
التا تاريخانية عن جمع الجوامع الا فضل لمن يتصدق فلان يتو جميع المؤمنين و
المؤمنات لانها تصل اليهم ولا ينقص من اجر شئى انتهى الرصد و خيرات برائى
معين نيست تاورد عاتم محتاج تر گرفته مشود يا از جانب سيد الاولين والاخرين بشرع كند

موقف هشتم از منزل سوهم بعد از فراغت دفن ميت است برداشته دعا

و آب نیز اگر موجود باشد تا بر قبر پاشند عن جابر قال مرث قبر النبي صلى الله عليه وسلم
 وكان الذي مرث الماء على قبره بلال بن رباح بقرية يدأ من قبل مكة حتى انتهى
 الى رجله رماه البيهقي في كمال النبوة علامة على القاري شرح مشكوة و شرح ابن
 حديث و بيان فائدة مرث ما بر قبر نوشته که قال الطيبي بعد ذلك اشارة الى
 استنزال الرحمة الالهية والعواطف الربانية كما ورد في الدعاء اللهم اغسل خطايا
 بالماء والتيمم والبرق قالوا اتقى الله تراها و برود و ضجعه او الى الدعاء بالطراوة و عهد شق الله
 الدرس انتهى و حاشیه و مختار فرموده که پاشیدن آب بر قبر مستحب است لانه
 صلى الله عليه وسلم فعليه يقبر سعيد كما رواه ابن ماجه يقبر ولده ابراهيم كما
 رواه ابو داود في حاشیه و امر به في قبر عثمان بن مظعون كما رواه البراز فانتهى
 ما روى عن ابى يوسف من كراهية انتمى بعد اذان اول سورة بقره فلحق من الرسول
 بما انزل اليه من ربه وللؤمنون تا آخر سورة بخوانه اول الجانب مرتين بخوانه و آخر الجانب
 پامى ميت اين مستحب است شامى در زیارة القبر آورده که فقد ثبت انه عليه الصلوة و
 السلام قرأ اول سورة البقره عند ما من صبت و آخرها عند ما جلا انتهى من صبت كعبه
 خواندن اول و آخر سورة بقره تر و قبر شامى دعا و استغفار سوال ثبت بر امی میت کند آن قدر
 که در آن مقدار روح شتر و تقسیم گوشت او میسر آید علامه طحاوى در حاشیه مرآتى الفلاح آورده
 که انهم اذا فرغوا من دفنهم ينجس الجلاوس عند قبر يقيد ما يخرج من ورو يقسم
 لجه يتلون القران ويدعون للميت فقد ورد انه يستأش بهم وينتفع
 به و عن عثمان رضى الله عنه انه قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا فرغ
 من دفن الميت وقف عليه فقال استغفر الاخيكم سلوا الله التثبيت فانه لان يسئل
 لعاه الودا و دوانتهى و در مختار حاشیه شاميه آورده که يستحب جلوس حلقه بعد دفن الماء
 و القراة بقدر ما يجز الجند و يفرق لجه ما فى سنن ابو داود كان النبي صلى الله عليه وسلم
 اذا فرغ من دفن الميت وقف على قبره قال استغفر الاخيكم سلوا الله له التثبيت
 فانه الان يسئل كان ابن عمر استحب ان يقرأ على القبر بعد الدفن اول سورة البقرت

وخاتمها وروان عمر بن العاص قال هو في سياق الموت اذا نامت فلا تطيبينه
ولانا فاذا دفنته فني قشوا على التراب شنائهم فحول قبري قد مر ما يخبر
لجذور ويقسم لهما حتى استأنس بكم وانظر ما اذا ارجع سل ربي جهم انتهى
موقف منهم از منزل پنجم و قتيبة از قبر روانه شونده تلقين ميت را بکنند که
تلقين ميت بعد از دفن مستحب است علامه طحاوی در حاشیه مرا فی القلاح آورده که
تلقينه بعد الدفن حسن و استحبنا الشافعي بطا روی عن ابی امامة رضی اللہ عنہما قال قال
رسول الله ﷺ اذ مات احدکم فسونتم عليه التراب فيلقم حدک علی الس
القبر ثم لیقل یا فلان ابن فلانة فانه لیسعک لا یجیب ثم لیقل یا فلان ابن فلانة فانه
لیستو قاعدک ثم لیقل یا فلان ابن فلانة فانه یقول ارشدنا یرحمک الله تعالی
لا تسمعون فیقول اذکر ما خرجت علیه من الدنیا شهادة ان لا اله الا الله وان
محمد رسول الله وانت رضیت بالله رباً وبالاسلام دیناً وبمحمد نبیاً وبالقرآن
اماماً فان منکر او نکیرا یتاخر کل واحد منهما ویقول بطلق بنامه ایقعدنا عند
هذا وقد لقن حجة ویکون الله حجیباً عنده فقال جبریل یا رسول الله فان لم یعرا منه
قال یسبک امة حواء الطبرانی فی الكبير وهو من کان ضعیف الاسناد كما ذکره
الحافظ لکن قال ابن الصلاح وغيره اغتضد بجمل اهل الشام قديماً كما فی السراج
وابن ابیر حاجر انتهى علامه شامی در حاشیه در مختار آورده تحت قول در مختار و فی
الجوهره انه مشروع عند اهل السنة ویکفی قوله یا فلان ابن فلان لاکرمک الله علی مقه
رضیت بالله رباً وبالاسلام دیناً وبمحمد نبیاً قیل یا رسول الله فان لم یعرا منه
قال نبیت الی ادم وحواء که قال فی المعراج ان صنع التلقين بعد الدفن ظاهر
الرواية ثم قال فی الجنازية والكافي عن الشيخ الزاهد لصغار ان هذا علی قول المغتربة
لات الاجباء بعد الموت عندهم يستجیل اما عند اهل السنة فالحدیث لقنوا موتاكم
لا اله الا الله علی حقیقتک لان الله تعالی یجیبه بما جاءت به الآثار و قد روی عنه
علیه الصلوة والسلام انه امر بالتلقين بعد الدفن فیقول یا فلان بن فلان اذکر

بموقف پنجم از منزل پنجم
و قتیبة از قبر روانه شونده
تلقین میت را بکنند که
تلقین میت بعد از دفن
مستحب است علامه طحاوی
در حاشیه مرا فی القلاح
آورده که تلقينه بعد
الدفن حسن و استحبنا
الشافعي بطا روی عن
ابی امامة رضی اللہ
عنہما قال قال رسول
الله ﷺ اذ مات
احدکم فسونتم
عليه التراب فيلقم
حدک علی الس
القبر ثم لیقل
یا فلان ابن
فلانة فانه
لیسعک لا یجیب
ثم لیقل
یا فلان ابن
فلانة فانه
لیستو قاعدک
ثم لیقل
یا فلان ابن
فلانة فانه
یقول ارشدنا
یرحمک الله
تعالی لا تسمعون
فیقول اذکر
ما خرجت
عليه من
الدنیا
شهادة
ان لا اله
الا الله
وان
محمد
رسول
الله
وانت
رضیت
بالله
رباً
و
بالاسلام
دیناً
و
بمحمد
نبیاً
و
بالقرآن
اماماً
فان
منکر
او
نکیرا
یتاخر
کل
احد
منهما
ویقول
بطلق
بنامه
ایقعدنا
عند
هذا
وقد
لقن
حجة
و
یکون
الله
حجیباً
عنده
فقال
جبریل
یا
رسول
الله
فان
لم
یعرا
منه
قال
یسبک
امة
حواء
الطبرانی
فی
الکبیر
وهو
من
کان
ضعیف
الاسناد
كما
ذکره
الحافظ
لکن
قال
ابن
الصلاح
وغيره
اغتضد
بجمل
اهل
الشام
قديماً
كما
فی
السراج
وابن
ابیر
حاجر
انتهی
علامه
شامی
در
حاشیه
در
مختار
آورده
تحت
قول
در
مختار
و فی
الجوهره
انه
مشروع
عند
اهل
السنة
و
یکفی
قوله
یا
فلان
ابن
فلان
لاکرمک
الله
علی
مقه
رضیت
بالله
رباً
و
بالاسلام
دیناً
و
بمحمد
نبیاً
قیل
یا
رسول
الله
فان
لم
یعرا
منه
قال
نبیت
الی
ادم
و
حواء
که
قال
فی
المعراج
ان
صنع
التلقين
بعد
الدفن
ظاهر
الرواية
ثم
قال
فی
الجنازية
و
الكافي
عن
الشیخ
الزاهد
لصغار
ان
هذا
علی
قول
المغتربة
لات
الاجباء
بعد
الموت
عندهم
يستجیل
اما
عند
اهل
السنة
فالحدیث
لقنوا
موتاكم
لا
اله
الا
الله
علی
حقیقتک
لان
الله
تعالی
یجیبه
بما
جاءت
به
الآثار
و
قد
روی
عنه
علیه
الصلوة
و
السلام
انه
امر
بالتلقين
بعد
الدفن
فیقول
یا
فلان
بن
فلان
اذکر

دينك الذي كنت عليهن شهادة ان لا اله الا الله وان محمدا رسول الله و
ان الجنة حق والنار حق وان البعث حق وان الساعة آتية لا ريب فيها وان الله
يبعث من في القبر وانك رضيت بالله وبالا سلام ديننا ومحمد صلى الله عليه وسلم
نبيا وبالقران اماما وبالجمعة قبلة وبالمؤمنين اخوانا وقد اطال في الفتح في
تأسيده حمل موثاكم في الحديث على حقيقتة مع التوفيق بين الادلة على ان الميت
يجمع اولا كما سيأتي في باب البين في الضرب والقتل من كتاب الايمان لكن قال
في شرح المنية لانه لا فرق في بل فيه نعم فان الميت يتانس بالذكر على ما مراد
في الآثار قلت وما في الطحاوية عن الزبلي له انه في انما الذي قيل يلفظ نظاهرا
ماروينا وقيل لا وقيل لا يومه ولا ينهي عنه وظاهر استدلال الزبلي للقول الاول بصحة
بانه اختاره انتهى اكرسي را تليقين بطريق معرف معلوم نياشبتا يا يركه تسبيح وتهليل
يا اذان بگويد عن جابر قال كنت مع النبي صلى الله عليه وسلم في جنازة سعد بن
سعد بن عيينة توفي صلى الله عليه وسلم ووضع في قبره وسو عليه سبعة رسول الله صلى الله عليه
وسلم فسيحنا طويلا ثم كبر فكيرنا فقيل يا رسول الله لم سجت ثم كبرت قال تضابت على
هذا العبد لصلم قبره حتى فوجبه الله تعالى عندنا لا احمد مشكوة قال الطيبي في شرحه
حتى متعلق بمجدوف اي مال كبرونكبر وسجدونستجحتي فوجبه الله تعالى والا
نسب هديم التبير والتكبير على هذا لاطفار الغضب لاهي اولذا ولد التبيح والتكبيرات
عند وية التخريف انتهى موقف دهم اذ منزل سوم سنج كلان كه آن را
شماخته گویند بعد از دفن يك بطرف سرشماوه كند ويك بطرف پا عن المطب
ابن عبد الله بن خطب قال لما مات عثمان بن مظعون دفن بالبقيع فامر رسول
الله صلى الله عليه وسلم بشئ فوضع عند راسه وقال هذا علامة قبره يذقن اليه
من مات بعد رعاه ابن سعد في الطبقات كذا في المرقاة ودوي ابو حنيفة
عن المطب قال لما مات عثمان بن مظعون اخرج بجنازة قد فن امر النبي صلى الله عليه وسلم
وجلات يائنه بجز فلم يمتطرحها فقام اليها رسول الله صلى الله عليه وسلم وخرع في راعبه

بعضی روایات در این باب
در بعضی روایات در این باب
در بعضی روایات در این باب
در بعضی روایات در این باب
در بعضی روایات در این باب
در بعضی روایات در این باب
در بعضی روایات در این باب
در بعضی روایات در این باب
در بعضی روایات در این باب
در بعضی روایات در این باب

تحملها فوضعها عند استقبال علمها قبر اخي وادفن اليه من فات من اهل بيته بعد ذلك
 رواه ابو داود او د بطوله وقال العلامة على القاري الكي تحت هذا الحديث قال
 ابن حجر قال بعض متقدمي ائمتنا ولبين وضع اخرى عند جمل لانه صلى الله عليه وسلم
 وضع حجرين على قبر عثمان بن مظعون وقد بان المحفوظ في حديث عثمان حجر واحد
 كما تقدم وفيه دلالة في الحديث المذكور على ان الحجر احداهم متعدد فكيف
 يصلح للورد صلى من اثبت التعمد مع ان القاعدة المقررة عند التعارض على تسليم ثبوت
 الواحد من ايات الثقة مقبولة وان المثبت مقدم على النافي ومن حفظ حجة
 على من لم يحفظ انتهى واگر بين شناختها چیزی نوشته شود بقدم ما يعرف به حال الميت
 يجوز كما في المراتق ويجوز كتابة اسم الميت لاسباب الصالح يعرف عند تقادم
 الزمان لان النهى عن الكتابة منسوخ كما قال الحاكم انتهى كتابت بر قبر برامی فانه عند
 مثل شناختن حال ميت يا غيره از تبركات و تيمنات حسنة جائز بلا اشتباه است واگر به
 فانه يعرفون كما عيب نوشته اند تا عيب و ممنوع است لكن كتابت بر قبور خالی از اعراف صحیح
 شرعی میباشد كما هو المشا للعرف قال في الدر المختار لا بأس بالكتابة على القبر ان ختم
 اليها قال محيي الشامى لان النهى عنها وان صح فقد وجد بالاجماع العسل بها
 فقد اخرج الحاكم النهى عنها من طرق ثم قال هذا الاسانيد صحيح وليس عليها
 العسل فان ائمة المسلمين من المشرق الى المغرب مكتوب على قبورهم وهو عمل اخذ
 به الخلف عن السلف لا يتقوى بما اخرج ابو داود بسناد جيد رسول الله صلى
 الله عليه وسلم حمل حجراً فوضعها عند اس عثمان بن مظعون وقال علم لها قبر اخي و
 ادفن عليه من مات من اهل بيته فان الكتابة بطريق التي تعرف القبر بها نعم يظهر ان
 يحمل هذا الاجماع العسل على الرخصة فيها ما اذا كانت الحاجة داعية اليها في
 الجملة كما اشار اليه في المحيط بقوله وان ختم الى الكتابة حتى لا يذهب ثرو لا يمنهن
 فلا بأس به واما الكتابة بغير حد فلا اهلها لاجتناب التمسك بما يفيد حمل النهى
 على عدم الحاجة كما مر انتهى بالاختصاص موقوف يازدهم از منزل

موقوف يازدهم وريهان القليل قبر والدين بائنه وروى مثل استاورم

سوم بوسه دادن قبر والدین صلاحتی و اشباحی و الدین باشند یا روحی مثل اسانده و مشایخ علما
 علی نقاری در مرقات تحت حدیث مر النبی صلی الله علیه و سلم نقیبه الممد نبیه فاقبل
 علیهم آورده که وقال بعض العلماء لا یأس بتقبیل قبر الوالدین انتهى و در طوابع
 الانوار شرح در مختار آورده که و التقبیل غیر الصفت کفیوا الا نبیاء و من تبرک بهم
 قل العلماء فی کلام کوه بعضهم و استخسرت بعضهم حتی ان الشافعی بحمد الله تعالی ابا
 مطلقا اذا کان للتبرک و اورد و اعتمد لا جماعه منهم الحافظ العینی الحنفی الشارح
 البخاری و لقری الممالکی صاحب الفتم المتعال بالسعودی الشافعی و لا منافاة
 بین الکراهة و الاستحسان بانه مقید بنبیه التبرک و الاعمال بالنبیات و لا مورد
 مقاصد ما و کلل مرئی مانوی و نبیه المؤمن خیر من عمله قال السهمی نقل الطیب الثاثری
 من لخب الطبری يجوز تقبیل قبر و مسته قال علیاً منة علماء الصلحین انتهى
 و فی مطالب المؤمنین و لا یأس بتقبیل قبر و الدیه لما فی کفاية الشیخی ان رجلا
 جاء الی النبی صلی الله علیه و سلم فقال یا رسول الله انی حلفت ان اقبل فنبیه باب
 الجنة و اللحو العین فامر النبی صلی الله علیه و سلم ان یقبل لجل الامر و جبرته الاب
 یروانه قال یا رسول الله ان لم یکن لیاخوان فقال قبل قبرها فان لم اعرف قبرها قتل
 خط خطین و اتوبان احدهما قبل الامر و الاخر قبل الاب فقبرها فلا تخنث فی صینک
 کذا فی معقبة الغفور فی زیارة القبور و نیز در فتاوی برینه آورده که گوید بوسه ندهد که عادت
 نصاری است و دست برو نهند که مشایخ مکره و داشتند و باک نیت بتقبیل گورالدین
 اما طواف گوز صالح سه بار و است کما فی المطالب انتهى شاهه فی الحدیث و دیوی در
 انبیاة فی سلاسل اولیا الله آورده که ذکر برای کشف قبور اول چون بمقبره در آید و و گانه را
 بروح آن بزرگوار ادا کند اگر سوره فتح یاد باشد در اول رکعت بخواند و در دوم خلاص و
 الما در هر دو رکعت اخلاص بخواند بخواند بعد از پشت داده بنشیند و یکبار آیه الکرسی و
 بعض سورهها بخواند و ختم کند و تکبیر گوید بعد هفت کثرت طواف کند و در آن تکبیر بخواند و
 آقا از راست کند بعد پایان رخساره نهد و بیا نیز در یک رکعت بنشیند و بگوید

يارب ليت ويكبار بعد اول حرف شمال بكويد ياروح وورد اضرب كند ياروح الروح
 ما و اميك الشرح يايد اين بكنه انثار الله كشت قبور كشت ارواح حاصل آيد انتهى
 موقف دوازدهم از منزل سوم گل برگها و سبز و بر قبر بعد از دفن
 نهادن و رويانيدن سنت است قال الطحاوي في حاشيته على صواعق الفلاح
 وقد ورد في الحديث انه صلى الله عليه وسلم شق جريد نصفين ووضع على كل
 قبر نصفاً وكانا قبرين يعذب صاحباهما وقال في لايجوز يخفف عنها مال يبيسها
 اي نهاليسنجا مادام ارجدين به تنزل الرحمة كما في شرح البخاري في شرح لمشكوة وقد
 اتى بعض الامتحن المتأخرين صحابنا بان ما اعتيد من وضع الرجز الجريد سنة
 هذا الحديث واذ كان يرعى التحفيف للميت بتسيير الجريد فتلاوة القران اعظم بركة
 انتهى في الثمانية يكره ايضا قطع النباتات الرطبة الخشيش من المقبرة دون الجايس
 كما في الدرر شرح المنية وعلله في الامداد بانه مادام رطبا يستخر الله تعالى
 فيؤنس الميت وتنزل الرحمة بذلك اه وشرح في الخاتمة اقول جليده ما ورد في
 الحديث من وضع عليه الصلوة والسلام الجريد الخضراء بعد شقها نصفين على
 القبرين الذين بهذين ان نعيله بالتحفيف عنهما مال يبيسها اي يخفف عنها
 بركة تسيير ما اذ هو اكل من تسيير الجايس ما في الاضطر من نوع جيوته وعليه فكل
 قطع ذلك وان ثبت بنفسه ولو يملك لان فيه تفوية بحق الميت ويؤخذ من
 ذاك ومن الحديث نذاب وضع ذلك للاتباع وبقاس عليه ما اعتيد في
 زماننا من وضع بعض الانس نحوه وشرح بذلك ايضا جماعة من الشافعية
 وهذا اصل مما قاله بعض المالكية من ان التحفيف عن القبرين انما حصل بركة
 يد الشريفة صلى الله عليه وسلم اذ عاناهما فلما قاس عليه غيره وقد ذكر البخاري
 في صحيحه ان بريدة بن الخضير رضي الله تعالى عنه وصي ان يجعل في قبره جريدتان
 انتهى قول قوله صلى الله عليه وسلم مال يبيسها تعليل ظاهر في ان التحفيف بركة
 التسيير وان كان تحفيف العذاب فبعض بركة يد الشريفة صلى الله عليه وسلم و

موقف دوازدهم از منزل سوم

له يكن للجريدتان دخل في التخييف ما قيد بالمرسيات بركة النبي صلى الله عليه وسلم
 ومعه تة ليست بمقيدة بعدم بين الجريدتان كما هو الظاهر وور شرح طريقه محمديه
 است كقلم الشوك والحشيش الرطبين على القبر مكره لان النبات من آثار
 جهنم الله تعالى وليتم منها فهو الشئ للبيت بخلاف الياض انتهى موقف
 سيزدهم از منزل سوهم نان يا حلوا يا ويكي چیز نخت همراه ميت ميبرند
 وآنرا كفاره وعتار القبر و نوشته ميت ميگويند در بعضی كتب آورده اند كه آن حق
 حفرين قبرست اگر قبر دور از مكان ميت است زيرا كه ايشان از وقت موت
 ميت براي حفر قبر ميروند و آنجا تا تيار مي قبر مي مانند و كار سخت ميكنند مانده و گرسنه ميشوند و
 نشان را بايد داد و كذا في زاد الاخرت و نیز در ان از شرح بر رخ آورده كه طعام نختنه يا خام
 همراه جنازه بدون فعل بيوت و طحاوی و در حاشيه مرآة الفلاح آورده كه ذكر
 ابن الجاجه في المدخل في الجزء الثاني من البدع القبيحة ما جعل امام الجنائز
 من الخبز و الخرقان و يسهون ذلك فشاء القبر فاذا وصل اليه ذبحوا ذلك بعد الدفن
 و فرقه مع الخبز و ذكر مثله المناوي في شرح الاربعين في حديث من احدث
 في امرنا هذا ما ليس منه فورد قال و يسهون ذلك بالكفارة فانه بدعة مذمومة انتهى
 قال ابن امير حاجه و لو تصدق بذلك في البيت سرالكان عملاً صالحاً و سلم
 من البدعة اعني ان يتخذ ذلك سنة او عادة لانه لم يكن من فعل من مضم
 يعني السلف و الخير كله في اتباعهم انتهى اگر بعض صحیح برند چنانچه برای حفرين گرسنه
 اموشروع و اعينه تيار كنند و برند مضائقه ندارد و در زاد لبیب ار ملتقط آورده كه
 اهل المصيبة لو حلوا الطعام خلف الجنائز عند قبرة هو حق للجاملين و الحافرين
 و ايضا فيه و جعل كل يوم الباك و موقف چهاردهم از منزل سوهم اين نیز
 هو پيدا داد كه اگر اهل محله و قرية برای امام خویش تبرعا و استحسانا نصف از قدیم استقاط
 ميت يا غيره ياربع و ثلث بطريقه عهده مقرر کرده باشند يا از زبان اقرار نكرند لكن يتم
 عرف آنديا ج برين جاری بود پس پریشان لازم و اجبت كه امام خود را موافق عهد خود



موقف سيزدهم از منزل سوهم نان يا حلوا يا ويكي چیز نخت همراه ميت ميبرند

صحت حدیث صحیح است

موقف چهاردهم از منزل سوهم اين نیز

حضرت قره مخنوه بدین دور آن خیانت نکنند قال الله تعالی و اوفوا بالعقود انما العہد
 کان مسؤلاً و ایضاً قال عزوجل و الموفون بعہدہم اذا عاہدوا و قال علی المصنف
 و السلام ایة المتافق ثلاث وان صام و صلے و زعم انه مسلم اذا کذب
 و اذا وعد اخلعت و اذا اؤتمن خان رواہ مسلم و البخاری مثله قال علی المصنف
 و السلام لا ایمان لمن لا امانة له و لا دین لمن لا عہد له رواہ البیهقی فی شعب
 الایمان و اگر بطایر نگفتہ اند وقت نصب او مگر بطریق رسم و عادت سواج بلاد خود او را
 امام کردند پس در نیتوت ہم حصہ مرسومہ آن بلاد و پر ایشان او کردند پیش امام خود واجب
 است لان للعرف کالشروط و اگر ندانند و امام قضیہ این امر پیش قاضی بر قاضی فی الفور
 و بے تاہل بعد از ثبوت قصویشان حق امام با و قہراً و جبراً از ایشان گرفته نخواہد او دوی
 الفصول العبادہ اذ عینوا الامامہم شیئاً من الادقات الصدقات الهدایا و غیرها
 لزمہم اداءها و اذا رفع العلة و مضی الايام قبل مضی السنۃ لا یستزہ منه علة بعض
 السنۃ و العبرة بوقت الحضانة فان کان الامام وقت الحضانة یومہم فی المسجد فصاد
 کالجزیة انتہی فی الذم المختار و یجیر علی نع الحلوۃ المرستوی ما یجد للمعلم رؤس بعض
 سور القرآن سمیت بها لان العادة اهداء الحلال و انتہی پس مرسومہ امام اولی است
 یا جبار از مرسومہ معلوم لان حاجۃ العوام الی الامام اولی و اکثر من حاجتہم الی معلم
 جمیع القلن فتنبہ و اللہ اعلم بالصواب الی ملوجع و للباب باب دوم
 و در بیان صدقات و خیرات و ادعیات و تخصیصات مکانات و
 از منہ و اعراس و اتمداد و استغاثہ با ولیا و صالحین و غیرہ
 ما یتعلق بہا و درین باب مسائل اند مسئلہ اول و قیتکہ مسلمان
 قریب الموت شود و مال داشته باشد باید کہ عزیزترین ورثہ خود را در ثلث مال خود
 کہ بعد تجبیر و تکفیش ماند وصیت بخیرات بعد از مرگ خود بکند کہ ہمین شیوہ صحابہ
 رسول صلی اللہ علیہ وسلم و رضی اللہ عنہم بود کہ وقت مرگ تر و او جمع شدہ او را بر امی وصیت
 صدقہ از پیش دادن میکردند عن سعید بن عبادۃ قال خرج سعد بن عبادت مع

این باب در بیان صدقات و خیرات و اعراض و استغاثہ با ولیا و صالحین و غیرہ
 است و درین باب مسائل اند مسئلہ اول و قیتکہ مسلمان قریب الموت شود و مال
 داشته باشد باید کہ عزیزترین ورثہ خود را در ثلث مال خود کہ بعد تجبیر و تکفیش
 ماند وصیت بخیرات بعد از مرگ خود بکند کہ ہمین شیوہ صحابہ رسول صلی اللہ علیہ
 وسلم و رضی اللہ عنہم بود کہ وقت مرگ تر و او جمع شدہ او را بر امی وصیت صدقہ از
 پیش دادن میکردند عن سعید بن عبادۃ قال خرج سعد بن عبادت مع

النبي صلى الله عليه وسلم في بعض معازيه وحضرت امه الوقات بالمدنية فقيل لها
 اوصي فقالت قم اوصي ال قال سعد فتوفيت قيل ان يتقدم سعد فلتنا
 قدم سعد ذكر له ذلك فقال يا رسول الله هل ينفعها ان اتصدق عنها فقل
 النبي صلى الله عليه وسلم نعم فقال سعد حاطك ادا وكذا صدق عنها الحاطط سمله
 رواه النسائي وغيره فعلم من هذا الحديث ان الحاضرين اذا قالوا لمن قرب
 من الموت اوص من ثلث مالك بالصدقة عنك كما هو رسم اهل بلادنا فهو
 صحيح جائز مستحب لان الصحابة كانوا يصنعون بمثل ضييعهم كما سمعت
 وعن ابى هريرة رضي الله عنه قال قال النبي صلى الله عليه وسلم ان امة ماتت وترك
 مالا ولم يوص فهل يكفر عنه ان اتصدق منه قال نعم رواه النسائي وغيره وعن
 الثريد بن سويد الثقفي قال اتيت رسول الله صلى الله عليه وسلم فقلت ان امة
 اوصت ان تعلق عنها رقبة فان عندي جارية نوية افيجزي عني ان اعتمها عنه
 قال شتى بما فقال لها النبي صلى الله عليه وسلم من ريتك قالت الله قال من
 انا قالت انت رسول الله قال اعتمها فانها مؤمنة وعن ابن عباس السعدي
 سال النبي صلى الله عليه وسلم ان امة ماتت ولم توص فان تصدق عنها قال نعم
 رواهها النسائي وغيره ايضا وعن عائشة رضي الله عنها قالت ان رجلا قال للنبي صلى الله عليه
 وسلم ان امة اقتلت نفسها واظنها توتكلمت تصدقت قيل لها اجران تصدقت
 عنها قال نعم متفق عليه مسئلة عمه تريم اوقات صدق بر امة ميتة همون روز
 مرگ ووفق اوست قال الحسن احق ما يتصدق بالرجل خرويه من الدنيا واول
 يوم من الاخرة رواه البخاري في كتاب الوصايا علامه كرماني شارح بخاري شرح
 او نوشته كه اى احق زمان تصدق فيه الرجل في احواله الغرمة والمقصود ان
 اقر المريض في مرض موته ووصيته فيه حقيق بان يتصدق عند و يحكم بان تاذه
 انتهى وورثه الاخرة از شرح برنج آورده كه رسول عليه الصلوة والسلام فرمود موت
 فرزندت پس براي ميت قبل من اوصدقه بدهيد و آنچه از قرآن او غيره توانيد

بیت قره مسجد زاهدان
 و فاشی منقره با جوارق
 بوی تفریح با جوارق
 جازنت کما فی شرح
 اوقات وقت القرب
 بین کبری انی فی شرح
 بعد الا ان کون لغری
 لیخافا فلا یسیراوی
 بعد الفرح اذ لیه نهان کون
 قولها اولی شرح
 شرح فان سائے ذکر
 وقت القرب
 در بیان انجکوه ترین
 اوقات صدق و اوان کبر
 بیت و زاول دور
 اوست ۱۲ ۱۲

بخوابند و برای او خشتی نیز فرمود که برای میت قبل از دفن او تصدیق کنید اگر چه پیمانی
 شخصی از آن باشد کذا فی شرح برنج و شرح الصدوق فی احوال الموتی و القبر و نیز در همون
 زاد الاخرت از شرح برنج و شرح صدر آورده که تصدق و بخواندن قرآن بر میت و
 دعا در حق او قبل از برداشتن جنازه پیش از دفن سبب نجات از احوال آخرت و عذاب قبر
 است پس اولیامیت را باید که در روز وفات بقدر تیس از برای او تصدق کنند و از
 نقد و جنس بفقرا و غریبها دهند قال علیه الصلوة والسلام تصدقوا الموتی که قبل الدفن
 لعل الله یجیه بذک فالینا قال علیه الصلوة والسلام تصدقوا الموتی که قبل الدفن فیکون
 ذلک قدینة له من ایة مملکة العذاب نهی و طحاوی در حاشیه مرا فی الفلاح از شرع
 الاسلام آورده که والسنة ان تصدق ولی المیت قبل مضی اللیلة الاولى بشئ
 مما یتشر له فان لم یجد شیئا فلیصل رکعتین یهدئ ثوابها للمیت قال ینقب ان
 یتصدق علی المیت بعد الدفن الی سبعة ایام کل یوم شیء مما یتشر له انتهى و حدیث
 بیهقی آمده که المیت فی القبر الا کالعزیز للمتغوث ینتظر دعوة تلحقه من اب و اخ او
 صدیق فاذا الحقه کان احب الیه من الدنیا و ما فیها انتهى مسئله
 بهتر از صدقهای برای میت در هر جا بطریق عموم اطعام است عن انس قال قال
 رسول الله صلی الله علیه و سلم افضل الصدقة ان تشبع کبد الجائع او اه الیه
 فی شعب الایمان و آنچه در حدیث بود او و نسائی آمده عن سعد بن عبادة قال
 یا رسول الله ان ام سعد ماتت فای الصدقة افضل قال لاء فحفر یؤذ قال هذا لام
 سعد پس آن در آن جا افضل است که اجنبان عموم و خاص آن باشد هر صدق این قدر
 مال هم داشته باشد که آن چاه خیراتی تیار کرده شود اما اگر در موضعی که چشمه یا نهی برای میت صل
 یلاد باشد یا مال خیراتی هم اندک بود آنجا تیار می چاه برای میت چگونه کرده آید و اطعام طعام
 در هر جا نافع اکبر است از غیر مال اندک بود یا بسیار لهذا همه اهل اسلام در جمیع بلاد اسلام
 بطریق عموم این طریق را اختیار نموده اند در مدور السعادت آورده که در ملک خرمان
 و در زمین عرب چنان رسم نیکوست که روز سوم طعام شربت انواع میوهها

در هر جا
 نافع اکبر

موجود میکنند چون مرغان از زیارت بازگردند سحر در منزل و مقام خویش می آرند و
 بر روح مرده طعام میجو و جز آن میدهند خود می خوردند کار بر پنج سنت پیغام بر علیه الصلوة
 و السلام و علمای دین میکنند قطب عالم باز هم درین محل فرموده که در هندوستان
 چه رسمی زشت و فبیح افتاده است که اهل مصیبت گرسنه می مانند و مرده را منتظر صدقه
 میدارند این بهتر نیست بلکه همین طور شاید که چون از خطر پاک گردند طعام شراب بر
 اندازه قدر خود نهی کنند و خلق خدا را بر روح مرده و هتازتا کار می شروع و فحلی سخن کرده
 باشند کذا فی سراج الہدایہ للشیخ جلال الدین بخاری رح مسئلہ آمدن ارواح اموات بر
 در خانہ نامی خود و دیگر مواضع مرغوبہ کہ با نام در حیوة خود تعلق قلبی الیہمیداشتند محدث
 علامہ و محقق فہامہ شیخ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فی اللغات فرمودہ کہ احادیث و آثار
 کہ در بارہ آمدن ارواح اہل ایمان بر در خانہ نامی خود وارد اند سہر و اصدا ز شہان باز ضعف
 خالی نیست اما بسبب کثرت طریق اکثرے از آن ہر جہت رسیده اند چنانچہ در جرح
 الیرکات تحقیقی ازین نمودہ نوشتہ شد و نیز در ترجمہ باب زیارۃ القبور آورده کہ در بعضی
 روایات آمدہ است کہ روح میت می آید خانہ خود را شب جمعہ پس نظر میکند کہ تصدق
 میکند ازومی یا نہ انتہی و در خزائن الروایات آورده کہ وعن بعض المحققین ان الا
 رواح یخلص لیلة الجمعة و تنتشر فجاً و اولاً الی مقابرہم ثم جاؤا فی بیوتہم
 انتہی و نیز صدر ابن رشید تبریزی در دستور القضاة آورده کہ ومن النسفیة ان ارواح
 المؤمنین یاتون فی کل لیلة الجمعة ویوہل الجمعة یقومون یفناء بیوتہم ثم یناد کل واحد
 منهم یصوحون یا اللہ و اولادہ اقرابی و اعطفوا علینا بالصدق و اذکرونا و لا
 تنسوننا و اوجونا فی غربتنا قد کان هذا المال الذی فی یدیکم فی الہدینا فان
 لم یجدوا من یعطت علیہم و یدعوا و یتصدق بہم یجسی باکبنا خربنا شتم
 ینادی کل واحد منهم یصوحون اللہم قنطہم من الرجعة کما قنطونا من الدعاء و
 القصد انتہی حضرت شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین مہروردی رحمۃ اللہ علیہم باب بیجاہ و شتم
 عوارف المعارف این حدیث آورده اند کہ رو سعید بن المسیب عن سلمان قال ارواح

المؤمنین تذهب من الارض حيث شاءت بين السماء والارض حتى يروها
 الى جسدها انتهى وقاصي شارة الله صاحب رتبة كرامة الموت والقيور آورده كه ابن مبارک
 و حکیم ترمذی ابن ابی الدنیا و ابن مندہ از سعید بن مسیب از سلمان روایت کرده اند
 که ارواح مؤمنین در برزخ باشند از زمین سیر کنند هر جا که خواهند نفس کافر در جبین است
 و در جای دیگر از آن کتاب آورده که ابن ابی الدنیا از مالک روایت کرده ارواح مؤمنین هر
 جا که خواهند سیر کنند انہی امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ در فائق الاخبار آورده اند کہ و یقول
 ارواح المؤمنین ربنا انذن لنا بالزول الی منازلنا حتی نری اولادنا و عیالنا فی
 لوت لیلۃ القدر انہی و فی حرانۃ الروایات عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما یقول
 اذا کان یوم عید او یوم جمعۃ او یوم عاشوراء و لیلۃ نصف من شہات ثانی
 ارواح الاموات و یقومون علی ابواب بیوتہم فیکولون هل من احد تذاکرہا
 فل من احد ینرحم ولینا هل من احد ینذکر غیرنا یا من سکتہم بیوتنا و یا من سعدتم
 بما شقینا و یا من اقمتم فی اوسع قصورنا و نحن فی ضیق قیوننا و یا من استذللتہ
 ایتامنا و یا من نکحتم نساءنا هل من احد یتفکر فی غیرنا و فقرنا کتبتنا مطوینہ و
 کتبتکم منشورہ انہی علامہ علی نقاری در مرقات شرح مشکوٰۃ تحت حدیث ابی ہریرہ لیلیت
 تخصوہ الملئکۃ آورده کہ بخلاف روح المؤمن فانہا تسیر فی ملکوت السماء و الارض و
 تسرح فی الجنۃ حيث تشاء و تاوی الی قنادیل تحت العرش و لها تعلق بحسبہ
 ایضا تعلقا کلیتاً بحیث یقرأ القرآن فی قبره و یصلی و یتنعم و ینام کتبتنا العروس
 ینظر الی منازلہ فی الجنۃ بحسب مقامہ و مرتبتہ فامر الروح و احوال البرزخ و
 الآخرة کلها تحارق المعادات فلا یشکل شیء منہا علی المؤمن بالایت انہی و نیز
 امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ در فائق الاخبار فرمودہ قال النبی صلی اللہ علیہ و سلم
 اذا خرج الروح من بنی آدم فاذا مضی ثلثۃ ایام یقول یارب انذن لی حتی امشہ
 الی قبری و انظر الی حیث کنت الذی کنت فیہ فباذن اللہ تعالیٰ یکومہ و لطفہ
 فیخرج الی قبره و ینظر الیہ من بعید قد سال الماء من عینیہ و منخرتہ من فمہ

فبیکے بکاو طویلہ اہد و نیز و آن آورده کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذ مات
 المؤمن حادث روح حول دارہ شہر این نظر الی ما خلفہ من مالہ کیف یقسم مالہ
 و کیف یقضے دیونہ فاذا تم شہراً یبظر الی جسک و تدور حول قبرہ سنتہ و یبظر
 من یدعولہ و من یحزن علیہ انتہی و نیز شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ زلفیہ عزیزی
 تحت آیہ والقہر اذا السق تحریر فرمودہ اند کہ این حالت حالت انکشاف اجزای
 برخی از نیکیہا و بدیہاست مدوزندگان بگردگان در نیجالت میرسد و مردگان منتظر
 لہوق مدد از شیطان میباشند و چنان گمان میبرند کہ ہنوز زندہ ایم لہذا در صیحت شریف
 در احوال قبر واردست کہ مرد مسلمان آنجا میگوید دعوتی اصلے یعنی بگذارید مرا تا نماز خوانم
 و نیز واردست کہ مردہ در آن حالت غریبیست کہ انتظار فریادرسی میبرد و صدقات ادعیہ
 و فاتحہ دین وقت بکاری آید ازین ست کہ طوائف بنی آدم تا یکسال علی الخصوص
 تا یک چلہ بعد از موت دین نوع امداد کوشش تمام مع نمایند و روح مردہ نیز در
 قرب بموت در جواب عالم مثال ملاقات زندگان میکند و مافی الضمیر خود را اظہار می
 نماید و ہم حالتیست کہ بعد از انقطاع تعلق بالکلیہ و میبندد و استغراق عظیم در
 سائر کیفیات مکسویہ خود از نیکی و بدی اورا حاصل میگردد و قوی مدبر کہ و منفرقہ او از
 این عالم گسسته شدہ آن طرف متوجہ میگردد و در حین حرکت معنوی از نیجیان مطلقاً بیچار
 میشود و این حالت مثل تاریکی رات کہ بعد از زوال شفق نجوم میکنند مردہ را رخت و تعطیل
 حواس و حرکات لاحق میکنند و از ماکولات و مکسوبات مالوفات روز مطلقاً غافل میشود
 آسے آن مالوفات و مکسوبات از ظاہر بدن منتقل کردہ در باطن بدن جمع میشوند و
 روح آن را در صورتہائے رنگارنگ مطالعہ مینماید و مثلزد و متناہم میگردد و این
 حالت عوام مردگان است و بعضے از خواص اولیاء اللہ را کہ آلہ جارحہ تکمیل و ارشاد
 بنی نوع خود گردانیدہ اند درین حالت ہم تصرف و رو نبیادہ اند و استغراق آنها بجهت
 کمال وسعت مدارک آنها مانع توجہ باین سخت نمیکردد و او بسیار تحصیل کمالات باطنی
 از انہامی نمایند و از باب حاجات و مطالب حل مشکلات خود از آنها بطلبند و میبندد و

زبان حال تھا اور آنوقت مترجم پابین مقالہ است فرماتا ہے کہ ایک بچان گرتو آئی بہن، اہتی
 حضرت قاضی شہداء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ رتذکرۃ الموتی والقبور فرمودہ اند کہ حقتعالیٰ
 در حق شہدائے بیدار اجبار عند ربہم فرادشان آن باشد کہ حق تعالیٰ ارواح نشان را
 فوت اجساد میدہد ہر جا کہ خواہند سیر کنند و این حکم مخصوص شہدائے نبیاء و صدیقان
 از شہداء افضل اند و اولیاء ہم در حکم شہداء اند کہ جہاد بالفلس خود کردہ اند کہ جہاد اکبر است
 یعنی من الجہاد الاکبر الی الجہاد الاکبر از ان کفایت و لہذا اولیاء گفتہ اند ارواح حنا
 اجساد نا اجسادنا ارواحنا یعنی ارواح ما کا اجساد میکنند گاہی اجساد از غایت لطافت
 رنگ ارواح می برآیند و میگویند کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم را سایہ نبود و ارواح ایشان در
 زمین و آسمان و بہشت ہر جا کہ خواہند میرند و دوستان معتقدان در دنیا و آخرت بزرگاری
 میفرمایند و دشمنان آن را ہلاک می نمایند و از ارواح نشان بطریق اولیست فیض
 یاطمی میرسد و بسبب ہمین حیات اجساد آنها را در قبر خاک نمیخورد و بیکہ کفن ہم میماند این
 ابی الدنیا از مالک روایت کردہ ارواح مؤمنین ہر جا کہ خواہند سیر کنند مراد از مؤمنین و
 کاملین اند و حق سبحانہ و تعالیٰ اجساد ایشان را فوت ارواح میدہد کہ در قبور نماز میکنند
 و ذکر میکنند و قرآن میخوانند حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمودہ کہ حق تعالیٰ بعضی اولیاء
 اللہ را ہم وہو بیدار ہر جا کہ در حق شہداء از حدیث ثابت است کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم فرمودہ وقتیکہ انسان شہید میشود حق تعالیٰ اجساد نازل میکند در بہترین صورت و گفتہ
 میشود روح او را کہ درین بدن داخل شود پس می بیند جہاد اول را آنچه باومی کردہ میشود و
 سخن میکند گمان میبرد کہ مردم سخن او را می شنوند و گمان میبرد کہ مردم او را می بینند تا کہ
 می آیند از ارواح او حور عین پس او را ہمراہ خود میبرند این حدیث را ابن مندہ در سلار روایت
 کردہ اہتی و این چنین مسلمانان کم و شایستہ کہ می میرند و در حکم شہداء آخرت نباشند و شہداء
 آخرت در کتب حدیثیہ و فقہیہ معدود و معروف اند علامہ طحاوی در حاشیہ صراط الفلاح
 بر باب الشہداء آورده کہ وعدا لسیوطی فی التبیات شہداء الاخرۃ فقال من
 مات بالبطن و اختلف فیہل المراد الاستسقاء و الاسہال قولان ولا

مانع من التمول أو العرق أو الهدم أو بالجنب وهي قرح تخد في داخل الجنب وجمع
 شديد له تنفر في الجنب وبالجنب قال صلى الله عليه وسلم أي امرأة ماتت بجمع فهي
 شهيدة والجمع بالضم بمعنى المجموع كالذخيرة المذخورة والمعقبات من شئ
 مجموع فيها غير منفصل عنها من حمل أو بكارة أو بالسل وهو ما يصيب للمرأة و
 يأخذ اليد منه في التقصير الأصفر أو في الغرابة أو بالصرع أو بالحمى وودون
 أهله أو ماله أو حمله أو مظلماً أو بالشق مع العفاف والكنم وإن كان سببه حراماً
 أو بالشر أو بافتراض السبع أو عيب سلطان ظلماً أو بالضرب أو متوارياً ولدغة هامة
 أصمت على طلب العلة الشرعية أو مؤذناً محتسباً أو تاجراً صدقاً أو من سعى على
 امرأة وولد وما ملكته بينه يغير فيهم أمر الله تعالى ويظلمهم من حلال كان
 حقا على الله أن يجعله مع الشهداء في درجاتهم يوم القيمة وأما في البحار
 الذي حصل له غثيان والذي يصيبه القى له اجر شهيداً مات من ذلك
 ومن ماتت صابرة على الغيرة لها اجر شهيد من قال كل يوم خمسا وعشرين مرة
 اللهم بارك لي في الموت وفيما بعد الموت ثم مات على فراشه أعطاه الله اجر شهيد
 ومن صام الصومي صام ثلاثة ايام من كل شهر لم يترك الوتر في السفر والحضر كتب
 له اجر شهيد والمتمسك بسنتي عند فساد امتي له اجر شهيد ومن قال في
 رمضان أربعين مرة لا اله الا انت سبحانك انى كنت من الظالمين اعطى اجر شهيد
 ان يرى برئ مغفوا له قال محمد فت ادلت ذلك طلباً للاقتصاص انتهى وورب بعض
 كتب ازین زانده هم آورده اند پس از اهل اسلام پنجمین تا وریست که بغیر ازین اسباب
 شهادت بمیرد لهذا غالب اهل اسلام بلکه کل ایشان شهید اخروی اند چه از مرگ معاملة
 ایشان معاملة شهید است و ارواح ایشان مسح می باشد هر جا که خواهند میروند
 تا اگر شرمه محمد فارواح اموات خود را میبوسند و مقبره دانند اگر اقر با می ایشان بر طریق
 ایشان مرده اند تا ظن افسان در حق شان صحیح است و اگر بر طریق اهل سنت و جماعت
 معتقدین بنوعی اند تا ظن شان در حق ایشان از بعض ظن سواست شیخ عبدالحق محدث دهلوی

الله عليه زكيس الايمان شرح عقائد فسفی فرموده که اولیاء الله را بدان مکتبه مثالیه نیز بود که
 چنان ظهور نمایند و ارشاد طالبان کنند و مکران را دلیل برمان بر کاروی نیست انتهی نیز در
 جذب القلوب فرموده که شیخ علاء الدین قونوی میگوید که بعد نیست که گفته شود که ارواح مقدسه
 انبیا بعد از مفارقت بمنزله ملائکه است بلکه فضل از ایشان همچنان که ملائکه تمثیل میشوند در صور
 مختلفه که لک جائز باشد که ارواح مقدسه انبیا نیز تمثیل گردند و ممکن است که این تصرف مرتب
 خواص عباد را در حالت حیات نیز دست و پا در روح واحد در ابدان متعدده غیر بدن معبود تصرف
 گردد انتهی و مولوی اسماعیل در صراط مستقیم ملفوظات سید احمد صاحب نیز آورده که وبالجملة
 امی این طریق و اکابر این فریق در زمره ملائکه مدیرات الامر که در تداوم امور از جانب
 ملائکه اعلیٰ بهم شده در اجراء آن میگویند معدود اند پس احوال این کرام بر احوال ملائکه عظام قیاس
 باید کرد انتهی و در جائی دیگر از ان صراط مستقیم آورده که در چهار برین معامله تعجب تمامی
 و با نیکار بیش نیایی زیرا که چون از نار وادی مقدس ندای اتی انا الله رب العالمین بر
 زد اگر از نفس کامله که اشرف موجودات و نمونه حضرت ذات حق است او از انا الحق
 بر آید محل تعجب نیست و از جمله لوازم این مقام صدور خوارق غریبه و ظهور تاثيرات قویه و
 اجابت دعوات و دفع بلیات است که لان سانی لا عظیمه و لان استغاثی لا عجزه مصحح
 است یا معنی و از جمله لوازم آن ظهور نیکت و وبال بر عدد و بدسگال این صاحب حال
 است که من عادی و لیا فقد آذنته بالحر ب مفید همین مضمون است انتهی نیز در آخر خاتمه
 صراط مستقیم در بیان حالات حصول نسب ثلثه سید احمد صاحب آورده که الفصه ایشان را
 نسب طرق الثلثه یعنی قادییه و چشینه و نقش بندیه قبل از مبادی حاصل شده است قادییه
 و نقش بندیه پس بهایش آنکه لیب برکت بیعت و بمن تو جهما آنجناب هدایت آید روح مقدس
 جناب حضرت عوث الثقلی بن جناب حضرت خواجه بهاؤ الدین نقش بند منوچهر حال حضرت ایشان
 گردیده تا قریب یکماه فی الجمله تنازعی در مابین و حین مقدسین در حق حضرت ایشان مانده زیرا که
 هر دو احد ازین هر دو مابین تقاضای جذب حضرت ایشان تمامه بسوی خود میفرمودند تا آنکه بعد از فرض
 زمان تنازع و دفع مصالحت بر شرکت روزی هر دو روح مقدس حضرت ایشان جاوه گشتند و

عنه شاه محمد المیزان

قریب یکپاس ہر و امام بر نفس نفیس حضرت ایشان توجہی پس قومی تاثیر زور آور میفرمودند تا ایک
 در ہمان یکپاس حصول نسبت ہر دو طریقہ نصیب حضرت ایشان گردیدہ اما نسبت چشتیہ
 پس بیانش آنکہ روزی حضرت ایشان بسوی فرقد منور حضرت خواجہ خواجگان خواجہ قطب
 الاقطاب نجیبار کاکلی قدس سرہ العزیزہ تشریف فرما شدند و بر مرقد مبارک ایشان مراقب
 نشسته درین اثنا بروح پر فتوح ایشان ملاقات متحقق شدہ آنجناب بر حضرت ایشان
 توجہی پس فرمودند کہ بسبب آن توجہ ابتدا حصول نسبت چشتیہ متحقق شد انتہی و بجم
 العرفان الحافظ احمد بن المبارک در ایریز فی مناقب سیدی غوث عبد العزیز راضی اللہ عنہ
 آورده کہ سمعت الشیخ رضی اللہ عنہ یقول ان الصغیر من الاولیاء یحضر فی وایوان
 الاولیاء التي تقام فی غارحاء بحضرة بنی نادم و لانا محمد صلی اللہ علیہ وسلم بذاتہ
 و اما الکبیر فلا یحضر علیہ لشیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ الی ان الصغیر اذا حضره فاب عن
 محلته و دالہ فلا یولد فی بلدتہ اصلا لانه یندھب الیہ بذاتہ و اما الکبیر فانتہی بہ علی
 رأسہ فیحضرہ فلا یغیب عن دار الایات الکبیر یقید علی التطور ما شاء من الصور و کمال
 و صمد برہ الشاہ ثلاثا و سنتہ و سین ذاتا انتہی و شیخ عبد الوہاب شمرانی رحمہ اللہ
 علیہ در بحث راجع و ثلثون از یواقیت و الجواہر فی عقائد الاکابر بعد از ذکر حدیث معراج
 بطول آورده فان قلت فهل المعراج الی السماء بالجسم او الروح قلت اخری غیرتہ
 الایات فالجواب منها انہ اذا مر علی حضرات الاسماء الالہیۃ صیامت خلقا بخلقها
 فاذا مر علی الرحیم کان رجھا و علی العفور کان عفور او علی الکریم کان کریم او علی
 للعلیم کان علما او علی الشکور کان شکورا او علی الجواد کان جوادا هكذا فما یرفع
 من ذلک المعراج الا و هو فی غایۃ الکمال منہا شہد الجسم الواحد المکاین ان
 و احد کما رای محمد صلی اللہ علیہ وسلم نفسه فی اشخاص نبی دم السعداء و جین اجتمع
 بہ فی السماء الا و کذلک ادم و موسیٰ و غیرہما فانہم فی قبورہم فی الارض حال کونہم ساکنین
 السماء فانہ صلی اللہ علیہ وسلم قال رأیت ادم رأیت موسیٰ رأیت ابرہیم و اطلق و ما
 قال رأیت روح ادم و لا روح موسیٰ فراجع صلی اللہ علیہ وسلم موسیٰ فی السماء

وهو بعينه قبره يصل في قبره قائما كما ورد فينا من يقول ان الجسم الواحد لا يكون
في مكانين كيف يكون ايمانك بهذا الحديث فان كنت مقفلا فقد وان
كنت عالما فلا تعترض فان العلم يمنعك وليس لك الاختيار فانه لا يختير
الا الله وليس لك ان تسأل بان الذي في الارض غير الذي في السماء لقوله عليه
السلام رأيت موسى واطلق وكذلك سائر من رآه من الانبياء هناك والمسقى موسى
ان لم يكن عينه فالجبا عنه كذب التمسوى هذا والمعارض يقول لا أتيتك الباردة
في النور ومعلوم ان المرأى كان في منزله على حالة غير حالة التي رآه عليها ولكن
في موطن اخر ولا يقول له رأيت غيرك ثم ان المعارض ينكر على الاولياء مثل
هذا في تصوراتهم وقد كان قضيب البان يتصور فيما شاء من الصور في اماكن مختلفة
متعددة فكل صورة تخوط فيها اجاب ان الله على كل شيء قدير وقال
قبيل ذلك في هذا البحث في اثناء حديث المعراج فاذا ادم عليه السلام وعن
جنبه اشخاص بين السعداء عمرة الجنة من يساره نبي يمينه الاشقياء عمرة النار وقارى
رسول الله صلى الله عليه وسلم صوت تهنك في اشخاص السعداء تشكر الله تعالى وهم عند
ذلك كيف يكون الانسان في مكانين بعينه لا خير فكان له الصلوة المرأية وبصور
المرأيات في المرأة والمرأى انتهى ووريج المودى واللواتيق والجهنم ورواه ان الشيخ بهليل
خلدهم الشيخ محمد الحضرمي خطيب الجمعة سنة فاشق على الله بما هو الله ثم ذكر كلاما
ظاهره كفر فصاح الناس بكفر كفر فنزل عن المنبر فاشهر السيف فهدوا كلهم من
الجامع وجلس بجانب المنبر الى العصر والناس ينظرون ويحياؤا الخبر من حشر بلاد انهم
صلوا خلف الجمعة في ذلك انهار وخطب بهم في عشرة بلاد انتهى بنور همون كتاب كورست
كحكى عن قضيب البان بالشام ان شخصا من القضاة كان ينكر عليه في ترك الصلوة والتلطف
بالبول في شهر العين فذاع الخبر يوما الى مكانه وتطول في صوة تجدى ثم فلاح ثم
قاص ثم نوره عجل ثم سبغ ثم في صوته المعتاد ثم قال له تخكم يا قاضي على عصوره
تخكم من هو لا تبرك الصلوة فتاى القاضى وادصى ان يدفن تحت بجلى الشيخ انتهى

وعلامه على القاري وشرح مشکوٰة تحت حديث انما نسمة المؤمن طير تعلق في شجر الجنة
 او روره ان التخييق والاخصار لا ينصون في الروح وانما يكون ذلك في الجسد
 والروح اذا كانت لطيفة يتبعها الجسد في اللطافة فتغير بجسدها حيث شاءت
 وتمتع بما شاءت وتاوى الى ما شاء الله كما روى لنا صلوات الله عليه وسلم في المعراج
 ولا تباعد من الاولياء حيث طويت لهم الارض حصل لهم ابدان بكتيبة متعددة
 وجدوا في ماكن مختلفة في ان واحد والله على كل شئ قدير وهذا في هذا
 العالم المبنى على الامور العادى غالباً كيف امر الروح واحوال الاخرى كلها مثبتة على
 خواص العادى واما تركيب للارواح ابدان لطيفة عادية يربى لاجل اجسادهم الكثيفة
 مدة البرزخ وسيلة لتمتع الارواح بالذات المحسنة من الاكل والشرب وغيرهما
 ليقوم التنعم على الوجوه الاكل على طبق الحال الاول ليس المراد ان ارواح المؤمنين
 في اجواف طير اجاه با وراح اخر حتى يلزم منه محذور عقلي هو كون الروح حية
 في جسد واحد قال ابن حبان في التنوير قال قوم من المتكلمين هذا رواية
 منكورة وقالوا لا يكون روحان في جسد واحد ان ذلك محال وقولهم جهنم بالحقائق
 واعتراض على السنة الثابتة فان معنى الكلام بين فان روح الشهيد لذي كان
 في جوف حبة في الدنيا يجعل في جوف حبة اخر كانه صوة طائر فيكون في هذا الجسد
 الاخر كما كان في الاول ذلك مدة البرزخ الى ان يعيد الله يوم القيمة كما خلقه
 انما الذي في العقل قيام حياتين بجوهروا احد فيحيى الجوهر بهما جميعاً واما
 روحان في جسد واحد فليس بمحال ذلك المبتدأ اخل الاجسام فهذا الجنين في بطن
 امه روح عن روحها وقد اشتمل عليها جسد واحد هذان او قيل لهما ان
 الطائر له روح غير روح الشهيد هما في جسد واحد فكيف وانما قيل في اجواف
 طير حقراى في صوة طير غير كما يقول رأيت ملاكاً في صوة انسان وهذا
 في غاية البيان والله المستعان انتهى وانما يمولوى اسحق صنادير ما تيسر
 كما عدن ارواح ودين شهباز اطاوئث صيغ من نوع متصل لاسنا وثابت نكتة انتهى

میگویم که متصل الاستاد عند البعض نشدن و تضعیف نشان این ابویان را مضمونیت تدبیرا که
 بسبب تکلم بعضی در احادیث گذشته نشود و الا احادیث صحیحین هم تنزیه که خواهند شد اگر
 نفس تکلم بعضی و تضعیف بعضی را اعتبار داده شود شیخ عبد الوهاب شمرانی در میزان کبری آورده
 که ما من راو من رواة المحدثین و المجتهدین کلام لاوه و یقبل الحجر کما یقبل
 التعديل لو اضيف لبراعة الصحابة و کذا التابعون عند بعضهم لعد العصة او ^{لحفظ}
 فی بعضهم ولكن لما كان العلماء رضی الله عنهم امناء على الشرع غیر قد موافقون و هم
 التعديل على الحجر و قالوا الاصل العدالة و الحجر طاری لئلا یذهب غالب احادیث
 الشریعة کما قالوا ایضاً ان احسان الظن بجمیع الرواة المستورین و لی کما قالوا
 ان مجرأ الکلام فی شخص لا یسقط مرویه فلا بد من الفحص عن حاله و قد اخرج
 الشیخان لخلق کثیر من تکلم الناس فیهم ایشارا لا ثبات الادلة الشریعیة علی نفيها
 لیجوز الناس و فضل العمل بها فكان فی ذلك فضل کثیر لامة افضل من تجریمهم
 قال الحافظ المنزی و الحافظ الزلیعی رحمهما الله تعالی و من اخرج لها الشیخان
 مع کلام التام فیهم بحضر بن سالیمان الضبعی و الحارث بن عبید بن یمن بن ثابیل
 الحبشی مغلدا نقسوا طنی و سوید بن سعید الحدادی و یونس بن ابی اسحاق
 السدیعی ابی اوسین فقد بان لك انه ليس لنا ترك حديث كل من تكلم الناس فيه
 بحسن الكلام فربما يكون قد توبع عليه ظهرت شواهدا وكان له اصل وانما
 لنا ترك ما اشرد به و خالف فيه الثقات ولم يظهر فيه شواهدا ولو اتنا فتحنا
 باب ترك الحديث لكل من تكلم بعض الناس فيه بحسن الكلام لذهب معظم احكام
 الشریعة کما مر انتهى و مثله فی المیزان الحفوتی پس چونکه محدث و بلوی شیخ عبد الحق رحمة
 الله علیه و آله اشعة اللغات و جامع البرکات تجمین احادیث آمدن بر در خانه های خود
 برای انتظار می عانصریح نموده و شواهد و فتایعات آنها احادیث صحیح فرموده هم یافته شدند
 که در احادیث مؤیدین شرح باشند هر جا که خواهند سیر کنند منور بعد من دفع یقینی نشان بغیرت اضری
 یا بل اعتقاد نشان نمیرسد چو احادیث در امثال این چنین امور اگر چه موقوفه بر ظاهر بودند یا اعتبار

این حدیث در وقت صیحة ترک کرده نشود

وهو من اقسام الطعن في الحد انتهى ودرجوا به الاصول اوروه كه الغريب هو
 الذن القرويه العدل الضابط من يجمع حديثه كما اذا انفرد عن الزهره
 رجل من يجمع حد و يقبل انتهى مگر چونکه شیخ الهند رحمه الله علیه غیره تخمین این
 احادیث حکم کرده و مولوی محمد اسحاق رحمه الله علیه بغربت شان بها بیان وجه غربت
 پس اجتماع حسن غربت متعذرست خصوصاً در آن حسن که بسبب کثرت طرق آنرا حسن
 گفته باشند قال الشيخ رحمه الله علیه في مقدمه للشكوة واما اجتماع الغرابة و الحسن
 فيستشكلون بان الترمذي اعتبر الحسن تعدد الطرق فكيف يكون غريباً انتهى و آنچه بعض
 عوام میگویند که اگر این احادیث بصحت هم رسد تا نیز مفید ظن اند نه یقین آن در باب
 اعتقادات مفید مدعا نمیکرد و اقول لا محاله اخباراً حاد و مطلقاً مفید یقین نمیکردند مگر
 این مضرتست چه در هر امر اعتقادی لازم نیست که ثبوتش بدین یقینی بود نظیر شش اختلاف
 علماست و اعتقاد زیاده ایمان و نقص او و گفتن انما مومن انشا الله تعالی و عدم آن
 و ثبوت لقمان و دو تقرین و خضر و تبع و آسیه مریم و غیره از المسائل الاعتقادیة
 التي اثبتها العلماء بالاخبار الاحاد و الدلائل المظنية اگر اعتقادی بغیر از ویلی قطع
 ثبوت نیافتی تا چر علماء مقربین متینین این اعتقادات برای اثبات دعای خود و دلائل
 طبیعیه قایم کردند و با آنها اثبات دعای خود میکردند ان البته هر اعتقادی که از ضروریات
 باشد برای ثباتش ویلی قطع ثبوت مطلوبست چنانچه علامه حواجی در حواشی بر تفسیر
 قوله تعالی من الارض مثلهن فرموده قولہ فی الحد اشارتہ ان الارض کالسماء علیہم
 طبقات متفاصلة و هو المعروف بالاحادیث الصحيحة و قيل هي الاقاليم
 السبع و ليست هذه المسئلة من ضروریات الدین حتی یکفر من انکوفها او
 تردد فیها انتهى و اهل کشف نیز رفتن از اح اهل ایمان بهر جا که خواهند و فادو افاضه ساستند
 مقررند شیخ عمید الوهاب شعرانی رحمه الله علیه میسران کبری آورده که وقد ذکرنا فی
 کتاب الاجویة عن ائمة الفقهاء و الصوفیة ان ائمة الفقهاء و الصوفیة کلام
 یشفعون فی مقلدیهم ویلاخطون احدہم عند طواع روحه و عند سوال منکر

علاوة و ان یکون
 ابن حجر الطحطاوی
 نیست که اخبار حاد
 نیست یقین
 بلکه بسبب اخبار حاد
 نیست یقین از بسبب
 حلق مثل اکثر ائمة
 و غیره
 طریقیه مقصد
 و در وقت شش
 و سوال فی ثبوت
 یکبند

ونكبره وعند النشرو الحشرو وعند الحشا والميزان والصراط ولا يغفلون عنهم
 في موقف من المواقف ولما مات شيخنا شيخ الاسلام الشيخ ناصر الدين اللقاني
 رآه بعض الصالحين في المنام فقال له ما فعل الله بك فقال يا احبتي لملكك
 في القبر ليا لاني اتاهم الامام مالك فقال مثل هذا يختلج الى سوال في ايمانه
 بالله ورسوله تنجيا عنه فتنجيا عنى هم واذا كان مشائخ الصوفية يخطون بتابعهم
 ومريدهم في جميع الاهوال والشدائد في الدنيا والاخرة فكيف يات المذاهب
 الذين هم اوتاد الارض واران الدين وامناء الشارع على امر رضى الله عنهم
 اجعين فطبا نفسا يا اخي وقرعينا بتقليد كل اكاثت منهم تهى ونير شاه ولي الله
 محبت وبلوى ورحمة الله البالغة فرموده كه قادات الانسان انقطعت علائقه
 ورجع الى مراجع الاصل فيلحق بالملكه وحصار منهم والهم كالهامهم ويسع فيما
 يسعون وربما اشتغل هؤلاء باعلاء كلمته الله ونصر حزب الله وربما كان لهم
 له خير باين ادم وربما اشتهى بعضهم الى صورة جسديته اشتياقا شديدا
 ناشيا من صل الجبله ففرع ذلك بابا من المثال واختلطت برقوة منه بالنسمة
 الهوائية وصار كالجسد النوراني وربما اشتاق بعضهم الى مطعوه ونحوه فامد فيما
 اشتهى قضاء لشوقها انتهى ونير وان كتاب واذا مات الانسان كان للنسمة
 نشأة اخرى فينشى فيض الروح الكهى فيها قوة فيما بقى من الحسن المشترك تكفى كفاية
 التمع والبصر والكلام بمدد من عالم مثال انتهى **مسئله** بايت
 كاطعام طعام ونخيرات ميت از عائد خيرات مفيد برامى ميت بشرطيكه لوجالتد باشر
 چنانچه در روز نشيخ صاحب حق در مال مصروف هم نبود وغائب هم نبود وان بطريق دعوت
 بعد از مرگ تامله وز هم نبود و مال برودى هم از كسى نياورده باشند بسبب ترك ناموس و بد
 كوى خلق و بياكارى هم نباشد تا حسن شيا برامى ميت است انشاء الله تعالى و في العالم الكبير
 وان اتخذ طعاما للفقراء كان حسنا اذا كانت الورثة بالغين فان كانت في الورثة صغير
 المر اتخذ ذلك من التركة كذا في لتا ترخا نيتا انتهى استحسان الخائنة وان اتخذ

مسئله چنانچه بايت ان طعام طعام و هم و نير و نير بايت ابو ابراهيم

ولی لمیت طعام الفقراء كان حنا الا ان يكون في لوزته صغيرا فلا يتخذ ذلك
 من الزكوة انتهى و زراد الاخرت است از مرأة الاخرت که اجابت طعام که برای میت پخته
 باشد مکروه است این انگاه است که از مال تزک میت کرده باشند زیرا که تزک حق و ارثان
 است و اگر ارثان نباشد حق بیت المال است اما اگر کسی از مال خود برای میت طعام
 میکند و خلق را بخوراند بی شبهه حلال است زیرا که پیغمبر صلی الله علیه وسلم روح حمزه رضی الله
 عنه طعام شام و سوم روز و دهم روز و چهارم روز و ششم شامی سالیانه داده است و بعضی
 صحابه رضی الله تعالی عنهم نیز چنین کرده اند هر که این را منکر باشد پس او فعل رسول صحابه را
 منکر شده باشد آهی و در ریاض المتاصحین آورده است که طعامی که از برای میت برسم و
 ناموس یا که اگر چنین نکم فرمان گویند که او از مرده خود حساب ندانست بران دعوت طعام
 خوردن مکروه است و طعامیکه خویشان اهل میت را فرستند آن طعام بغیر از اهل میت
 دیگران را خوردن مکروه است مگر کسی که برای تغزیت از دور آمده است که باز بخانه نزدیک
 را که جنازه را دور برسد جائز است که بخورد و در خلاصه الفقه آورده است که گفت پیغمبر علیه
 الصلوة والسلام که خدا تعالی از او بیزارست و من نیز بیزارم که طعام بخورد پیش از گذشتن سه روز
 در خانه مصیبت مگر فقیران را و فقیه صغیر غایب و رفته نباشند کذا فی مسائل للشیخ
 الاسلام دهلوی شرح صحیح بخاری یعنی خیرات برای فقرا پخته باشند دعوت که دعوت بعد
 از سه روز از خانه اهل میت خوردن جائز است نه قبل از آنکه یا هم تغزیت اند و الدعوة انما
 شرعت فی السور لانی الشور علامه طحاوی در حاشیه مرآة القلاح آورده که قال فی البرذویة
 یکون اتخاذ الطعام فی لیوم الاول والثالث و بعدا لا یسبوع و نقل الطعام الی المقابن
 فی المواسم و اتخاذ الدعوة بقراءة القرآن و جمع الصلحاء و القراء للتحکم و لقراءة سورة
 الانعام و الاخلاص هم قال البرهان الحلی لا یجوز اعین نظر الانه لا دلیل علی الکراهة
 الاخذ جریب و هو ما رواه الامام احمد ابن ماجه باسناد صحیح عن جریر بن عبد الله
 کنا بعد الاجام الی اهل البیت صنعهم الطعام من البيا حترهم و هو فعل الجاهلین و انما
 یدل علی کراهیة ذلك عندنا لفظ علی انه قد عارضه ما رواه الامام احمد ایضا

بسند صحیح و ابوداؤد عن عاصم بن کلیب عن ابیر عن رجل من الانصار قال خرجنا
 مع رسول الله صلى الله عليه وسلم في جنازة فلما رجع استقباله على امراته فجا
 وجى بالطعام فوضع يده ووضع القوم فاكلوا ورسول الله صلى الله عليه وسلم يوك
 اللقمة في فيه لحدنا فهذا يدل على يا جنه صنع اهل الميت الطعام والدعوة اليه
 بل ذكر في البرازية الضامن الكتاب الاستحسان وان اتخذ في الميت طعاما
 للفقراء كان حسنا وفي استحسان الخائفة وان اتخذ في الميت طعاما للفقراء
 كان حسنا الا ان يكون في الرزقة صغير فلا يتخذ ذلك من التركة انتهى
 يعني بطريقه خيرات جائزست نه بطريقه دعوت وغيره وقرض گرفته مخصوصا مودى خيرات
 کردن هیچ فائده ندارد وحدث گجراتی یعنی در مجمع البحار ودر تحقیق لفظ ظهر نوشته که الصدقة
 ما كان عن ظهر غنى وبعده از دو وسط می آید و لا صدقة كاملة الا عن ظهر غنى و
 هو ثعلبى الشئ المتصدق به غير مقبول ان قضاء الدين اجب انتهى وخواه خواه
 اهل عيال ميت را نکال و محتاج کرده هلاک ساختن و شياء ایشان فروخته یا قرض گرفت
 ایشان را خوار کردن نام خيرات کرده نان خوردن برای مژه شومی ندارد و فقهاء در باب صرف
 الزکوة مینویسند لا تقبل صدقة الرجل واهل قرابته فحاشا وبع حتى يبد آ بهم
 فيد حاجتهم انتهى و این خيرات نيست که پس ماندهگان را قرض از محتاج خوار کرده خواه مخواه
 برای نهم و ناموس و بجز بگراه نان خوردند بلکه اگر بعد از مرگ پس ماندهگان را آسوه مرتفع الحال گذارند
 بمير بسيار خوبتر خيراتى است چنانچه در حديث متفق عليه آمده که سعد بن ابى وقاص از
 حضرت صلى الله عليه وسلم اجازت بخيرات دادن همه مال خود خواسته بود حضور قدسى او را
 اجازت نداد و فرمودند که انك ان تذر ورثتك اغنياء خير من ان تذرهم
 هم عالة يتكفون الناس انك لن تنفق نفقة تبتغي بها وجه الله الا اخرجت المقتمة
 ترفعها الى فيد مراتك متفق پس صدقه و خيرات کردن براعتي است که اموال کثيره دارند
 و بعد از خيرات اولادشان محتاج نميگرددند که هر کس خواه مخواه قرض گرفته خيرات کند
 خيرات بي مائة تلاوت قرآن و خواندن درود شريف و کلمه طيبة الا الله محمد رسول الله

ج
 نا

و کلمه تجید تسبیح فاطمه رضی اللہ عنہا و غیره از کلمات ادعیه است که اینها را خوانده برای میت ثواب
 اینها بیشتر از زیاد خوانده است تا کلمه طیبه یا الحمد شریف یا قل هو اللہ شریف چند
 هزار بار خوانده ثوابش بحسب نیت بیشتر بلکه همه اهل خانه را مناسبت در اوقات فرصت بعد
 از صلوٰۃ هر قدر که میسر آید از کار و ادعیه خوانده بمرادگان خود غیره مسلمین و مسلمات بیشتر
 که دعای برای مرده بسیار فضیلت است که بچاره درین حالت مثل غریق در قلع و برقیاری
 و فریاد و زاری به طرف دست میزنند تا کسی دستش بگیرد چنانچه در حدیث بی همتی وارد
 است ما للیت فی القبر الا کالغریق المنغوث ینظر دعوة تلحقه من اب و اخ
 او صدق فاذا التحقت کان لحد الیمن الدنیا و ما فیها انتهای اهل سنت جماعت مؤمنان صلوات
 بر پاید که از صحبت و روش فرقه شاذه محدثه و با بیهوشی اختیار کنند که از با قائل و شیطان
 مار میکنند که ایشان دشمن اهل اسلام زندگان و مردگان اند و قتی که مسلمانی می میرد و هنوز
 عمل نیک چاره دفع عذاب خود کردن هم نمیتواند و لاچار میشود اهل انبیره مثل شیطان
 دشمن انسان این وقت را وقت قابود است از ربانی و از دعای خیرات در اوقات متبرکه که
 مثل شب جمعه عیدین و چهل و سالیانه و شب برات غیر اوقات معینه برای منح میکنند و
 میگویند که درین اوقات دعا و خیرات یا این مهیت مخصوصه بدعت محرکه است و عرض ایشان
 ازین منع دشمنی بحسب است که هر گاه او از عمل خود هم علاج دفع عذاب از خود کردن هنوز
 نمی تواند و پس ماترگان او را نیز از دعا منع کنیم تا همیشه در عذاب و دوا و پلا معذب ماند و بعد از
 او اهل این فرقه مثل شیطان بعد از مصیبت اهل اسلام خوش میگردند و در بنجایک حکایتی
 برای هدایت قلوب قاسم از امام الهدی نظر بن محمد فقیه ابواللیث که چهار واسطه
 شناگرد امام یوسف میگردد آورده میشود ایشان در کتاب تنبیه و نجات فضل جمعی آرند
 که من از والد خود شنیده ام که ایشان میفرمودند که مرا از صلح مری رحمة اللہ علیہ سبیده
 است که ایشان در یک شب جمعه در جامع مسجد آمدند که نماز فجر آنجا خوانند چونکه در راه بریکه
 مقبره گذشتند در دل خود گفتند که هنوز وقت تابرا آمدن صبح صاف بسیار است باید که قدر
 اینجا در مقبره بنشینم متصل مقبره نماز نفل در رکعت خوانده بیک قبر بکبیده نشستم تا که

حکایت عجیبی از فقیه ابواللیث

تا که خواب برایشان غالب آمد و خوابی می بینید که همه اهل قبور از قبرهای بزرگ حلقه حلقه
 شده نشسته و سخنهای مجلسه میکردند و یک جوان مخموم حیران برایشان بجاها گهنگه خیره دار
 نشسته هم دیدند درین اثنا ایسایا جوانهای رنگارنگ بسروپوشها آمدند پوشیدند آمدند هر یک
 از آن اهل قبور یک یک جوان خود گرفت و درون قبر خود تا زمان وفات بر رفت آخر
 آن جوان بجا و بپهله لاجار بطرف راه حیرات انتظار ایستادند نیت مخموم بطرف
 قبر خود گردید و قیامت نزدیک قبر خود شد و اهل شدن خواست صالح مری گوید که من را پسیدم
 که ای بنده خدا تو چرا چنین مخموم برایشان خراب حال هستی گفت تو ندیده که چه قدر خوابها
 آمده بود من گفتم بپهله رنگارنگ خوابها آمده بودند آن جوان گفت که این خیر آنها و صدقاتها
 و ادعیه بودند که برای ایشان مجربان اقربای شان فرستاده بودند هر چه پوشان عا و خیرات برای
 ایشان میکنند ایشان در شب جمعه میرسد من باشتم ملک سند بودم همراه والده خود برای
 حج آمده بودم چونکه در بصره رسیدم من بیمار شدم بمردم ما دم بعد از من شخصی عقد نکاح
 کرده در عیش و خوشی و آرامی دنیا مشغول شد و مرا فراموش کردم مرا گاهی زبان نمی آرد
 و نه دعای برای من میکنند من مخموم درین خواری بنامم تا چه کنم دعا کنند کسی ندارد صالح
 مری رحمة الله علیه میگوید که من از و پریدم خانه ما در نور بصره در کدام محله میباشد و نامش
 چیست آن جوان نشان داد چونکه از خواب بیدار شدم و ازین اقع غریبه حیران برای
 جوان مخموم گردیدم بعد از ادای نماز صبح در طلب ریش در محله نشان دادم بردش استاده
 آواز دادم از اندرون خانه آوازی شنیدم که میگفت تو کیستی جواب دادم که من صالح مری
 هستم گفت اندرون بیامین اندرون خانه رفتم اول گفتم که بهتر است که بان چه سخن من شنوی
 که دیگر کسی نشنود آنگاه فریاد و استادم که ما بین یک پرده کرباسی مانده بود من گفتم که خدا بیعالم
 بر تو رحمت کن و ترا پسری هست باز گفت که من گفتم گاهی شنیدم و یا نه آن زن آه سرد
 بر آورد و افسوس تا سفت طویل کرده گفت که یک پسری لبند میداشتم و از وطن خود سنده
 همراه خود آورده بودم خوش صوت و بیکیو تقاعده ترین جوانان بود و در نیایم تا من قضای آن
 جوان واقعه مفسر بیان کردم و قیامت من قصه بچین و بسکی جوان شروع کردم آب

5A

از چشم مادرش مثل چشمه آب جوش زده جاری گردید و گفت که ای صالح مری آن سپهر دل بند و
 جگر پیوند میبوی پس آن زن مرا بر دردم داد و گفت که برای تو چشم و قلعه کبیرم هر نوع که خیر است
 و تصدقات برای او بهتر دانی بکن من نیز پس ازین روز او را از دوائی خیر صدقات
 و خیرات فراموش نخواهم کرد تا دم مرگ صالح مری میگویند که من آن درم را و
 انواع خیرات در سه روز صرف کردم و در شب جمعه آینده در آن مقبره رفتم بود و در کعبه
 نفل ادا کرده متصل یک قبر استجا کرده نشستم و سه نشیب کرده در خواندن در خود مشغول
 گردیدم تا آنکه خوابی بر من غالب آمد پس بجان حال دروش سابق آمدگان از قبورشان بیرون
 آمدیم و آنجوان خوش فرحان سفید لباس نهایت خندان فرحان از قبر او آمدیم و
 نزد من آمده گفت ای صالح مری اللہ تعالی اصل سانه بر تو رحمت کند و سحی جمیل ترا قبول فرماید
 که هدیه فرستاده تو و ما در من بمن مشب جمعه قبل از در رسید است که آن من هم مثل دیگران
 صاحب توتنه گردیدم و عند اللہ جاہی عزتی یافتیم من گفتم که شما جمعه شب جمعه می شناسید
 گفت که جمعه روز افضل الایام صاحب انوار ساطع ظلم من الشمس است ما هر دو نجار و زنیار
 هم مینماییم و قبل از آمدن شب جمعه میگویم که سلام بر یوم صحیح یوم الجمعة و بعد از رفتن او نیز و
 درین روز و شب میان ما عید قائم میگردد و برای زیارت و ملاقات یکدیگر میریم اجازت
 سیر هر جا که میخواهیم میمانیم و این حکایت از امام الهدای می منقیان شنیدی است بر سر این است
 که شنیدنش فلوقیاسیه هم نرهم خواهند گردید که وان من الجحاة لما تفتقر منه لانه و شاه
 عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ تفسیر الفرم ادا التلق برای تاکید این امداد و کوشش صدقات خیرات نموده
 اند که اول حالتی که بجز جدا شدن روح از بدن خواهد شد فی الجمله از حیث سابقه و لغت متعلق
 بدین دیگر معرفان از انبیا حدیث باقی است و آنوقت گویا بر رخ است که چیزی از آن طرف
 و چیزی ازین طرف میزند گان میزدگان درین حالت از دور میسر و در گان منظر لحوق مدد
 ازین طرف می باشد صدقات ادعیه فاتحه درین وقت بسیار گواهی آید و ازین است
 که طوائف بنی آدم تا یکسال و علی الخصوص تا یک چمد بعد موت درین نوع امداد و کوشش
 تمام می نمایند مولوی اسمعیل در صراط مستقیم از سید احمد صاحب در فضل از باب دوم

آورده که پس هر عبادتی که از مسلمان ادا شود ثواب آن بروح کسی از گذشتگان برسانند
 بطریق رسانیدن آن عامی بجناب الهی است که ثواب این عبادت بآن رساند پس این حج و
 ایستادن بهتر و مستحسن است و اگر آن کس که ثواب بر او شایسته است از این محقق است مثل پیر و راه
 و استاد و مرشد و غیر هم پس بمقدار حق وی خوبی رسانیدن این ثوابی داده تر خواهد شد
 پس در خوبی این قدر امر از امور سوره فاتحه یا معنی اعراض نذر و نیاز اموات و شک شب
 نیست انتهى و اگر در توان نیمی برای مرده و دیگر صفات بعضی حرم را بر یا معنی نذر می هم دست هد
 تا هم از فائده که دعا خواندن برای میت است خالی نباشد فقیه ابو الیث رحمة الله علیه تمیز
 می خواند که لا یتزک العسل لاجل الربیاء یقال فی مثل ان الدنیل یخرب من ذنات اللوات
 کانهم کانا یعملون اعمال الیوم مثل الرباطات و الفناطیر المساجد فکان للناس فیہ
 منفعة وان کانت للربیاء فریما یفعله دعاً احد من المسلمین المنتقمین بها انتهى
 و آنچه عبارت فتاوی براریه گذشته که و بیکه اتخاذ الطعام فی ایوم الاقل و
 الثالث و بعد الا سیوم و نقل الطعام الی القبر فی المرمم و اتخاذ الدعوة لقراءت
 انقران و جمع الصلحاء و الفقراء للختیم و لقراءة سوة الانعام و الا خلاص انتهى
 طعام را که برای ایصال ثواب میت کرده باشند بگروه نمیسازد بلکه این عبارت در حق آن
 طعام است که بطریق دعوت تیار کرده باشند که آن بگروه است چنانچه عبارت فتاوی مذکور
 که بعد از عبارت مسطور است برین امر مشاهد عدل است حیث قال الحاصل ان اتخاذ الطعام
 عند قراة القران لاجل الاکل بیکه وان اتخذ طعاما للفقراء کان حسناً انتهى
 و عبارت فتاوی خانیه نیز مصرح باین است حیث قال بیکه اتخاذ الضیافة فی ایام
 المصیبة لانتها ایام تاسف فلا یلیق بها ما یتوکلون للشر وان اتخذ طعاماً
 للفقراء کان حسناً اذا کانوا بالغین وان کان فی الودیة صغیراً یجوز و اذک
 من التركة انتهى و در فتاوی طهیریه آورده که لا یباح اتخاذ الضیافة عندنا
 ثلثة ایام و هو ایام المصیبة لان اتخاذ الضیافة للشر انتهى و در فتاوی هندیه
 است و لا یباح اتخاذ الضیافة ثلثة ایام فی ایام المصیبة و اذا اتخذ لیس الاکل

كذا في خزائن المفتين وان اتخذ طعاماً للفقراء كان حسناً اذا كانت الورقة
بالعين فان كان في لورته تصغير لم يتخذ واذلك من التركة كذا في المناظر الخانية
انتهى في الفخر القدير ويكوه اتخاذ الضيافة من اهل الميت لانه مشرف عن
الشر لا في الخون قالوا هي بدفت مستقبحة لما روى الامام محمد بن صالح
باسناد صحيح عن حوير بن عبد الله قال كنا نعد الاجماع الى الميت وصنعهم طعام
من النياحة انتهى قال الشيخ ابو الحسن السند رح في اليد المتبرع من مباحث
فخر القدير قوله اتخاذ الضيافة اي اتخاذ الطعام على وجه الضيافة فتلا قريباً الاحياء
من بعد حضورهم على وجه الاجتماع على الطعام الا في الضيافات العرس لا على
وجه القرية للصالحين والى الحاجة فلا يرد ما روى ان اهل بيت النبي صلى الله عليه
وسلم صنع طعام للنبي صلى الله عليه وسلم وصحابه يوم مات اميت عنهم ان القرية
منذ بة دامت فكيف يكون في بعض الايام سيما ايام تنكر الموت وهما يدعوه الى
القرية في الفرق بين الطعامين جلي معلق مع قطع النظر عن النية قوله لانه
شرف الخاي لانه خارج عن مقتضى الحال فانفاق للمال فيه تضييع واسراف
في غير موضعه قوله الاجتماع الى اهل الميت اي طوته كالدعوة اهل الميت اياهم
المتبرك بهم والتقرب باطعامهم وصنعهم الطعام الى اجتماعهم طوته والله تعالى
اعلم والظاهرات من الطعام ما هو مشرف يوم الموت ايضا كالطعام للتقرب منه
ما هو مكروه كالطعام للضيافة او لتقوية النواجر مثلاً والله تعالى اعلم انتهى وشرح
برخ آوروه كدل الحديث على انه يكون لاهل المصائب اتخاذ الطعام على سبيل
الضيافة ونيز واروست كوتبين انه لا يكون لاهل المصيبة اتخاذ الطعام للفقراء
ولا يكون لهم الاكل وذلك انتهى ازين عبارات علماء محققين هو يدست كاتخاذ طعام
ورايم صيت اكر بسبيل ضيافة باشد نا اتخاذ او مكروه خودن اولاً باسبب است و اگر اتخاذ
دين ايام ابرى اجمال ثواب باشد متشبه مستنون او صحابه تابعين رضوان الله
تعالى عليهم بن مستحب يريد نهند بلكه وقت نزع روح نرويت جمع شده ورايم بگفتند

کہ از مال خود وصیت کن کہ برائے تو صدقہ داوہ شود چنانچہ در نسائی وغیر روایت
 کردہ اند کہ اخیرنا الحارث بن مسکین قراة علیہ انا سمع عن ابن القاسم
 عن مالک عن سعید بن عمرو بن شرحبیل بن سعید بن سعد بن حباة
 عن ابيه عن جده قال خرج سعد بن حباة مع النبي صلى الله عليه وسلم في بعض
 معازيه و حضرت امه الوفات یا المدینة فقيل لها اوصي يا سعد فقالت فيم اوصي
 المال مال سعد فتوفيت قبل ان يقدم سعد فلما قدم سعد ذكر ذلك له فقال
 يا رسول الله هل يفهم ان تصدق عنها فقال النبي صلى الله عليه وسلم نعم فقال سعد
 حائط كذا وكذا صدقة عنها الحائط سماه لواء النساء وغيره من اصحاب
 الصحاح و حافظ ابن حجر عسقلاني رحمه الله عليه مطالب حاليه ايت کرده کہ قال
 احمد في الزهد حدثنا هاشم بن القاسم ثنا الاشعري عن سيفان قال قال طائوس
 ان ملوتى تقبى في قلوبهم سبعة فكانوا يتبعون ان يطعم عنهم تلك الايام انتهى
 و ابو نعیم و حلیہ نیز این ایت نموده و ائمہ حدیث تصحیح او کرده اند و نیز تصحیح نموده
 اند کہ مراد از فاعل كانوا صحابہ رضوان الله تعالى عليهم اجمعین اند و حافظ ابن حجر
 ہاشمی در مجمع الزوائد آورده کہ عن مريم بنت قردة ان عمرات بن حصين رضي الله عنه
 لما حضرته الوفاة قال اذا نامت فشد اعلی بطنه عمامة فاذا رجعت فانجد و
 اطعموا الولا الطیرانی فی الکبیر و آنچه ضیافت مکروه گفتند علت کراہت تخصیص
 روز نیت بلکه ضیافت بعد از ایام وفات منع است چنانچہ عبارات مذکور برین شاہد اند
 حال آنکہ ضیافت را نیز بقول مفتی بہ بعد از دفن جائز فرمودہ اند چنانچہ علامہ زاہدی
 و حاکمی بعلامت شرط یعنی شرح طیومی آورده کہ ویکہ الولیمة علی المیت قبل ان
 یجسل اجماعاً و عن محمد بن یحیی بعد الدفن و قال مالک یکره قبل ثلاث ایام
 و القنوی علی قول محمد بن نسی عیارات کتب فقہا قبل ازین کوشندند و ال اندرینکہ
 تا روز ضیافت منع است کہ ایام مصیبت انداز انہا مفہوم میشود کہ بعد از سہ روز
 مکروه نیت لان مفہیم الکتب حجتہ بکدر شرح بر رخ بعد کراہت ضیافت بعد از سہ روز

تضح نموده قال بكرة لاهله اتخاذا قرباء والاغنياء الى ثلثة ايام ويكفهم
اكله اما بعد ثلثة ايام فلا يكره اتخاذا طعام من مات له ميت لا رواه على
سبيل الضيافة ولا يكره اكل منه لا للغنى ولا للفقير يدعى اليه ويرسل اليه انتهى
ومثله في اللامى الفاخرة وانچه صاحب قبا ومى بزاريه بعد از مهفت وزير ضيافت كروه نشسته
صاحب غنيته المستلى قول او رار و نموه حيث قال لا يخطوعن نظر لانه لا دليل على الكراهة قد
الاحديث جرير بن عبد الله المتقدم وهو ما يدل على كراهة ذلك عند الموت
فقط على انه قد عارضه ما رواه الامام احمد بن محمد بن حنبل والوداع عن عامر بن
كليب عن ابيه عن رجل من الانصاري قال خرجنا مع رسول الله عليه السلام فحان ان نرايت
رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو على القبر يوصي الحافر يقول اوسع من قبل
رجليه اوسع من قبل راسه فلما رجع استقبله داعي امرأة فجاء وجى بالطعام
فوضع يده ووضع القوم فاكلوا ورسول الله صلى الله عليه وسلم يلوك اللقمة في
فيه ثم قال اني اجد لحم شاة اخذت بغير اذن اهلها فارسلت امرأت تقول
يا رسول الله انى ارسلت الى اليقيم اشترى شاة فلما وجد فارسلت الى امرأة فارسلت
الى جاري فلما اشترى شاة ان يرسل الي بئمنها فلم يجد فارسلت الى امرأة فارسلت
بها الى فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اطعميه لاسمى فهذا يدل على اباحة صنع
اهل الميت الطعام الدعوة اليه انتهى پس ان كراهت كراهيت جرير بن عبد الله معلوم
بيگرويد ان را وقت موت منحصر کرده است و از حديث عامر بن كليب جواز ضيافت بعد از
دفن ثابت نموده پس هر دو حديث قول امام محمد كه مفتى است ثابت گرود پس از اين مفهوم
و هو يداگرود كه بعضى علماء مذهب كه تاسه و زيار بعد از سه روز ضيافت را كروه ميگويند
بر خلاف قول امام محمد ان قول شان مرجح غير معمول عليه است اما ان معارضه را كه
شراح مبينه باوردن حديث عامر بن كليب يا حديث عبد الله بن جرير نموده علامه
شامى و حاشيه در مختار دفع نموده حيث قال فيه نظر فانه واقع حال لا عموم لها مع احتمال
سبب خاص بخلاف حديث جرير على انه بحث فى المنقول فى مذهبننا

و منذهب غیرنا کالتشافیة و الخبایلة استدلالاً بحديث جریر المذکور علی الکرامة انقی
 ازین اصل اعترض شافع سینه مندرج میگرد و چرکه ما ذکر کرده ایم از نقل علامه بهدی که ضیفت
 نزد امام محمد بعد از دفن جائز است پس درین وقت در منقول بحیث نشده بلکه اقوال بعضی
 علماء مذہب مخالف مذہب افتادند و حدیث عام بن کلیب واقع حال و مختل بسبب خاص
 نامزد کردن بجاصل است چرکه در هر دو حدیث مخالفت نیست بلکه از هر دو حدیث بعینه
 قول امام محمد ثابت است کما بنیاه و اگر مخالفت تسلیم کرده شود و قول امام محمد حدیث عام
 بن کلیب نائز و قینکه قول امام محمد مفتی به در مذہب گردید و حدیث صحیح موید و دلیل او
 موجود است حدیث مخالف را تاویل کرده با موافقت کردن لازم است و استدلال
 نمودن شافعیه حتمیله بآن بر حنیفه حجت نمیگردد و اما صاحب قات علامه علی القاری در
 شرح مشکوٰه تحت حدیث عام بن کلیب اقوال مخالفه را بیک فرع خاص مقید کرده و خوب
 تطبیق داده و حیث قال وهذا الحدیث بظلمه یرد علی ما قرده اصحاب مذہبنا من
 ابن بکره اتخذ الطعام فی الیوم الاقل الثالث و بعد الا سبوع كما فی البرازیه و ذکر
 فی الخلاصة انه لا یباح اتخاذ الضیاق عند ثلثة ایام قال لزیلعی و لا یأس
 بالجلوس للصبیته الی ثلثة ایام من غیر ان تکاب محظوم من فرش البسط و الاطعم
 من اهل البیت قال ابن الهما بکره اتخاذ الضیاقه من اهل البیت و الکل عالموه
 بانه شر فی الشر لا فی الشر قال فی بدعت مستقیح و الامام احمد بن ماجه
 باسناد حسن عن جریر بن عبد الله قال کنا نعد الاجتماع الی اهل البیت و صنع
 الطعام من النیاخه انتم فی بنیغی ان یقید کلامهم بنوع خاص من اجتماع یرجب
 استقیاء اهل بیت البیت فیستطعمونه کرها و یجمل کون بعض البورثه تصغیراً
 و خائباً و لم یعرف رضاه اولم یکن الطعام من عند احدین من مال البیت
 قبل قسمته و نحو ذلك و علیة یجمل قول قاضیخان بکره اتخاذ الضیاقه فی ایام للصبیة
 لانها ایام تامة فلا یرقی بها ما یكون للشر وان اتخذ طعام للفقراء کان حسناً و
 اما الوصیة باخذ الطعام بعد موته لیطعم الناس ثلثة ایام فیاطل علی الاصح

او قبل یجوز ذلك من الغلث وهو لا ظهر انتهى پس مولانا علی القاری کہ بعضی اقوال
 علماء مذہب بیک نوع خاص مفید ہوئے علامہ شامی نیز در جواب شرح منیبہ بیان تفتیشی اشارہ
 فرمودہ حیث قال ولا یتم اذا کان فی الورثۃ تضغلا او غائباً انتهى ودر معراج
 الدرایہ انتخاب طعام وغیرہ را کہ در برابر یہ مکروہ گفتہ علت کراہت آن ہمہ یا و سمعہ
 را اگر دانیدہ فرمودہ و ہذا الافعال کلہا للسمعة والریاء فیتجر و عنہا لا تہم لا یبین
 بہا وجه اللہ تعالیٰ انتهى ازین معلوم شد کہ اگر بدن یا و سمعہ انتخاب در یوم اول وغیرہ کنند
 ناجائزست و ہذا فی الضیاقہ و اما لا یصل للثواب فهو سنة قبل مضی اللیلۃ الاصلی
 الی سبعة ایام کما قدمنا عن الطحطاوی معزیا الی الشرع نتیجت قال فی شریعتہ الاسلام والسنۃ
 ان یتصدق ولی المیت لہ قبل مضی اللیلۃ الاولی بشئ مما یتیسر لہ فان لم یجد شیئاً
 فلیصل رکعتین یمسک ثوابہما للمیت قال ویستحب ان یتصدق عن المیت بعد
 الدفن الی سبعة ایام کل یوم بشئ مما یتیسر انتهى و در فتاویٰ برہنہ آورده کہ در کثر
 گفتہ کہ مستحب تصدق ہر ہفت روزہ اگر نماز یا روزہ یا عتاق یا عبادتی دیگر کنند ثواب
 او بہیت رسد رواست و میرسد و در مطالعہ گفتہ سنت مست کہ قبل از مضی شب اول
 تصدق کند و اگر نتواند دو رکعت نماز گذارد و بعد از فاتحہ در ہر رکعت آیہ کرسی بگوید و سواہ
 نکات و ہازدہ بار بخواند و بعد از فراغ بگوید اے ای ابن نماز گذار دم تو اب این را بگو فلان
 میت برسان انتهى او این را صلوة ہول نیز گویند کہ بخواند این میت از ہول قبر و
 فرج او نجات بیابد و در فتاویٰ غرائب آورده کہ و مستحب ان یتصدق عن المیت الی
 ثلثۃ ایام فان ناد علیہا فهو افضل انتهى و در خزائنہ الروایات گفتہ کہ و یستحب ان
 یتصدق عن المیت بعد الی سبعة ایام انتهى و در شرح برزخ بروایت ابن ملک حدیث
 آورده فرمودہ کہ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام اللیلۃ الاولی عسی علی المیت فتصدقوا
 عنہ و ینبغی ان یواظب علی الصدقۃ سبعة ایام و قبل ربعین فان المیت
 یتشوق فہذا الایام الی بیتہ انتهى مسئلہ تعیین تاریخ برای صدقہ و وعای
 و زیارت مستنونست چنانچہ علامہ ابن حجر کے رحم و در شرح

صورت نماز ہول

در بیان تعیین تاریخ
 و تخصیص اوقات
 نیز کہ وغیرہ

اربعین امام نووی فرموده قال الامام ابو شامة فتح المصنف رحمهما الله تعالى
 ومن احسن ما ابتدع في زماننا ما يفعل كل عام في اليوم الموافق ليوم مولده
 صلى الله عليه وسلم من الصدقات اصطناع المعروف واظهار الزينة والسهر
 انتهى ونيز ابن حجر في درعته الكبرى على العالم انما قطن ابن حجر عسقلاني نقل نموه
 وينبغي ان يتحرر اليوبعينة فان كان ولد ليلا فليقم الشكر بما يناسب الليل
 كالا طعام والقيام وان كان لدها وفيما يناسب للصيام ولا بد ان يكون ذلك اليوم
 من عدد ايام الشهر بعينه حتى يطابق قصته موسى عليه السلام في يوم عاشوراء انتهى
 وشرح ابن الرصاع ورتبة المجهين فرموده که ومن اداب المحب لهذا النبي لکریو صلے الله
 علیه وسلم ان يكون معظم الليلة ميلادة وليلو الذي اظهر الله فيه فينبغي لكل محب
 مخلص ان يظهر السرور والبخارة في تلك الليلة وصيحتها وميتة اهله اولاده ما يمكن
 لخصو بركاتها ويدخل السرور عليهم يعلمهم انه انما فعل ذلك محبة لتلك الليلة وسرورا
 بها واعتناء بفضلها ويبين لهم انها اشرف الليالي عند الله تعالى انتهى وحافظ
 جمال سيوطي در وظائف اليوم والليلة فرموده که وعمل المولد كل سنة في ربيع
 الاول استيشارا وسرورا بمولد النبي صلى الله عليه وسلم من محبوا انتهى وشرح
 الامام برهان الدين جبري در موعود الكرام فرموده حق على كل انسان من امتة الداخل
 في ملتة التوتيرة بهذا المولد السعيد في كل عام جديدا واولى ما كان هذا
 التوتيرة في هذا الشهر الظاهر فية انتهى وعلامه مسطاني در واهب ليدنيه فرموده که فرعون
 الله صرا اتخذ ليلالي شهر مولد المباركة اعيادا ليكون اشدة علة على من قلبه مرض و
 ايجي لولنتي بعض اقوال علماء که در تعيين تاريخ عرس مولد آنحضرت صلى الله عليه وسلم
 فرموده اند واما تعيين تاريخ پيامي اعراض مشايخ واوليا و فاتحه و دعاي عامه مومنين
 پس در فتاویٰ جنبدادی مذکور است که لباس بالجمیعة التي تجتمع كل سنة للشيخ الخليل
 الكبير احمد بن علوان نفعنا الله به فان المقصود الزيارة والقرأة لرايتي وايضا
 في لباس بزيارة الاولياء في يوم معروف كزيارة الشيخ الخليل الكبير عيسى بن اقبال

تاريخ تعيين تاريخ
 تاريخ تعيين تاريخ

اشتهار في كل سبت من مرجب لمفرد وكذا زيارة الشيخ الجليل الكبير الخليل الغنبر
 جليل خرسبت من وكذا لباس بزيادة الشيخين الجليلين القطبين الشهيدين محمد
 ابى بكر الحكيم محمد بن حسين الجلي من معهما من الاولياء في اول خمسين ولا
 انكار بل يستحب الزيارة هو كالأولياء في يوم مفارقة ارواحهم عن بدنهم
 كما قد ناه انتهى ودر جمع الروايات آورده كه ان اراد ان يتخذ ليمتد فليتخذ يوم بادراك
 يوم موته و يجتنب في الساعة الى نقل فيها روحه ان ارواح الموتى ياتون في ايام
 الاعراس في كل عام في ذلك الموضع في تلك الساعة فان ارواحهم يفرجون
 بذلك ويدعون لهم والايديون عليهم انتهى ورتوضيح الهدى اعمال الشيخ
 احمد بن محمد فاروقى رح آورده كه وفي بعض الكتب اذا اراده ان يتخذ الوضيمة
 ينبغي ان يجتهد بادراك ساعة اليوم الذي مات فيه يجتنب في ادراك الساعة
 انتقل روحه عن الجسد فان ارواح الموتى ياتون في ايام الاعراس في كل عام في ذلك
 الموضع في تلك الساعة فينبغي ان يطعم الطعام الشراب في تلك الساعة فان قفل
 يفرح ارواحهم وان في تايثيرا يابا فسادا او شيئا من المأكولات المشروبات
 يفرحون ويسرون به ويدعون لهم والاحتزنوا على ذلك ودعوا عليهم انتهى و
 في رواية كتاب آورده كه ورايت في بعض الكتب ان لما قوفى النبي صلى الله عليه وسلم
 اطعم عنده كل يوم واحدة من امهات المؤمنين اخرهن عائشة رضي الله عنها اطعم
 ابو بكر الصديق اكثر اهل المدينة وكان ذلك ثاني عشرة من شهر ربيع الاول ولعل
 هذا هو الاصل في اتخاذ الناس هذا اليوم يوم مولود انتهى وعلا شيخ ما يدعى
 ورسالة خود از كتاب اشعالي آورده كه ويوم مولود صلى الله عليه وسلم ابو بكر الصديق
 رضي الله تعالى عنه مائة ناقة وتصدق بها وتصدق ابو هريرة رضي الله تعالى
 عنه في ذلك بثلاثة اقراص من شعير انتهى وروى ثابت بن اشعيب عن عبد الحق بن عبد الوهب
 كه فان قلت هل هذا الحشر الذي شاع في يارنا في حفظ اعراض الشاشخ في ايام وفاتهم صل
 فان يكن عندك علم بذلك فاذا كنت لنا قلت سالت عن ذلك شيخنا الامام عبد الوهاب

المتقى المكي فقال ذلك من طرق المشائخ دعاءاتهم ولهم في ذلك ثبات قلت
 كيف تعين ذلك اليوم دون سائر الايام لظواهر كصافحة بعض المشائخ بعد الصلوة
 والاكتحال يوم عاشوراء فاذر سنته على الاطلاق بعد من جهة الخصوصيته ثم
 قال قد ذكر بعض المتأخرين من مشائخ المغرب ان اليوم الذي وصلوا فيه الى جناب
 القدس خطا نورة برجى من الخيرو البركت والنور ابنته اكثر واوفر من سائر
 الايام ثم طرق مليا ثم رفع رأسه فقال لم يكن في زمن السلف شيء من ذلك
 وانما هو من محنات المتأخرين في الله اعلم انتهى ونيز در توضيح الهدى نوشته که
 قال المشائخ والعلماء ينبغي للزائر ان يراعى وقت وصالة خصوصا في يوم العرس
 فان له تاثيرا بليغا وانهم قد وجدوا في الزيارة في هذا الوقت فوائد باطنية و
 بركات وكرامات ظاهرة اكثر واكثر في حال حياتهم لهذا قال الشافعي قبر موسى
 الكاظم تزيق شجر وكان الشيخ ابو عبد الله النوري يقول اذا كانت الرحمة
 تتراعد ذكرهم فباطنك بمواطن اجتماعهم على ربهم ويوم قدومهم
 عليهم بالخروج من هذه الدار الفانية المسالوة بالمحن والشدائد وهو قبرهم
 من ربهم فارغب عن العلائق البشرية والوسائل النفسانية والهاجس
 الشيطانية فزيادتهم في ذلك الوقت هبة لهم وتعرف لما يتجدد لهم من نزول
 الروحمة عليهم حصول زيارة القرب عن ربهم فهي اذن مستحبة ان سلمت
 عن محرم ومكروه وفي تفسير المشور تحت قوله تعالى سلام عليكم بهما
 صبرتم فنعمة عقيب الدار اخرج ابن المنذر وابن مردويه عن النبي
 الله تعالى عن ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يأتي احدا على
 رأس كل عام ويسلم على قبور الشهداء ويقول سلام عليكم ما صبرتم فنعم
 عقيب الدار وابوبكر وعمر وعثمان على رضى الله تعالى عنهم كانوا يفعلون
 كذلك وروى ابن فاطمة رضى الله تعالى عنها كانت تاتي قبر حسنة بنت عبد
 المطلب على رس كل عام فترى راحة انتهى ودر سراج الهدى آورده که ويحافظ



فی ساعة نقل الروح فان ارواح الموتی یاتون فی یام لعبرس کل عام فی ذلك
 الموضع فی تلك الساعة فان بذلك تفرح افراسهم وان فيه تاثير ابلغا فاذا
 راوا شيئا من الخيرات والصدقات يدعون لهم والايد عون عليهم كذا
 فی شرح كذا الفارسی وعمدة المحدثین محقق حقیقہ شیخ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ
 علیہ ما ثبت بالسنہ فرمودہ اندک کہ مات الشیخ عبد القادر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لیلة
 التاسع من ربيع الآخر وهذا هو الذي ادركنا عليه سيدنا الشيخ الامام
 العارف لكامل الشيخ عبد الوهاب المتقي القادر الملكي فانه كان يحافظ يوم عرسه
 هذا التاريخ ما اعتمدا على هذه الروايتا وعلى ما رأى من شيخنا المشهور الكبير على
 المتقي ومن غيره من المشايخ وقد اشتهر في ديارنا هذا اليوم الحاد عشرة وهو
 المتعارف عند مشايخنا من اهل الهند من اولاده رضي الله تعالى عنه وقد
 يقال ان وفاته رضي الله تعالى عنه في اليوم السابع عشر ولا اصل له انتهى وورث
 مخزن رت کہ حضرت سيد محمد بنده نواز قدس سرہ بر روح قطب عالم خواجہ نصیر الدین قدس
 سرہ و شب شہرم رمضان المبارک کسب ارباب تصدق کر دی اطعام فقرا و مساکین نمودے
 انتہی و در خزانه جلالیہ کہ از ملفوظات حضرت مخدوم جہانیاں قدس سرہ است میفرماید
 کہ یکے از شرط تصدق ارادت نیست کہ بر وح کسی کہ طعام کنہر باید کہ وقت لطیف
 کہ آن بزرگوار رحلت کردہ بفقرا اطعام نماید انتہی و محدث دہلوی شاہ ولی اللہ در سالہ
 اتیناہ فی سلسلہ اولیاء اللہ تحریر فرمودہ کہ اخبرنی سیدک الوالد قال کنت اصنع فی
 ایام المولد طعاما صلا بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم فلم یفتح فی ستر من السین
 اصنع بہ طعاما قلم اجل الاحصاء مقلیا فقسمتہ بین الناس فواقتصر صلی اللہ
 علیہ وسلم بین یدیر المحصل انتہی و نیز ایشان لمعات فرمودہ اندکہ ازین نجاست
 فقط اعراس مشایخ و مواظبت بزیارت قرانی ایشان التزام خواندن صفت و اودن
 برای ایشان اعتنا تمام کردن تعظیم آثار اولاد منتسبان ایشان انتہی و مولانا شاہ
 عبد العزیز دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رفتومی خود تحریر فرمودہ اندکہ رفتن بر قبور بعد

ن و طویب بری اولادین یازدم حضرت سید شکر الدین سہیل یازدم

ال یک روز معین کرده بصورت است اول آنکه یک زمعین نموده یک شخص یا دو
 شخص بغیر بیت اجتماع مردم کثیر بر قبو محض برائی یارت و استغفار و نداین قدر
 را وی احادیث صحیح ثابت است و در تفسیر و منشور نقل نموده که بر سال آنحضرت صلی الله
 علیه و آله بر مقابر می رفتند و دعا و مغفرت بر اهل قبو میفرمودند اینقدر ثابت است و معتد به آنکه
 بیت اجتماع مردم کثیر جمع شوند و ختم کلام الله کنند و فاتحه بر شیرینی یا طعام نموده نیم
 در بیان حاضران نمایند این قسم معمول به زمانه پیغمبر صلی الله علیه و آله و خلفا راشدین بوده
 اگر کسی این طور بکند پاک نیست زیرا که درین قسم قبح نیست بلکه فایده احیای اموات را
 میرسد و طوری جمع شدن بر قبور نیست که مردمان یک زمعین لباسها نفیس و فاخره پوشیده
 مثل عیش و دمان شده بر قبورها جمع شوند و در قصص غیره سماع منرا میگردید تا متنوعه مثل سجود و پرا
 قبور طواف گردان قبو می نمایند این قسم حرام و ممنوع است بلکه بعضی افعال ازینها بکفر
 میسرند و همین محل این دو حدیث است و لا تجعلوا قبورک و ثنائید چنانچه در مشکوٰه موجود
 اند انتهی و در صراط مستقیم که آن را مولوی اسمعیل و مولوی عبدالحمید کلفوظات خلیفه
 سید نامزد کردند نوشته اند که پس الحال اگر کسی اتباع پیغمبر صلی الله علیه و آله منظر داشته
 در شب برات و مقبره جمع صلوات نموده ادعیه افزه کند و از آنجا گفت پیغمبر صلی الله علیه و آله
 ملام کردن نمیرسد انتهی و نیز شاه عبدالعزیز رفیق مولود نوشته اند که در تمام سال و مجلس در
 خانه فقیر منعقد میشوند مجلسی که مولود شریف و مجلسی که شهادت حسین اول که مردم روز عظمی
 یا یکدور و نه پیش ازین قریب چهار صد یا پانصد کس بلکه قریب هزار کس یا از پاره آنان
 فراهم می آیند و در دو میخوانند بعد از آن که فقیری آید می نشیند و ذکر فضائل حسین که در حدیث
 شریف وارد شده در میان می آید و آنچه در احادیث اخبار شهادت این بزرگان تفصیل بعضی حالات
 و بدلی قاتلان ایشان وارد شده نیز بیان کرده میشود و درین ضمن بعضی مرثیهها از غیر مردم
 یعنی جن پرپی که حضرت ام سلمه دیگر صحابه رضی الله تعالی عنهم شنیدند نیز مذکور کرده میشود
 و خوابهای متوحش که حضرت ابن عباس و دیگر صحابه رضی الله تعالی عنهم دیدند و دلالت
 فرط آنده بر روح مبارک حضرت جناب سالت باب صلی الله علیه و آله میکنند مذکور میشود

و بعد از آن ختم قرآن پنج آیت خوانده بر ماحضر فائز نموده می آید درین بین اگر شخصی
 خوش الحان سلام بخواند یا مرتبه پیش شروع اکثر حضار مجلس این فقیر را هم وقت بکالا حق میشود
 و اینست قدریکه بعمل می آید پس اگر این چیزها نزد فقیر همین وضع که مذکور شدند جائز نمی بودند
 اقدام بر آن اصلاً نمیکرد و باقی ماند مجلس بود شریف پس حالش اینست که تا سیخ دوازدهم شهر
 ربیع الاول بعین که مردم موافق معمول سابق فراهم شوند در خواندن در و مشغول شوند
 و فقیر می آید اولاً بعضی از احادیث فضائل آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مذکور میشود بعد
 از آن ذکر ولادت یا سعادت و نبرد می از حال رضاع و حلبه شریف و بعضی از آثار که درین
 آوان بطریق آمد مبعوض بیان می آید پس بر ماحضر از طعام یا شیرینی فائز خوانده تقسیم آن
 ماحضریں مجلس میشود و آنتهی معمولاً ناسا رفیع الدین برادر مولانا شاه عبدالعزیز در جواب سوال
 نیز فتوی می بخور از تعیین تاریخ فرموده اند چنانچه عبارت سوال جواب بعینه اینست سوال
 پرسش تو در یکی در سال جمع آمدن و آن را روز وفات و عرض قرار دادن با وجودیکه زبان
 سیال غیر قارستت چه حکم دارد و جواب آن مان اگر چنان غیر قارست اما آنچه بان تقدیر کرده میشود
 زمان را از شب و روز و ماه و سال اینهار اشترعاً و عرفاً دوره مقررست چون یک روز تمام میشود باز
 از سر شروع میشود و همین حساب مصفا بشهر صوم و در یک شب و همچنین شهور دیگر در دوره
 حکم با نظر او داده میشود چنانچه در حدیثست که بهیچ عرض کردند در حضور جناب نبوت
 مآب صلی اللہ علیہ وسلم که حق تعالی جنات حضرت موسی علیہ السلام غرق فرعون درین روز
 عاشوره کرده است برای شکر آن روز میگریم جناب نبوت مآب صلی اللہ علیہ وسلم فرمود
 ان الحق موسی منکم فصام یوم عاشوراء و امر الناس بصیامه نیز حضرت نبی صلی
 اللہ علیہ وسلم حضرت بلال را وصیت میکردند بصوم روز و شب و فرمودند فیہ ولدات
 و فیہ نزل علی فیہ اجرت و فیہ صیت بنایرین یاد کردن آن تاریخ و آن طاهر رسم مردم
 اقتاده چون مردمان ازین جهان بجا فطرت این رسم گذاشته اند ایشان را انتظار پسوست
 و لایا کسی دیگر از اقارب خود میباشد پس رفع انتظار آن فائز است معتد به بیامانات مکتشف
 در یافت شده که در چنین روز اجتماع ارواحان و ستان در عالم برتخ هم می شود پس

مراد پدعا و ختم و طعام بدعتیت مباح و وجه فح ندارد و نیز مولانا مذکور در جواب سوال دیگر
 مؤند سوال تخصیص با کولات در فاتحه بزرگان مثل کچھڑہ در فاتحہ امام حسین نوشتہ در
 فاتحہ شیخ عبدالحق وغیر ذلک همچنان تخصیص خوردگان چو حکم دارد جواب فاتحہ و طعام
 بی ثبوت از محنت است و تخصیص در فعل مخصوص با اختیار است کہ باعث منع نمیتواند شد
 تخصیص از قسم عرف عادات اند کہ بمصلح خاصہ مناسبتی تخصیص بتدابیر ظهور آمد رفتہ اند رفتہ
 پیشوع یافته در حق کچھڑہ صاحب مختار صاحب قنبدہ دیگر فقہا تفسیر نموده اند و تخصیص
 آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم در ذبح جانور و تقسیم گوشت آن را بصدق خدیجہ رضی اللہ
 تعالیٰ عنہا بطریق صحیح ثابت است اللہ اعلم بالصواب انتہی و نیز مولانا رفیع الدین رسالہ
 مذکور و مزارات اولیا نوشتہ قسم بگیر آنکہ حکم باز متبدا بر برای صلوات بر برای روح میت نیست
 نوشتہ می رضا و یکی علی التبعین بدہ یا بطریق سالانہ و فصلانہ بنام آن مقرر سازد این قسم نیز
 جائز است بنا بر محل بر آنکہ جناب صلی اللہ علیہ وسلم از طعام و لحم نزد صدائق حضرت خدیجہ رضی
 اللہ عنہا میفرستاد انتہی شہادہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ تفسیر عزیزی در تحت قولہ تعالیٰ
 صراط الذین انعمت علیہم نوشتہ اند کہ برکت در کلام در انفاس و در افعال و در
 مکانات ایشان و در مصحبتان اولاد و نسل ایشان زیارت کنندگان ایشان پسے ظاہر
 میگردد و انتہی و در تفسیر سورہ قدر نوشتہ اند کہ وبالجملة مضمون این رسوخ معلوم میشود کہ عبادات
 و طاعات بابت فوات نیک مکانات متبرکہ و حضور و اجتماع صالحان در ایجاد ثواب زیارت کات
 و انوار قریبی عظیم حاصل میشود انتہی و در تحت تفسیر آیت و اذ قلنا ادخلوا هذه القرية
 فرحانہ اند سوّم آنکہ بعضی مواضع تبرکہ مور و نعمت و رحمت الہی گشتہ اند یا بعضی خاندانہا
 قدیم اہل صلاح و تقویٰ خاصیت پیدا میکنند کہ در آنها احداث توبہ نمودن طاعات بحسب
 آوردن موجب سرعت قبول ثمرات نیک میباشد از ہمین جاست کہ ابن مردودہ از
 ابی سعید خدری روایت کردہ کہ ما روزی ہمراہ آنجناب علیہ الصلوٰۃ والسلام ہنگام
 شب در غزوہ با سفر می رفتیم چون آخر شب بر پشتہ کوی گذشتیم آن را دار الخنظل می
 گفتند آنحضرت علیہ السلام فرمودند ما مثل هذه الثنينة الا کمثل لباب الذی



قال الله تعالى بنى اسرائيل ادخلوا الباب سجدا وقولوا حطة الا يتانتها فتناولى الله
ورائنا ورجالهم يسيد على يدها الى نوشته که نقل است از آن حضرت که در نشانات خود نوشته
اند که در الوقت که بسزيب قدمگاه آدم صفي الله عليه السلام قدم چون نزدیک آن قدمگاه
رسيدم سرگاه افتوه عظيم بده شراخ و علامه على الفارسي مرقات شرح مشکوة تحت
حديث شل رسول الله صلى الله عليه وسلم عن صوالا اثنين فقال فيرولدات
وفيرنزل على رواه مسلم نوشته اند که في الحد دلا لتر على ان الزمان قد يتفر بما يقع فيه
وكذا الكائناتى ويزور مرقات تحت حديث ما من مسلم بمؤليلة الجمعة او ليلة الجمعة
الا وقاه الله فتنه القبر رواه احمد الترمذي فرموده که وهدايد على ان شريف
الزمان له تاثير عظيم كما ان فضل المكان له اثر جليل انتهى و آنچه احاديث صريحه و تخصيص
اوقات زيارت و آورده اند بعضى از آن است که پيد منتهوى و فاروقا آورده که در
ابن ابى شيبة فى مصنف عن عباد بن ابى صالح ان رسول الله صلى الله عليه وسلم
كان ياتي قبور الشهداء على رأس كل حول فيقول سلام عليكم بما صبرتم
فعم عقبة الدار قال وجاءهم ابو بكر ثم عمر ثم عثمان حتى لله عنهم فلما
قدم معاوية بن ابى سفيان رضى الله عنهما جا جاءهم قال وكان النبى صلى الله عليه
وسلم اذا واجه الشعب قال سلام عليكم بما صبرتم فعم جوالا لعلمين انتهى و حافظ جلال
الدين سيوطى و تفسير الدر المنثور بال تفسير الماثور آورده که اخبر ابن مننن رو ابن مردويه
عن النبى صلى الله تعالى عن ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يلقى احدا كل
عام ويسلم على قبور الشهداء و يقول سلام عليكم بما صبرتم فعم عقبة الدار و اخبر
ابن جرير عن محمد بن ابراهيم قال كان النبى صلى الله ياتي قبور الشهداء على رأس
كل حول و يقول سلام عليكم بما صبرتم فعم عقبة الدار و ابو بكر و عمر و عثمان
و على رضى الله تعالى عنهم كانوا يفعلون كذا انتهى و در مختار شرح لباب التارخ
نقل کرده آورده که و تحب ان يروى شهداء احد لما روى ابن ابي شيبة ان النبى صلى
الله عليه وسلم كان ياتي قبور الشهداء على رأس كل حول فيقول سلام عليكم بما صبرتم

در احاديث و اوقات
تخصيص اوقات

فنعم عقبه الدار انتهى وفي توراة الايمان في بيان اثار حبيب الرحمن قال على تقارى في
ابن ابي ثيبتران النبي صلى الله عليه وسلم يأتي قبور الشهداء وواحد على رأس كل
حول فيقول سلام عليكم بما صبرتم فنعم عقبه الدار وقال الشيخ الدهلوي ان
ابا بكر وعمر رضي الله تعالى عنهما كانا يفعلان كذلك بعد موته صلى الله عليه وسلم
والا فضل ان يكون ذلك يوم الخميس انتهى وايضا يستحب ان يزور مسجد قبا
والا فضل لزيارة في يوم السبت فانه صلى الله عليه وسلم كان ياتي كل سبت ما شيا
وراكبا اى مرة كذا ومرة كذا رواه البخاري كذا في فتح القدير ورواه ابنه صلى الله عليه
وسلم اذ اذ يوم الاثنين وكان سيدنا عمر رضي الله تعالى عنه يأتي قبور الاثنين
والخميس كذا في شرح المناسك ورواه عن محمد بن المنذر انه صلى الله عليه وسلم
ياتي صباح السابع عشر من رمضان الى قباء وقال النووي في الحديث جواز تخصيص
بعض الايام بالزيارة وهذا هو الصواب قول الجهم وكن ابنه صلى الله عليه وسلم
ذلك وقالوا العلة لم تبلغه هذه الاحاديث انتهى ونيز دران ست وزار القبور
استجابا في كل سبوع كذا في مختار النوازل وفي شرح باب المناسك ان الا فضل
يوم الجمعة والسبت والاثنين والخميس فقد قال محمد بن اسع الموقى يعلمون
يزورهم يوم الجمعة ويوما قبله يوما بعد كذا اخرج البيهقي في مجمع البركات انه
يعطى للبيت في اليوم الجمعة الادراك اكثر مما يعطى في سائر الايام حتى انه يعرف
الزائر اكثر مما في الايام الباقية وفي خزائن الروايات ان الزيارة يوم الجمعة بعد
الصلوة ويوم السبت الى طلوع الشمس يوم الخميس في اول النهار وقيل في
اخرا النهار وفي مطالب المؤمنين وعن صلى الله عليه وسلم انه قال من زار قبر
والدي او واحد هما في كل جمعة غفر له وكتب بارا كذا في روضة الصمد ومعناه
البيهقي في شعب الايمان مرسل او في الخزائن الجلالية ينبغي للولد ان يزور قبر ابويه
يوم الجمعة يقرأ عندهما عند حدهما يغفر له بكل ايترو بكل حرف منها وتحت
في الليالي المباركة كعشر ذي الحجة والعيدين وعاشوراء وسائر المواسم كذا في

6A

القرائن انتهى بهرگاه تخصیص صدقه و دعا و زیارت با اوقات متبرکه که مکانات مستشره معلوم
 کردی پس ازینجا است آنکه در عوام و خواص اهل اسلام مروج است که در شب جمعه شب
 عیدین شب قدر عاشورا و غیره از اوقات متبرکه که بر زبان و نامحورشش فاش و داده تصدیق
 کنند و درین اوقات عابجه اخرج صدقه کردن مستون از آداب شرعیست عاست چنانچه
 در تفهات نبویه فی فضائل العاشوریه آورده که قال الامام الجزار رحمه ان من ادا اب
 الدعاء ان يقدم عملا صالحا قبل الدعاء المصدق وهو الاكمل و صلوا و استغفروا
 او غیره لای ان يكون متوضيا مستقبل القبلة رافعا يديه خذء الصدق هو السنن
 فی جمیع الامم لاقوله صلى الله عليه وسلم ان بكم حي كريم يستحي من عبد اذا رفع
 اليه يديه ان يردهما صفرا و ايضا اخرج الترمذی عن عبد الله بن عمر قال
 كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا لم يد يديه في الدعاء لا يرد يدهما حتى يسبح بهما
 وجهه و عن ابن عباس رضي الله عنهما قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
 فاذا فرغتم فامسحوا بهما و جوهكم و اراه ابوداود و ان يراعي اوقات المباركة كعقب
 الصلوة و هو الاكمل لاسيما المفترضة و الاوقات التي عيدها الشارح منها ما
 رواه الحافظ في بلوغ المرام من حديث النبي صلى الله عليه وسلم قال قال رسول الله
 صلى الله عليه وسلم الدعاء بين الاذان و الاقامة لا يرد و ليلة القدر و يوم عرفة
 و ليلة و شهر رمضان ليلة الجمعة و يومها و نصف الليل الثاني و في بعض الروايات
 ثلثة و وقت السحر و ما عدا الجمعة من ذلك كله عند السجود و عقب تلاوة
 القرآن لاسيما الختم عند شرب ماء زمزم و صبح الديكة كما رواه البخاري
 و عند مجالس الذكر كما رواه ايضا البخاري بين الجلائين في الانعام و هما
 المذكورتان في قوله تعالى حتى توتى مثل ما اوتى رسل الله الله اعلم حيث
 يجعل سائر الاية انتهى و بقيه ابن مسعود و غيره و هم خواصه امر فانتظروا مسئله
 بطعام را پیش روی نهاده دست برداشته و عاتمودن و فاش و او عیبه خواندین و الا
 صل فی حدیث مسلم عن ابی هریره و المسجد الخدی قال لما كان يوم غزوة

منه

بتوك اصحاب الناس مجاعة قالوا يا رسول الله لو اذنت لنا فنجرتنا نواضعنا فاكلت
 واذننا فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم افعلوا قالوا فجاء عمر فقال يا رسول الله
 ان فعلت قل لظهر لكن دعهم فضل زوارهم ثم ادع الله لهم عليها بالبركة لعل
 ان يجعل في ذلك فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم نعم قالوا فدعا بنطع
 فبسطه ثم دعا بفضل زوارهم قال فجعل لرجل يحمي بكف ذرة ويحمي الآخر
 بكف نمر ويحمي الآخر بكسرة حتى اجتمع على النطع من ذلك شئ يسير قال
 فدعا رسول الله صلى الله عليه وسلم بالبركة ثم قال خذوا في وعيتكم فاحذروا في
 او عيتهم حتى ماتوا في الجسور وعاكاملوه فاكوا حتى تبعوا وفضلت فضلت
 فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اشهد ان لا اله الا الله واشهد اني رسول الله
 لا يلقى الله بهما عبد غير شاك فيحجب عن الجنة رواه مسلم في باب الايمان قال
 التوكل في شرحه وفي همد الحشد علم من اعلام النبوة الظاهرة واما اكثر نظائر
 التي يروي مجموعها على شرط التواتر ويحصل لعامة القطعي قد جمعها العلماء وصنعوا
 فيها كتب مشهورة انتهى وشيخ شهاب الدين سهروردی در عوارف المعارف آورده
 که وكان بعض الفقهاء عند اكل يشرع في تلاوة سورة من القرآن بحضور الوقت
 بذلك حتى ينتهز اجزاء الطعام بانوار الذكرا انتهى ومولانا شاه عبدالعزیز در فتوی خود نوشتہ
 اند کہ وہ آن کے یہ بیت اجتماعی مروان کثیر جمع شونہ ختم کلام اللہ کنند و فاتحہ پیرنی
 یا طعام نموده تقسیم در میان حاضران نمایند این قسم معمول مانہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ
 وسلم و خلفار اشدین بنوده اگر کسی این طور بکند یا کسبت زیر الا درین قسم قہم نیست بلکه
 فائده ایما و اموات حاصل میشود انتہی بلکہ معمول الشیان نیز بہین طریق مسوم و مرج بود
 چنانچہ عمل فعل خود را در دیگر فتوی خود بیان فرمودہ اند کہ بعد از آن ختم قرآن و پنج آیت
 خواندہ بر ما حضر فاتحہ نموده می آید انتہی و نیز فرمودہ اند کہ پس تر بر ما حضر از طعام یا خیر
 فاتحہ خواندہ تقسیم آن بجا ضربین مجلس مے شود انتہی و نیز در فتوی خویش فرمودہ اند
 کہ طعمی بیکہ بران نیاز حضرت امامین علیہما السلام می نمایند و بران فاتحہ و قل و درود

خوانند بزرگ میشود و خوردن آن بسیار خوب است انتهى مولوی الحق صاحب فتویٰ خود نیز
 چنین فرموده و امام یافعی رحمه الله علیه در النظیم فی فضائل القرآن العظیم نوشته که من
 فراسولنا قریش علی طعام یخاف منه امن و کفی فجع الکلتین انتهى و امام نووی در
 او کار فرموده که در بیان کتاب ابن السنی عن عبد الله بن عمر بن العاص رضی الله
 تعالی عنهما عن النبی صلی الله علیه وسلم ان کان یقول علی الطعام اذا قرب الیه
 اللهم باریک لتأیما و نه قتنا و قنا عذاب النار انتهى و شیخ شهاب الدین احمد الشرحی
 الحنفی در کتاب تہ الفوائد فرمودند که قال النبی صلی الله علیه وسلم من قال عند اول الطعام
 اللهم باریک لتأیما و نه قتنا و قنا عذاب النار لطیفر فذلک و بوارک له فیه انتهى و
 شیخ شهاب الدین بہر رومی در عوارف المعارف آورده که و مما یدہب اہل الطعام
 المذیہ لمزاج القلب ان یدعونی اول طعام یشاء الله تعالی ان یجعله عوناً علی
 الطاعة انتھی و علامہ قسطلانی در مواہب اللدنیہ نوشته در باب بخاری فی تاریخ
 عن عبد الله بن مسعود بنہ من قال جین یو وضع الطعام بسم الله خیر الاسباء الارض
 و فی السماء لا یضر مع اسم داء اجعل فیہ رحمة و شفکو لم یضرک ما کان انتھی و چونکہ
 اتفاق و اجماع اہل حق برین شد است کہ ہر امر ذمی یا ل کہ بسم اللہ و الحمد للہ شروع گردد
 قطع و بی برکت است و ہر گاہ دعا برای مردگان ہدف بر فرج شان دادن نیز امر ذمی ہل
 است پس لایالہ الحمد شریف و غیر ادعیہ خواندن بر طعام صدقات مستون خواہ شد چنانچہ امام
 نووی و دیگر ائمہ حدیث بعد از ذکر حدیث کل امر ذمی یا ل لم یبدأ بالحمد فہو قطع فرمودہ
 اند کہ در ابتدا ہر امر خیر و ہم خواندن الحمد سنت است لهذا این رسم عوام اہل اسلام خواہ آن
 گرویدہ و لا عبرة بمن ینکرھا لکن من انقلصین رفیع بدین رہو عانتخب اند قال فی
 الدائم المختار و حاشیہ للعلائے الشامی اما عند الصفا و المرفیة و عرفات فیرفعہما
 کالدعاء ای کہ با برقصہ المطلق البداء فی تائرا لا مکنتر و الا ذمتر علی طبق ما ورجت
 بہ السنتر و منہ الرفق فی الاستسقاء فانہ ایضا مستحب کما جز موه فی القیتر خزائن
 فیسط یدیه حذاء صدک کذا رو عن ابر عیاس من فعل النبی صلی الله علیه وسلم

فیدعن تفسیر السمان ولاینا فی فی المبتغی للامام ابی لقاسم لاندان من اداب
الدعاء ان یدعو مستقبلاً ویرفع یدیه بحیث یرى بیاض بطیه لاما کان حملہ
على حالۃ المبالغۃ والجهد زیادۃ الالہامہ کما فی الاستسقاء لعود النفع الی العامۃ
وهذا علی ما عدا ہا ولذا قال فی حدیث الصحیحین کان صلوات اللہ علیہ سلم لا یرفع یدیه
فی شئ من دعاۃ الا فی الاستسقاء فانہ یرفع یدیه حتی یرى بیاض لطیبہ الا یرفع کل
الرفح کذا فی شرح المینتہ ومثلہ فی شرح الشرعۃ انتہی فی مثلہ قلا الطحاوی فی حاشیئہ
على مراقی الفلاح **مسئلہ نذر و نیاز اولیاء اللہ کہ عوام بلکہ بعضی خواص ہم میگویند**
مرادشان قربت اولیاء نبی باشد بلکہ آن نذر نذر و قربت برای اوست غرض شان ازین نذر
تقرب الی اللہ است و نسبت نذر بسوی ولی اللہ بجلا قہ است کہ ثواب این بندگان و لے اللہ
برسد چنانچہ ہمہ اہل اسلام روغن خیرانی کہ برای مسجد میخرند آن روغن مسجد میگویند نان
خیرانی کہ برای علما و فقرا میگویند آن بر نان علما و فقرا میگویند یعنی میگویند کہ نان علمای نیاز
گروه ایکم حال آنکہ ازین روغن نان مرادشان تقرب بسوی علما نبی باشد بلکہ نفع شان ملحوظ
باشند بطرف اینہا منسوب کنند و تقرب برای خداست شاہد فی اللہ شرح و در فتوی نوشتہ اند
کہ اگر مالید و شیرینج و غیرہ نیاز و فاقہ نذر کی بقصد البیاض ثواب بمحض ایشان نیز بدو بخوارند **مضام**
نیست و طعام نذر اللہ اختیار خوردن نشاید انتہی و در فصل الخطاب شاہ عبد الغریب
آوردہ کہ حقیقت این نذر است کہ اہل ثواب اطعام انفاق بذل مال بروح میت کہ امرت
مستون و از روی احادیث صحیحہ مثل ورود فی الصحیحین من مال ام سعد سعیرہ این نذر منلزم
ایفا میشود پس حاصل این نذر است کہ ان شدت قلت مثلاً اھلک ثواب هذا القدر
الی بعض فلان و ذکر ولی برای تعیین عمل مندور برای اوست نہ برای مصرت مصرف این
نذر نزد ایشان متوسلان آن ملی میباشد و اقرار بخدمت ہم طریقی امثال فلک و
ہمین است مقصود نذر کنندگان بلاشبہ و حکمہ انہ صحیحہ بحسب الوقایع لانہ قریبہ معتبر
فی الشرع انتہی مولوی رفیع الدین در رسالہ نذر نوشتہ کہ لفظ نذر کہ ایجا مستعمل میشود بر معنی
شرعی است چہ عرف است کہ آنچه پیش ہرگان میبرند آن را نذر و نیاز میگویند اگر کسی نذری

مسئلہ نذر و نیاز اولیاء اللہ

فتمی از آن گاهی بیباید و حکم آن نذر نیست که اگر تحقیق محض بر آنی و بیارت حرام است
 که وارد شده لاند رغبه الله و نیز قضا حاجت یا استقلال از کسی خواستن او را ملک نفع
 و ضرر خود اعتقاد کردن نوعی از شرک است و اگر بصورت است نه در واقع بیکی از موهب تا مباح
 است و جاول آنکه خاص برای خدا یعنی است ایشان مصرف محض اندگو یا میگوید الهی اگر
 این مراد من حاصل شد نذر تو بچند مزار آن صالح برسانم دوم آنکه ایشان بشفیع سازد گو یا
 میگوید یا حضرت در جناب الهی برای حل این مشکل عا کنید که اگر این مشکل حاصل شد از طرف تو جناب
 الهی برای روانی این مشکل انقدر طعام یا نقد اینچاسم تا ثواب آن بشما عاید شود این معنی
 نیز جزو دارد چرا که جناب نبوت ماب صلی الله علیه و سلم حضرت امیر المؤمنین علی رضی الله تعالی
 عنه را وصیت فرمودند که نازده بانی از طرف من قربانی کرده باشی سعد بن عباد را فرمودند
 که چاهای بنا کن و بگو که هذله کلام سعد سوم آنکه آن بزرگ در جناب الهی وسیله سازد گو یا میگوید
 الهی ببرکت فلان بزرگ و بخت عنایات مهربانی خود برو که عمر خود را در عبادت و رضای تو
 تو گذرانیده اگر مشکل من آسان گردد این قدر مال برای تو بدهم و ثواب آن تخوای آن بزرگ
 للانسان ان يجعل ثواب نافلت من یشاء الهی شاه ولی الله و انفس العارفين در بیان
 حالات شاه عمید الرحیم و الدخو نوشته اند که حضرت ایشان میفرمودند که فرما و بیگ مشکلی
 پیش آمد نذر کرد که بار خدا یا که اگر این مشکل سیر آید این قدر مبلغ حضرت ایشان بدید و هم
 آن مشکل متفرغ شد آن نذر از خاطر او برفت بعد چندین سال پس از آن نذر یک هلاکت
 رسید بر سبب عدم ایقار این و عده شرف شدم بدست یکی از خادمان گفته فرستادند که این بیمار
 بسبب عدم ایقار و عده نذر است اگر اسپ خود را میخواهی نذری را که در فلان محل الزام
 نموده بفرست و می نادم شد و آن نذر فرستاد همان ساعت است او شفا
 یافت انتهى و نیز در آن کتاب فرموده اند که این فقیر از یاران که حاضر واقع
 بودند شنیده است که حضرت ایشان در قضیه داسنه بزیارت مخدوم شیخ
 الله و نارفته بودند و هنگام شب شد و در آن محل اقامت فرمودند و گفتند
 که مخدوم ضیافت ما میکنند و میگویند که چینی خورده روید توقف

در این کتاب در بیان این نذر است که در هر یک از این نذر است

کردند تا آنکه از مردم منقطع شد و مدال بسیاریان غالب مدالگاه نماند بدین طریق برنج و
 شیشویی بر او گرفت که تذکر کرده بودم که اگر زوج من بیاید همان ساعت این طعام بچینه
 بنشیندگان درگاه محرم الله ذمه تذکره سائیم زوجه و درین وقت آمد ایضا تذکر کرده و آرزو
 کردم که کسی آنجا باشد تا تناول کند نیز در آن کتاب بیان حالات میر ابوعلی که از شیوخ
 شان بودند نوشته اند که بزار فاضل الانوار حضرت خواجہ معین الدین قدس سره منوچهر بیرون
 و از آن جناب در بابها یافتند و فیضها گرفتند تمام افتاد و خاکگیان ایشان بسبب
 که عارض میر انور علی شده بود بآن هزار یک پیچیدگی چو در نیاز فرستاد بودند حضرت امیر
 اطلاع نمود روزی بآن منوچهر بودند که از روزی ندا آمد که این قدر از خاک نیاز آید
 است برای صحت فرزند شما و خواهش فرزند دیگر التماس کرده اند آن بتمس منزول است آهتی
 و صراط مستقیم بودی سلیل دلموی از خلیفہ احمد صاحب نقل کرده نوشته که و اما صیود دیگر سوامی
 دعا پس مردی از آن کشیدین چاه است که حضرت رسالت پناہ سعد بن معاوی را بعد
 التماس ایشان که مادرم ناگاه فوت شد و یاری گفتن نیافت اگر بیافت وینتی میکرد
 پس برای وی اگر چیزی بکنم نفع بودی خواهد رسید فرمودند که چاه کن بگو که این برای مادر
 سعادت خواندن هر شب است که بقید روز جمعه زیارت قبر والدین خود شده و
 حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا از طرف برادر خود عبید الرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 بعد فاش بردا آزاد کردند و بهین قیاس باید کرد سایر عبادات را پس هر عبادتی که از
 مسلمان روا شود و ثواب آن بروج کسی از گزشتگان برساند و طریق رسانیدن آن
 رمای خیر جنبی است پس این خود البته بهتر و مستحسن است اگر آن کسی که ثواب بخش
 میسراند از اهل حقوق اوست بمقدار حق وی خوبی رسانیدن این ثواب باده تر خواهد شد
 پس در خوبی این قدر امر از امور مسومه فاتحها و اعراض تذکر نیاز اموات مشک شب نیست
 آهتی و نیز در عمون صراط مستقیم از خلیفہ سید احمد صاحب نقل نموده نوشته در انتقال طریقہ
 چنانکه اول طالب باید که با وضو و در آنو بطریق نماز بنشیند و فاتحہ بنام اکا بر این طریقہ
 یعنی حضرت خواجہ معین الدین سجری و حضرت خواجہ نجفیار کاکلی و غیره همان خوانند التجا



بجانب قدس حضرت ایزد پاک بتوسط این بزرگان نماید انتہی حاصل نیست کہ نذر و نیاز
 اینجا بمعنی حقیقی نیست بلکہ مولست کہ نیاز در لغت بمعنی نختہ در ایشان کما فی البرمان
 و نذر بمعنی صدقہ و خیرات کما فی التفسیرات لاجمہ فی منہا تھا و عبارت تفسیر نیست فان
 افر د باسم غیر اللہ او ذکر مع اسم اللہ عطف بان یقول باسم اللہ و محمد رسول اللہ
 بالجرح مر الذبیحۃ وان ذکر معہ موصولا لامعطفون بان یقول باسم اللہ
 محکم رسول اللہ کرہ ولا یحرم وان ذکر معصو کلابان یقول قیل لتسمیتہ و قیل
 ان یضطح الذبیحۃ و بعد لا یأس بہ ہکذا فی ہدایتہ من ہنا علم ان البقرۃ
 المنظورۃ للالیاء کما ہوا الرسم فی زمانہا حلالا لطیبک نہ لمرید کر اسم غیر اللہ علیہا
 وقت الذبیح وان کانوا بنذر و ہالہاء و عبارت منہا نیست و اما ایجاب النذر فی تقرر
 ان النذر لغیر اللہ حرام و نذر الالیاء مؤلفان النذر للہ و الثواب لہم و مولانا
 قاضی الملک بد الذکر رحمۃ اللہ علیہ تفسیر فیض الکریم بعد از ذکر نمودن مسائل کثیرہ از کتب
 شافعیہ منہا پند کہ ان مسائل کی طرف نظر کر کے کہتے ہیں کہ میت کر نام سو فاختہ کرنا بھی
 قرأت ہے کیونکہ قرآن مجید کی سورتیں بڑ بکراون کا ثواب میت کو بخشے اور میت کی
 مغفرت کیلئے دعا کر نیو عرف بین فاتحہ کہتے ہیں اسکے ساتھ کبھی غیبی یا میو یا کھانا
 اپنے حرب حال تیار کر کے کہلاتے ہیں اور باتتے ہیں اموات کیلئے دعا مانگتا اور اون
 کے نام سے صدقہ دینا باتفاق اہل سنت جماعت کے قرأت ہے و جب کرنا اور کہنا تا کہلاتا
 قرأت ہوا تو اسکی نذر کرنا بھی صحیح ہوا اور اسکو ادا کرنا بھی لازم ہوا فاتحہ کا کہنا
 کھانا جسکو کہلانے یا تقسیم کرنے کی نیت کریگا تو اوی کو کہلانا لازم ہوگا اگرچہ شخص غنی
 یا نادور کے عیال ہیں ہو اور فاتحہ کا کہنا ناقص مساکین کو کہلانے تو اس میں زیادہ اجر
 ہو لکن غنی کو بھی بطریق صدقہ یا دینہ میں اجر ہے اگرچہ فقرا یا مساکین کو کہلانے ثواب بڑا
 ہے انتہی مسئلہ و رہ بیان عرس حضرت عوث الثقلی بن ابی سفیان یا زوہم
 ہذا بیان حکم خوردن نذر و نیاز و غیرہ صدقات مراغنیار حضرت حامد قاری بلاہوری
 و در نذریت یا زوہم گفتگوی طویل کردہ اند اور صدقہ تطوع فرار وہ اند چنانچہ عبارت مکتوبات

مسئلہ کیا ہے نذر و نیاز

نشان بعینہ است بد آنکہ در عرف میگویند یازدهم میکنم و یازدهم خورندم یازدهم خوردم حمل
 این عیارات بر معنی حقیقی نشان است نمی آید زیرا کہ یازدهم نام وقت معروف است خوردن
 و خوردن او محال پس لامحالہ محمول بر مجاز است یعنی طعام یازدهم خوردم خورندم بر طریق
 ذکر محل و ارادہ حال در ذہن بعضی یاران افتادہ کہ لفظ یازدهم کردہ باشم تعلیق است از تعلیق
 نذر است گفتہ کہ تعلیق را حرف تعلیق و فعل معلق یہ میباید اینجا بیچ ازین کمی نیست بر تقدیر
 کہ ہر دو مذکور کردید بلفظ مذکور جزا را و خواهد بود چنانچہ کسی گوید کہ فلان کار اگر شود یازدهم
 کردہ باشم پس لفظ مذکور تنہا تعلیق نیست دیگر بر تعلیق نذر نیست چنانچہ در فتاویٰ قاضیخان
 گفتہ و جعل قال ان برأت من مہوی ہذا ذبح شاة فبرأ لا یلزم شیء لان یقول ان برأت
 قالہ علی ان اذبح شاة ثم قال بعد شطوان قال جعل ان فعلت کذا فاللہ علی
 ان اذیت جفاة فی بیتی فحنت لا یلزم شیء لو قال للہ علی ان اطعم کذا و کذا یلزم
 کذا لک بالفرض والتقدیر اگر این لفظ مذکور تعلیق نذر باشد تا ہم مردم را چنین وعظ کردن
 باید کہ امی یاران طعام یازدهم بفقیران خوراندہ باشند خود نخوردہ باشند نہ تو نگران را
 خوراندہ باشند نہ مطلق منع باید کرد کہ درین سترہ خیرات است انتہی نیز در مکتوبات مذکور
 است کہ ان طعام الاعراس یصنعون بطریق التبوع والتطوع لا بطریق النذر
 و صدقة التطوع لا یحرر علی احد الا علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم انتہی محدث دہلوی شیخ
 عبدالحق در مائت بالنتہ فی ایام انتہ نوسہ کہ فمات الشیخ عبد القادر الجیلانی لیلة
 السبت التاسع من ربيع الآخر فی ہذہ الروایۃ یکون عرسہ حنة اللہ علیہ وسلم بعباد الاخر
 و ہذا هو الذکر لنا علیہ سیدنا الشیخ الامام العارف لکامل الشیخ عبد الوہاب
 المتقی القادر المکی فانہ کان یحافظ یوم عرسہ صلی اللہ علیہ وسلم ہذا التاریخ ما اعتمدا
 علی ہذہ الروایۃ او علی ما رأی من شیخہ المشہر البکیر علی المتقی و من غیرہ من المشائخ
 وقد اشتہر فی دیارنا ہذا الیوم الحادی عشر و ہوا المتعارف عند مشائخنا من اهل
 الهند من اولادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وقد یقال ان وذاتہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی الیوم
 السابع عشر واصلہ انتہی پس چنانچہ طعام دوازدهم ماہ ربیع الاول عرس حضرت

جناب سالت اب صلی اللہ علیہ وسلم است کہ خاتم النبیین سید المرسلین است کہ برایت صح
 اطماعی انفاری در شرح شمائل نبوی موضوع پیوستہ کہ روز دوشنبہ وقت ضحی ہوم ماہ
 مبارک ز نور رحلت فرمودند و بعضی دو از دہم در کتاب البریز فی مناقب سیدنا
 عبدالعزیز جاحش احمد بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ و روہ کہ متالت الشیخ الفوت البارغیب
 عبدالعزیز بن سید فی مولائی مسعود الدباغ الفارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہما
 عن شہر ولادتہ صلی اللہ علیہ وسلم فان العلماء اختلفوا فی ذلك اختلافا کثیرا
 فقال بعضهم انه صفر وقال بعضهم انه ربيع الاخر وقال بعضهم انه رجب قال
 بعضهم انه رمضان قال بعضهم انه يوم عاشوراء وقال بعضهم ان الشهر غیر
 معین غیر معلوم لئلا انه فی نفس الامر غیر معین فاجاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ الشهر
 ربيع الاول سالت رضی اللہ تعالیٰ عنہ یوم الولادة من شهر ربيع الاول فان الطمأ
 رضی اللہ تعالیٰ عنہم اختلفوا فی قبیل فی ثانیہ و قیل فی ثانیہ و اختاروا اکثر
 وقیل فی ثامنہ و قیل فی تاسعہ و قیل فی ثانی عشرہ فاجاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ انه
 ولد علیہ السلام فی ربيع الاول وهذا هو الواقع فی نفس الامر یعنی انه
 ولد لیلة الثلاثاء حتی وطعام این روز مولودش ازین قبیل است طعامیکہ وز عاشورہ
 بر عایت حضرت تالیما بن سیدین سیدی شباب اہل جنت ابی محمد الحسن ابی عبداللہ
 حسین بنیار میکنند تو اب ان ہر ای خدا نیاز آنحضرت میکنند از ہمین جنس است طعام یکہ ہر ہم
 کہ عرس حضرت غوث الثقلین کریم الطرفین قرۃ العین المحبین محبوب سبحانی قطب البانی سیدنا
 و مولانا فردا فردا ابی محمد الشیخ محی الدین عبدالقادر الجیلانی است چون شایخ دیگر را عری
 بعد سال معین میکردند آنجناب را در ہر ماہی قرار دادہ اند و کمال تخصیص یوم اول
 گذشتہ اند تا بیان خوردن صدقہ یازدہم و صدقات اعراس و بگوشیج و حکم صدقات
 نقلیہ برامی اغنیای بینی لاشم پس باند داشت کہ صدقات واجیہ مصارف مخصوصہ
 معینہ اند و در آیت شریف اما الصدقات للفقراء الایۃ چنانچہ از کتب فقہیہ
 کا التمس فی نصف انہا بوضوح پیوستہ اند محتاج بہ بیان اینجا نیستند صدقات نقلیہ

حبلان و انور در ان صدقہ نقلی براسے سادہ جا نز اسف ۱۲

کس از والدین اولاد خود و اقربا و اقربان و غنیان و ثنیان و دارا و اهل فقر را خوردن سزا
 مخصوص باین مصارف مخصوص نیست قاضی ثناء اللہ در مالابد فرموده دیگر صدق
 نافذست بوالدین اقربین و نیامی و مساکین و همسایه ساکین و غیره بدید کن بہرست
 کہ آنچه زائد از حوائج اصلیه دیون و نفقات و حقوق واجبہ باشد بدو و در حصیت
 خرج نکند انتہی و نیز در مالابد منہست در بہان باب اول از صدقات نافع بنی
 ہاشم بدید کہ زکوٰۃ بر آنها حرام است بتواضع و احترام نظر بر قرابت رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم بگذرانند انتہی و حضرت حامد قاری لاہوری در مسائل مہر فرمودہ اند
 کہ در جامع از مضمرات گفتہ کہ صرف کردن صدقہ نقلی بسوی غنی جائزست و در تالیف
 گفتہ کہ صدقہ نقلی بہیچس حرام نیست مگر بر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم انتہی و در جمالیست کہ
 من الحماصیۃ الصدقۃ علی الغنی ہتروان ذکرت لفظ الصدقۃ والہتد علی الفقیر
 صدقۃ وان ذکرت لفظ الہتد انتہی و در جامع الرموز آوردہ کہ وسوۃ الکلام مشیر الی
 جو نہ صرف صدقۃ التطوع فی الغنی کما فی المضمرات انتہی و مولوی عثمانیہ اللہ قاری
 لاہوری در حاشیہ شرح قواعد فارسی ہندی یا صلاح الاصلح نوشتہ کہ طعام اعراض شایع کرام
 و اہل بیت عظام تبرکات توکل را ہم خوردن راست انتہی و فی معدن الحقائق شرح کنز
 الدقائق و روی ابو عصمہ عن ابی حنیفہ انہ یجوز دفع الزکوٰۃ الی بنی ہاشم فی
 زماننا و اما کان لا یجوز فی ذلک الوقت و یجوز النفل بالاجماع و کذا یجوز
 النفل للمعنی کذا فی فتاویٰ و احتیاطیہ انتہی و در مرقات شرح مشکوٰۃ تحت حینان ہذا الصدقات
 انما علی سائر الناس انہا لا تحل ل محمد ال محمد آوردہ کہ قال بن الملک الصدقۃ لا تحل
 للنبی صلی اللہ علیہ وسلم فرضا کانت او نذرا و کذا المقرضۃ لا الہ اے اقربایہ و اما
 التطوع قبائح لہم قال ابن الہمام عند قوم صاحب لہد ایتہ و لا تدفع الی بنی ہاشم
 ہذا ظاہر الروایۃ و روی ابو عصمہ عن ابی حنیفہ انہ یجوز فی ہذا الزمان و اما
 کان محتجاً فی ذلک الزمان انتہی و الضاقیہ تحت ہذا الحدیث ثم لا یختلف ان ہذا
 العیون تنظم الصدقۃ النافذۃ و الواجب فجر و اعلیٰ علیٰ موجب ذلک فی الواجب فقالوا

و حینان جواز اول صدقات و اجیر درین مکان برائے غنی و سادات جائز است



لا يجوز صرف كفارة اليمين والظهار والقتل وجزاء الصيد عشر الارض و
غلة الوقف اليهم واما الصدقة الثافلة فقال في النهاية ويجوز النقل
بالاجباع وكذا يجوز النقل للغنى كذا في الفتاوى اجتباى انتهى ودرم مرآت الفلاح
شرح نور الاليفاح آورده واختار الطحاوى دفع الصدقات الى بنى هاشم
انتهى ودر طحاوى در حاشيه او نوشته كه وكذا ترى ابو عصمة عن الامام انه يجوز
دفع الصدقات الى بنى هاشم في زمان الامام لان عوضها خمس الخمس لم يصل
اليهم لعوض عادوا الى معوض واقرة القهستاني كذا في شرح الملتقى انتهى ودر
فتاوى ظهير آورده كه وفي المبسوط لا يجوز دفع الزكوة الى من يملك نصيبا
الاطالب لعلم الغازي ومنقطع الحج لقوله عليه السلام يجوز دفع الزكوة لطلب
العلم لو كانت نفقة لا ربعين سنه وروى عن ابى حنيفة رضى الله تعالى
عنه لو بأس لهاشمي ياخذ الصدقات كلها والحكمة كانت في عهد النبي صلى الله عليه
وسلم لو خمس الخمس اليهم عوضا عن الصدقات فاذا لم يصل العوض اليهم كمال
الناس موال الغنائم وقسمتها وايبالها الى مستحقها عادوا الى المعوض عنه
والاهلكوا جوعا فيجوز لهم ذلك فعلا لضرر عنهم انتهى وطحاوى حاشيه مرآت
الفلاح آورده كه ويجوز للعامل لاخذ ان كان غنيا لانه فرغ نفسه لهذا العمل فيحتاج الى
الكفاية قال في المنهم وهذا التعليل يقوم ما نسب للواقعات من زطال العلم يجوز له
اخذ الزكوة ولو غنيا اذا فرغ نفسه لقادة العلم استفادته لعجزه عن الكسب
والحاجة داعية الى كلابد منه انتهى آقول يرد هذا التعليل ولى من ايراد الحديث
المدان كور كان مضموم مع الفاظه مصرحان بوضع هذا التعليل هو الموافق لقواعد
الشرع وعللها من غير تكبير ودرم مرآت شرح شكوة آورده كه ان الصدقات اذا دفع الى
بنى هاشم في دفع الى جره الهيئتهم مع الادب خفص الجنبم تكروفا لاهل بيت رسول الله صلى
الله عليه وسلم واقرب الاشياء اليك بخد الحمر بيرة الذك تصدق عليها لربا كله صلى الله
عليه وسلم حتى اعتبره هدية منها فقال هو عليها صدقة ولنا منها هدية والظاهر انها كانت

صدقة نافله انتہی لہذا در بلاد ہند بلکہ برہمہ و می زمین عادت اہل اسلام جاری شد است
 کہ بوقت دادن صدقات سادات پیران خود را بشیرینی ہدیہ نام کردہ میدہند و ہذا ہو
 الاحتیاط فی مشکوٰۃ و المترددات و الاحتیاط من شیعہ المتقین مسئلہ
 بنا کردن گنبد و غیرہ بر قبور اولیاء مولانا علی القاری المکی در مرقات شرح
 مشکوٰۃ تحت حدیث فہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یخصص القبر وان
 یبنی علیہ ان یفعد علیہ نوشتہ کہ قال ابن الہمام و اختلف فی جلاس القارین یقروا
 عند القبر و المختار عدم الکراہتہ قال التوریشتی لانه من صنع الجاہلیتہ ای کانوا
 یظلمون علی المیت الی ستر قال و عن ابن عمر انہ رأی قسطاطک علی قبر خیر عبد اللہ
 فقال نزعہ یا غلام فانما یظلمہ عملہ و قال بعض الشراح من علمائنا و الاضاعۃ الما
 و قد یح السلف البناء علی قبر المشائخ و العلماء المشہورین لیزورہم الناس یتسرعون
 بالجوس فی انتہی یعنی حاویث کہ در ممالک بنا قبور و حجاج بر قبور آمدہ انمول اتدعیہم فاندہ
 و اما در وقت فائدہ بنا قبور جائزست و در مجمع البحار علامہ محمد طہر گجراتی فتنی آورده در معنی
 حدیث مذکور کہ ہوان بنی بجانہ و نحوہ وان یضرب علیہا خیمتہ او یبنی علیہا بیتہ
 و قد یح السلف البناء علی قبور الاولیاء و العلماء لیزورہم الناس یتسرعون
 فیہ انتہی و در میزان کبری در کتاب الجنائز شیخ شعرانی آورده و من ذلک قول الائمۃ
 الثلثان القبر لا یبنی و لا یخصص مع قول ابی حنیفۃ یجوز ذلک انتہی و شاہ عبدالعزیز
 و ربان الحدیثین در بیان حل مجہد بن یوسف بن علی بن عبد اللہ الکریم کرمانی شرح صحیح بخاری کہ
 سہمی بگو اکب بخاری ست نوشتہ کہ او در آخر عمر خود باز قضح نموہ و بعد فراغ از حج بسبت
 بغداد کہ مسکن او بود مراجعت کرد در اثنار راہ شانزوہم محرم در منتر یکا فتنہ و بر قضہ نہشتا ست
 سال مقصد نہشتا و شش و بیات یافت نعش او را بغداد و نقل کردند در ایام حیات خود بر
 خود قبری عاقبت خانہ در جوار قبر حضرت ابو اسحاق شیرازی درست ساختہ بود و بالا ان قبہ
 عالی تزییب کردہ بود در ہمان قبر مدفون شد انتہی و در نور الایمان آورده کہ وقد نقل
 الشیخ الدہلوی فی مدارجہ عن مطالب المؤمنین از السلف با حوان بنی علی

مسئلہ
 در بیان بنا کردن
 قبور و غیرہ

قبل المشايخ والعلماء المشهورين فيتم ليحصل لراحة الزائرين يجابون في ظلها و
 هكذا في المفاتيح شرح مصابيح وقد جوزها اسمعيل لزاهد الكندي من مشاهير
 الفقهاء وفي مجمع الانهر شرح ملتقى الابحران محمد بن حنفية صلي عليه ابن عباس
 رضي الله عنده فيكبر عليه يعاود دخله من قبل القبلة وضرب عليها قسطا ط
 ثلثة ايام والظاهر ان ضربا لقسطا طين الا لاجل القراءة لا غير انتهى وورمقا شرح
 مصابيح نوشته که واما المتأخرون فقد استحسنوا ان يخص القبول انتهى وورمقا شرح گفته که و لا
 يخصص القبول ولا طين لا يرفع عليها بناء وقيل لا بأس به هو المختار انتهى وصل
 اني سلمت انظر اهل البيت انداخته شود تا بنا رفقه وغيره با جا درست چنانچه بعض علماء بظواهر عمل
 نموه منع کردند و اگر علت او را دیده شود که در آن اسراف و تبذیر مالست تا بوقت فائده و منفعت
 جائزست و الاحکام مختلف باختلاف اعلل چونکه از سلف تا خلف جمیع بلاد اسلام عمل برینا
 قیما و غیره بر قبور صاحبین باقیه شد پس لامحالته این احادیث مولی اعتقاد باید کرد و
 الا مخالف اجماع عقائد اهل اسلام لازم خواهد شد مسئله خلاف دستور و جهنم با و چراغ
 افروختن بر قبور اولیاء الله و علماء عاملین مسجد و سخن است درین زمان که درین نفع اسلام
 و اهل اسلام از اجیاد اموات است محبت دلیوی شیخ عبدالحق رحمته الله تعالی علیه شرح
 سفر السعادت فرموده اند که در آخر زمان بحیث اقتضای نظر عوام بظواهر صلحت در تعمیر
 و تزیین مشاهد مقابر شایخ و عظامر ضی الله تعالی عنهم اجمعین دیده چیزها افزونند تا از آنجا
 ایست و شوکت اهل اسلام و ارباب صلاح پدید آید خصوصاً در دیار هندوستان که اعداء
 دین از هند و کفار بسیار اند و ترویج و اعلا اهل اسلام این مقامات متبرکه که باعث رعب و
 و انقیاد ایشانست و بسلا اعمال افعال اوضاع که در زمان سلف از مکرمات بوده اند در
 آخر زمان از مستحبات گشته و اگر جهال عوام چیزی کنند تعین که ارواح بزرگان از آن ارضی
 خواهند بود و ساحت کمال دیانت ایشان مشهور است از آن چنانچه انداختن خلاف
 بر قبور شریف و افروختن چراغها و غیره تکلفات که بر مزارها اولیاء الله جلانه مستحبات اند انتهی
 کذافی شرح کتشف فارسی و در رد مختار حاشیه و در مختار در باب الخطر و الا با حقه آورده

مسئله خلاف دستور و جهنم با و چراغ بر قبور اولیاء و علماء عاملین بنام حق

کہ بعض لقمہ ہاں وضع النور والفتاویٰ والشیاب علی قبور الحاصلین الاویا
 قال فی کتابہ الحجرتہ وتکرر وضع النور علی القبور لکن نحن نقول ان ذاقصد
 التحظیر فی عیون العباد حتی لا یختفروا صاحب القبر و یجللوا الخشوع والادب
 للغافلین الزائرین ذہو جائز لکن الاعمال بالنیاز وان کان عزیزو کفوا ہم بعد طواف
 الوداع یرجع قبرہ یا حتی یخرج عن المسجد جلالا للیت حقہ فی وضعہا جالس
 لکن انہ لیس منہ ترویجہ ولا اثر محلی قد ذہابہ اصحابنا اتہی کذا فی کشف النور
 من اصحاب القبور الا ان عید الغنی المتابقی من مرہ انتہی فی الحدیثہ الغدیہ
 شرح طریقہ الحدیثہ قال لو الذبحہ اللہ علیہ شرحہ علی شرح الدر ومیسائل
 المتفرقة اخرج الترمذی علی راس القبور عتبات و اتالات کذا فی بزازتہ انتہی و
 هذا کلہ اذا خلا عن المفائدہ وانما اذا کان فی موضع القبور مسجداً و کان القبور
 علی الطريق و کان هناك احاد جالس و کان قبری من الاولیاء و اولادہم من العلماء
 المحققین تعظیماً للروحہ الشرقتہ علی تراب جسدہ کما شرع الشمس علی الارض
 علاماً للناس انہ فی لیبہ کوایہ و یدعو اللہ تعالیٰ عندہ یسجد اب لہم فوسو
 ہو جائز کما یجمع منہ الاعمال الثبات انتہی پس حاصل این مسألت کہ بہا بیرون ذہو مذات
 حضرت علیؑ علیہ السلام و صحابہ کرامؓ و مشرکین و غیرہ و مثل کتابت حدیث و ضبط احوال سہاں
 بلکہ صحابہ کبار کہ تب حدیث را سخت برہم و تنہد میفرمودند حال انکہ کتابت حدیث بعد از ان
 از اہم وجبات گردیدہ و ازین قبیل است کہ پنجم و غیرہ از جملہ اشعار و کتب استماع فرین
 ہر سان حالات شیخ بن حجر و کتابش فتح الباری آوردہ کہ از عمدة تصانیف ایشان کتاب
 فتح الباری فی شرح البخاری است کہ بعد از تمام من شادی کردہ حدیث پانصد شہار
 ہر دویمدان مرتب نمودہ انتہی و امیر غزول بھو بل در خطابی ذکر الصحاح استہ آوردہ
 کہ تا حرفی باری عمل مصنفہ و ایامہ عظیمہ لہر مختلف عنہا من جملہ المسلمین
 اکثاد و امکان اسمی بالتاج والبیع و جوہ ثلاث شعبان منہ اثنتین و
 اربعین و ثمان مائتہ و قرآن فی المجلس الاخیر و هناك حضر الاممہ کالقایانی

لعل
 کتابہ الحجرتہ و تکرر وضع النور علی القبور لکن نحن نقول ان ذاقصد
 التحظیر فی عیون العباد حتی لا یختفروا صاحب القبر و یجللوا الخشوع والادب
 للغافلین الزائرین ذہو جائز لکن الاعمال بالنیاز وان کان عزیزو کفوا ہم بعد طواف
 الوداع یرجع قبرہ یا حتی یخرج عن المسجد جلالا للیت حقہ فی وضعہا جالس
 لکن انہ لیس منہ ترویجہ ولا اثر محلی قد ذہابہ اصحابنا اتہی کذا فی کشف النور
 من اصحاب القبور الا ان عید الغنی المتابقی من مرہ انتہی فی الحدیثہ الغدیہ
 شرح طریقہ الحدیثہ قال لو الذبحہ اللہ علیہ شرحہ علی شرح الدر ومیسائل
 المتفرقة اخرج الترمذی علی راس القبور عتبات و اتالات کذا فی بزازتہ انتہی و
 هذا کلہ اذا خلا عن المفائدہ وانما اذا کان فی موضع القبور مسجداً و کان القبور
 علی الطريق و کان هناك احاد جالس و کان قبری من الاولیاء و اولادہم من العلماء
 المحققین تعظیماً للروحہ الشرقتہ علی تراب جسدہ کما شرع الشمس علی الارض
 علاماً للناس انہ فی لیبہ کوایہ و یدعو اللہ تعالیٰ عندہ یسجد اب لہم فوسو
 ہو جائز کما یجمع منہ الاعمال الثبات انتہی پس حاصل این مسألت کہ بہا بیرون ذہو مذات
 حضرت علیؑ علیہ السلام و صحابہ کرامؓ و مشرکین و غیرہ و مثل کتابت حدیث و ضبط احوال سہاں
 بلکہ صحابہ کبار کہ تب حدیث را سخت برہم و تنہد میفرمودند حال انکہ کتابت حدیث بعد از ان
 از اہم وجبات گردیدہ و ازین قبیل است کہ پنجم و غیرہ از جملہ اشعار و کتب استماع فرین
 ہر سان حالات شیخ بن حجر و کتابش فتح الباری آوردہ کہ از عمدة تصانیف ایشان کتاب
 فتح الباری فی شرح البخاری است کہ بعد از تمام من شادی کردہ حدیث پانصد شہار
 ہر دویمدان مرتب نمودہ انتہی و امیر غزول بھو بل در خطابی ذکر الصحاح استہ آوردہ
 کہ تا حرفی باری عمل مصنفہ و ایامہ عظیمہ لہر مختلف عنہا من جملہ المسلمین
 اکثاد و امکان اسمی بالتاج والبیع و جوہ ثلاث شعبان منہ اثنتین و
 اربعین و ثمان مائتہ و قرآن فی المجلس الاخیر و هناك حضر الاممہ کالقایانی

والونانی والسعد لديرى وكان المصروف فى لوليتنا المدن كورة فحو خمس مائة دينار
 انتهى حال آنكه صحاح يرضوان الله تعالى عليهم فمبين وقت جمع نمون كلام الله شريف ولديه نكروه
 بودند و نه کسی از ائمه اربعه در وقت تمام کردن کتاب خود ولیمه کرده بودند نه امام محمد بن اسماعیل
 و سلم و غیر بهما من ائمه حدیث وقت تمام کردن صحیح جوامع خود ولیمه کرده بودند مگر چونکه
 در آخر زمان اغراز و توفیر اسلام اهل اسلام در نظر انبیا منظور بود لهذا شیخ ابن حجر
 ولیمه فتح الباری از مشروبات اعمال خیر و حسنہ دانسته نهایت سعی بالغ و اهتمام کامل بجای
 آورد لهذا هیچکس از علما محققین مذکورین که در آن مجلس حاضر آمدند یو انکار بر آن نکرد بلکه
 مستحسن دانسته مشغول در و گردیدند و همچنین علم نحو و دیگر علوم ضروریه که خواندن آنها در این زمان
 بر طالب علم دین واجب است در زمانه صحابه اثری از خواندن اینها نبود و شواهد
 ما نحن فیہ کثیرة جدا لا تطیل بدن کره لان العاقل لزیکی یکفیه لا شارة
 والبلید الیغی بقیة الفعارة **مسئله حیوان را قبل از ذبح بنام ولی**
الله نام زد کرده وقت ذبح نام الله گرفته بنامش ذبح کردن مخفی نماید که جمهور
مفسرین عامه شان اعتبار نام خدا و غیر او را در علت حرمت جانور وقت ذبح را داشته
اند یعنی اگر وقت ذبح حیوان نام الله بر گفته ذبح نمودند تا حلال است اگر چه قبل یا بعد از
ذبح بطرف مالکش منسوب کرده میگویند که گا و زید است این گو سفند عمر است این جاموش بپرست
یا گو سفند برای علما و فقرا خواهیم کشت یا برای نهان خواهیم کشت یا کشته بودم این نسبت
قبلیه بعدیه را بغیر الله جانور را حرام نمیسازد و الا همه جانوران که قبل از ذبح آنها را مالکش
منسوب کرده نام پرند حرام شوند و اگر وقت ذبح نام الله را ترک نموده صرف بنام غیر الله
گرفته ذبح کند یا نام غیر را بنام الله بطریق عطف بگیرد حرام میشود و اگر بلا عطف نام غیر را
یا نام الله ذکر نمود تا مکروه است مجزاهم و اگر نام غیر الله را بنام الله منصوص ذکر کرد و قبل از نام الله
یا بعد و تا حلال است در مدارک التزیل است که **وَمَا أَهْلٌ بِهِ لَعْنَةُ اللَّهِ أَذْجِلَ صَنَامٍ**
و ذکر علیه اسم غیر الله ارفع به الصلوة للصنم ذلك قول اهل الجاهلیة باسم اللات والعزیزة
انتهی و در میضاوسی که **وَمَا أَهْلٌ بِهِ لَعْنَةُ اللَّهِ ارفع به الصلوة عند ذبحه للصنم انتهی**

مسئله
 حیوان را قبل از ذبح
 بنام ولی
 الله
 نام زد کرده
 وقت ذبح
 نام الله
 گرفته
 بنامش
 ذبح
 کردن
 مخفی
 نماید
 که
 جمهور
 مفسرین
 عامه
 شان
 اعتبار
 نام
 خدا
 و
 غیر
 او
 را
 در
 علت
 حرمت
 جانور
 وقت
 ذبح
 را
 داشته
 اند
 یعنی
 اگر
 وقت
 ذبح
 حیوان
 نام
 الله
 بر
 گفته
 ذبح
 نمودند
 تا
 حلال
 است
 اگر
 چه
 قبل
 یا
 بعد
 از
 ذبح
 بطرف
 مالکش
 منسوب
 کرده
 میگویند
 که
 گا
 و
 زید
 است
 این
 گو
 سفند
 عمر
 است
 این
 جاموش
 بپرست
 یا
 گو
 سفند
 برای
 علما
 و
 فقرا
 خواهیم
 کشت
 یا
 برای
 نهان
 خواهیم
 کشت
 یا
 کشته
 بودم
 این
 نسبت
 قبلیه
 بعدیه
 را
 بغیر
 الله
 جانور
 را
 حرام
 نمیسازد
 و
 الا
 همه
 جانوران
 که
 قبل
 از
 ذبح
 آنها
 را
 مالکش
 منسوب
 کرده
 نام
 پرند
 حرام
 شوند
 و
 اگر
 وقت
 ذبح
 نام
 الله
 را
 ترک
 نموده
 صرف
 بنام
 غیر
 الله
 گرفته
 ذبح
 کند
 یا
 نام
 غیر
 را
 بنام
 الله
 بطریق
 عطف
 بگیرد
 حرام
 میشود
 و
 اگر
 بلا
 عطف
 نام
 غیر
 را
 یا
 نام
 الله
 ذکر
 نمود
 تا
 مکروه
 است
 مجزاهم
 و
 اگر
 نام
 غیر
 الله
 را
 بنام
 الله
 منصوص
 ذکر
 کرد
 و
 قبل
 از
 نام
 الله
 یا
 بعد
 و
 تا
 حلال
 است
 در
 مدارک
 التزیل
 است
 که
وَمَا أَهْلٌ بِهِ لَعْنَةُ اللَّهِ أَذْجِلَ صَنَامٍ
 و
 ذکر
 علیه
 اسم
 غیر
 الله
 ارفع
 به
 الصلوة
 للصنم
 ذلك
 قول
 اهل
 الجاهلیة
 باسم
 اللات
 والعزیزة
 انتهی
 و
 در
 میضاوسی
 که
وَمَا أَهْلٌ بِهِ لَعْنَةُ اللَّهِ
 ارفع
 به
 الصلوة
 عند
 ذبحه
 للصنم
 انتهی



قاتل عبدالحکیم رشید اور فرمود کہ سر تع الصلوٰۃ للصائم ان یدکر اسمہ الذبیح
 علی مافی الکواشی والتاج وغیرہا ومعنی ما اهل بہ لغیر اللہ نودی علیہ بغیر اسم
 اللہ واقام للصائم مقام لغیر اللہ یدلیل قولہ تعالیٰ وما ذبیح علی التَّصْبِیَّتِہَا
 علی ان المقصود بالخطاب ہم المشرکون لانہم کانوا یتحاوون ہذہ الامور ولیس
 المراد تخصیص الغیر علی ما ذہب لہ عطاء و مکحول والحسن لیسر والشعبی سعید
 بن السیب حیث اباحوا ذبیحۃ التصرفی اذا سہی علیہا باسم المسیح لانه خلاف
 مذہب الائمة الثلاثة مالک وابو حنیفہ والشافعی رحمہم اللہ تعالیٰ بانہم
 انفقوا علی حرمتہا عملاً بظاہر النص انتہی ودر تفسیر سطوا صدی آوردہ کہ و
 الذابح مہل لرفع الصوبہ ذکر اللہ ما یدبیح علی اسمہ ومعنی ما اهل بہ لغیر اللہ
 قال بن عباس ذبیح للاصنام و ذکر علیہ غیر اسم اللہ و ہذا قول جمہور المفسرین
 انتہی مولوی رفیع الدین صاحب نیز در فتویٰ خود نوشتہ اند کہ قدما مفسرین در یہ جا فقط
 تسمیہ عند الذبح مراد داشتہ اند انتہی خصماً و شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نیز در فتح الرحمن ترجمہ
 قرآن وقت ذبح نوشتہ اند چنانچہ در سورہ بقرہ نوشتہ اند کہ آنچه آواز بلند کردہ شود
 در ذبح و می بغیر خدا و در سورہ مائدہ آوردہ اند کہ و آنچه نام غیر خدا وقت ذبح او یاد کردہ
 شود و در سورہ انعام نوشتہ اند کہ آنچه فسق باشد کہ برای غیر خدا آواز بلند کردہ شود وقت ذبح او
 و در سورہ نحل گفتہ اند کہ آنچه ذکر کردہ شود نام غیر خدا در ذبح و می انتہی قال النووی شرح صحیح
 مسلم جمع المسلمون علی التسمیۃ عند الارسال علی الصيد عند الذبح والنحر انتہی و نیز فقہار
 ذریح لفظ را دادہ اند چہونہ بیت و ارادہ بلی چنانچہ در تفسیر نیشاپوری آوردہ کہ قال مالک و
 ابو حنیفہ و اصحابہ الشافعی اذا ذبحوا علی اسم المسیح فقد اہل ابۃ لغیر اللہ فوجب ان
 یحرم و اذا ذبحوا علی اسم اللہ فظاہر اللفظ یقتضی الحلال کلا عبرۃ لغیر اللہ انتہی و آنچه
 در مختار و بحر الرائق وغیرہما از کتب فقہیہ بر تفسیر غیر اللہ برائے تقرب غیر اللہ و ذبح جانور
 وغیرہ اشیا از وہم دونایہ و شمع و اطعمہ شیر بہا را بدہ صرف نمون حرام نوشتہ
 اند اینجا مراد از تعظیم خاص تعظیم کہ عبادت است نہ مطلق تعظیم والاہمہما نوران

که برای اجتناب و خویشاوندی و دستاورد معجزان از اهل دین فرج کرده شوند همه حرام گردند که
 عمده جانور برای توقیر و تعظیم و عزت عمده همان فرج کرده شود و ونان اطعمه نیز برای عزت
 و تعظیم معرزی بسیار میکنند پس همه اقسام اینها حرام شوند و لم یقل به احد من له حواس
 سلیمه فظهران المراد بالتعظیم هنا هو العبادة قال لنووی فی شرح صحیح مسلم
 فان قصد مع ذلك المذبح تعظیم غیر الله تعالی و العبادة له كان ذلك کفرا انتهى
 پس از عطف نمودن عبادت بر تعظیم هوید است که این هر دو یک معنی ثانی تفسیر بر اول
 است قال الحوی فی شرح الاشباه لان ذبحها لاجله تعظیمها له لا تعظیمها لله تعالی
 فیم الذبح انتهى اینجا نیز تعظیم بمعنی عبادت است که تعظیم خدا یعنی عبادت برای او میباشد
 و عبادت آنگاه برای غیر خدا خواهد گردید که آن غیر را معبود خود خواهد دانست پس در آن وقت
 ذبح برای غیر بمنزله سجده عبادت برای غیر است و کفر و انحراف و حرمت و بیجانش کلامی نیست
 قال الرافعی علمان الذبح للعبود باسمه نازل منزلة السجود و کل واحد منهما
 نوع تعظیم و عبادة فمن ذبح لغيره تعالی عبادة و تعظیمها له کفر و حرمت ذبحه
 کمن یسجد لقبره سجدة عبادة و کذا لود بحمد الله تعالی و لغيره علی هذا الوجه و
 من ذبح لغيره لا علی هذا الوجه كما اذا ذبح لرفیق و غیره لوارضاة او للکعبة
 تعظیمها لانها بیت الله اول الرسول لانه رسول الله فلا یحرم و من هذا القبیل الذبح
 عند استقبال السلطان لان انتشار قدمه و نازل منزلة العقیقة و مثل هذا
 لا یوجب الحرمة و الکفر و علی هذا اذا قال بسم الله و بسم محمد و اذا الذبح باسم
 الله و تبرک باسم محمد صلوات الله علیه سلم ینبغی ان لا یحرم انتهى و قال النووی
 فی شرح مسلم و ذکر شیخ ابراهیم للروزی من اصحابنا ان ما ینذبح عند استقبال
 السلطان انتشار القدمه افق اهل بخاری تجریمه لانه مما اهل به لغير الله
 تعالی قال الرافعی هذا اما ینبغی انه انتشار القدمه فهو کذبیم العقیقة لودة
 المولود و مثل هذا لا یوجب التحزیم انتهى و مراد از تقرب نیز عبادت بالهدیه
 مقبوم میگردد که قوت و تقرب عبادت را گفته میشود خصوصاً در مواضع که ترا کرده

اشراک باشد هم قریب باشد موجود باشد درین مسأله خاصه هم بالنحو من مراد از تقرب عبادت
دانشته اند و برین تصریح نموده اند چنانچه در رد المحتار حاشیه تنویر الابصار است تحت
قولہ و لا ینتقرب الی الآدی لے علی وجه العبادۃ لانه المکفر و هذا بعید
من حال المسلم فالظاهر انه قصد الدینا و القبول عند باظہار المجتہد بے قداء
عن انقی پس حاصل انبیسله است کہ اگر غیر اللہ را معبود دانستہ بطریق قربت عبادت او
چانوری ذبح نموده است یا نذرانه و او تا ذبح و تا ذر کافرونند و چون منذور حرام خواه غیر
اللہ را مساوی اللہ دانند یا خود ازان و اگر غیر اللہ را معبود نمیدانند بلکه او را رسول خدا یا ولی اللہ
دانستہ تبرکات نامش مفصلاً یا موصولاً بنام اللہ ذکر کردند نذر اللہ صحیح است و ذکر نام ولی
اللہ قبل از ذبح یا بعد از ذبح و نسبت نذر با و برای اختصار کلام مجاز از نذر اللہ ثواب
میتست ولی التفسیرات احمدیة و ما اهل به لغير الله معناه ذبح به کا سم
غير الله مثل لات و عزی اسماء الاولیاء و غیر ذلک فان اقرد یا سم غیر الله
او ذکر مع اسم الله عطفایان یقول باسم الله و محمد رسول الله بالجهر حر الزبیحة
وان ذکر مع صولاً لا معطوفایان یقول باسم الله محمد رسول الله کره و لا
یحرم وان ذکر مفصلاً بان یقول قبل التسمیة و قبل ان یضطجع الذبیحة و بعدہ کا
بأس به هكذا فی الهدایة و من ههنا علم ان البقرة المنذورة للاولیاء کما هو الرسم
فی زماننا حالاً طیبٌ لانه لم ینکر اسم غیر الله علیها وقت الذبح ان کانوا ینذرونها
لهم انتهى فی منہیة الاحمدیة و اما یجب لندر فقد تقرران النذر لغير الله حر ام
ونذر الاولیاء مؤلته بان النذر لله و ثوابه لهم انتهى و در صدقہ ندر شرح طریقہ محمدیہ
آورده کہ و من هذا القبیل زیارة القبور و التبرک بضرائح الاولیاء و الصالحین
و النذور لهم بتعلیق شمع او ذبح بقرة و شاة و القاء ستور و غیرها علی حصی
شفاء او قدم غائب فانہ مجاز عن الصدقة علی الخادمین لقبورهم کما قال الفقهاء
فمن فح الزکوة لفقیرو سماها قرصاً صحیح لان العبرة بالمعنی لا باللفظ و کذا
الصدقة علی الغنی هبة و الهبة علی الفقیر صدقة فقد صرح الشیخ ابن حجر الهیثمی

المکی من ائمة الشافعیة فی فتاواہ ان ہندہ المنذر للولی لمیت اذا قصد بہ المناذیر
 قرینہ اخری کا وکاد ولی المیت او خالقہ او اطعام الفقراء الذین عند قبرہ صحیح
 المنذر و جب صرفہما قصدہ المناذیر غالباً لئیس فی ہذا الزمان یقصدون
 ذلک فیحمل لکلام علیہ لا ینبغ ان ینہی الواعظ عما قال بہ امام من ائمة اہل
 الحق بل ینبغ ان یقع النہی عما اجمع الائمة کلام علی تحریر النہی عنہ و هو معاقب
 بالضرورة من الدین کحرمہ الزنا و الزیاد و شرب الخمر ظن السوء باہل الاسلام
 و الظلم و المكس و غصب الاموال و المصادرات بغير حق و الجنایة فی البیوع و
 الاجارات و رشوة القضاة و الامراء و التکبر و الاعجاب الحسد و البغی و
 الافتراء و الکذب الذور و النسیان لعیوب نفسی تجیس عیوب الخلق و
 اتھام المسلمین و المسلمات بالفواحش و ہتاک استاذ الذینین و محبتہ اشاعتہ
 الفاحشہ فی الغیور و الغیبة و النمیمة و الاستہزاء بالفقراء و السخویرة علی
 المساکین و الضعفاء من الناس و الطعن فی اولیاء اللہ تعالیٰ المتقدمین و الخوض
 فی دینہم و اعتقاد اہم بالجهل فی معانی کلامہم و عدم معرفۃ المطابقین کلامہم
 و کلام اللہ تعالیٰ و رسولہ و انکار کراماتہم بعد الموت و اعتقاد ان ولایتہم
 انقطعت بموتہم و نہی الناس عن التبرک بہم الی غیر ذلک من القیامۃ الی ہم علیہا
 الان غالب غلط زماننا فی بلادنا و غیرہا نسل العافیہ انتہی و آنچه در تفسیر عزیز می
 در تحت تفسیر ما علی بملفیر اللہ نوشتہ اند کہ قبل از بیج اگر جانور را بنام غیر اللہ تشہیر و تفریبا
 غیر اللہ فرج کردہ شود آن حرام گرد و بعد از آن با ہم اللہ وقت فرج حلال نمیشود علامہ
 رفوف احمد کا چارہ شاگردان حضرت شاہ عبدالعزیز اند و تفسیر فی نوشتہ اند کہ جناب عبدالعزیز
 صاحب کتبہ عقیدہ نہ تھا جو تفسیر فتح العزیز میں بابت مسئلہ اہل بیج لعل اللہ کے لکھا گیا ہے
 یہی نہیں کہ کسی نے الحاق کر دیا ہو انتہی بل خصوصاً بیک سہیمیز ماہ علوم اگر یقیناً عبارت تفسیر عزیز را
 ملاحظہ نماند و ان عبارت کہ تحت آج اہل غیر اللہ مطور است بان موازنہ کند بدانتہ میبدا اند کہ
 این عبارت از دین بگشت آن از لسان دیگر و صریح و بلیغ بدوسن و ان عبارت

بمع مضمون خود نیست که خود شاه عبدالعزیز صاحب بر صفحه ۳۳ تفسیر آنجا که از جانب
 خداوند تعالی در جواب شیطان ملعون ارشاد شده بود نوشته اند که طعام نو هر دو یک نام خدا
 در وقت ذبح آن نبوده باشند حتی پس تکلیف تفسیرشان در موضع دیگر در آن است که
 وقت ذبح او نام الله نبوده شود اینجاقبل از ذبح بنام غیر برون چگونه حرام میشود و یا این
 همه در تفسیر عزیزی تحت آیت ما هل به غیر الله آن جانور را حرام گفته که برای تقرب غیر
 الله ذبح کرده شود ای لعباده غیر الله و اینچنین کسی از مسلمانان هنوز نیافته شد که بنی اولی
 الله یا سلطان امیر را آکه دانسته برای عبادت او ذبح نماید اگر اینچنین در اهل اسلام یافته
 شود تا همه عبادت مثل نماز و روزه و زکوة هم برای آن میشود خود که غیر از خدا تعالی
 مقرر کرده است خواهد نمود و نه صرف ذبح و نیز اگر غیر خدا بتعالی المعبود است بنام او اولاً
 تشبیه داده است پس وقت ذبح چه نام آن غیر را نمی گیرند کس را درین وقت از نام
 برون غیر او تعالی نماند پس این عبارت تفسیر عزیزی بلا شبهاه مدعی است مخالفت
 اجماع اهل اسلام چه در بلکه کل مفسرین که هیچکس باین طرف نرفته اند از مفسرین و نه از فقهاء
 محدثین که بجز نام برون غیر الله قبل از ذبح مثل خنزیر میگردد و بعد از آن اگر بنام خدا بتعالی
 ذبح کنند بیچ فائده نمی بخشند و آنچه در سحر الرقی و غیره کتب فقهیه حکم کرده اند برای ندور که تقریباً
 له لی الله کرده شوند که این حرام اند بعد از آن حکم گفته اند که فقر را بدینند یا خداوند علی
 سبیل الصدقة المبتدأة و اخذة ایضاً ما لم یقصد الا ذر التقرب لی الله تعالی و ایضاً
 فی معنی المحتج فان بقی شیء من ذلك البذ و ردت الی مالکها و الی ادره بعد صوت
 التناذر فان جهل مالکک صرفاً لی مصالح المسلمین اگر برون اسم غیر الله برون مندر
 اولیا آن مندر و حیوان غیر مثل خنزیر شده بودی بعد از آن بیچ وجه حلال نگردد پس چگونه
 او را بقدر بطریق صدقه مبتدأ و ادن و گرفتن جائز بودی یا بعد از وجدان صدقه مالک و فارت
 رد و صرف او جائز بودی زیرا که مالک خنزیر هیچکس از اهل اسلام نمیکرد و پس معلوم گردید که هر که
 جانور مندر و راویا را حرام مثل خنزیر قرار داده از حد شرع تجاوز کرده حرمت حلال از نفس
 خود ثابت نموده پس متابعان او او را آکه خود دانستند در پی قبول حکام او شدند

واتخذوا الحبارهم ودر میانہم من دون الله... ورحم الخمين كسان نزل فرمود
 اسم الله تعالى این متبرک چیز نیست کہ اگر مسلمے ہر جانور کفار وقت ذبح اور آگفتہ ذبح
 کنند تاہم حلال میگرد و چنانچہ در تائز خانہ آورده است مسلم ذبح شاة المجروسی
 لبیت فارهم او الكافولا لهم یوكل لانه سمى الله تعالى ونكره للمستعد لك انتهى
 این فرقہ محدثہ شاذہ جاہلہ را چونکہ علم و فہم نصیب نیست برای اظہار علم الہی و عامل بریا خود
 آن آیاتہا کہ در حق کفار معینون و ندبوحان نشان کہ برضبت معینون خود ذبح میگردند
 وارد شد بودند آن آیاتہا را ناحق تفسیر ناروائی و اجتهاد ہوائی خود میجلد جموع تکلفات
 شدید و تاویلات و توجیہات یکیکہ بعید بر مسلمانان و ندبوحان نشان اولیاء اللہ نشان کہ خیراتہا برای
 نشان میکنند کشیدہ بزور و جبرمی چسباندند و حلال خدا را برای جاہلانہ خود و قیاس اہلبیسانہ
 حرام میکنند و اہل اسلام را کہ مخالف مذہب ہوائی ایشان باشند کافر و مشرک میگویند و
 خود را موحد و عامل بالحديث و این تلبیس البلیت در دین حالانکہ تحقیقین علما نظر کم نمودہ
 اند کہ کفار معینون خود را کہ دانستہ و الوہیت را در آنہا اعتقاد کردہ عبادت ایشان میگردند
 و از کلمہ گویان کسی نیست کہ غیر خرائیعی را کہ دانستہ عبادت او کند اللهم مگر آنکہ بعضی جاہل
 زرد و افض کہ در حضرت مرضی علی کرم اللہ وجہہ الوہیت را معتقد اند و ایشان ہم عبادت
 و نمیکند پس اہل علم انقیاد خود ناحق کا و گفتن خود را در ذبح انداختن است شاة
 ولی اللہ صاحب در حجتہ اللہ البالغہ حال معینون کفار یکمال توضیح و تلویح اظہار باختہ
 کہ ازان ہر بلید ہم میفہم کہ حال اولیاء اللہ اہل اسلام و معینون کفار و معتقدان آن ہر دو
 مفارق و مباین بنیان کلی است حیث قال و المشركون و وافقوا المسلمون في
 تدبير الاموال العظام و فيما ابرم و جزم ولم يترك الخيرة خيرة ولم يوافقوهم في سائر
 الامور و ذهبوا الى ان الصالحين من قباهم عند الله و تقربوا اليه فاتاهم الله
 الا لو هبته فاستحقوا العبادة من سائر خلق الله باز گفته کہ وقالوا لا تقبل عبادة الله
 الا مضمومة لعبادتهم بل الحق في غاية التعالي فلا يفيد عبادة تفردا بل لا يد من عبادة
 هؤلاء ليقتربوا الى الله زلفى قالوا هؤلاء عبيد معون و يبصرون و يتفقون لعبادتهم

ویتدیرون امورهم وینصرونهم فتنصبوا على اسمائهم اجماراً وجمعوا لها قبلة عند
 توجههم الى هؤلاء فخلق من بعدهم خلق فلم يطيعوا الفرق بين الاصنام و
 بين من هو على صورتها فلم يقنطوا فظنوها معبودات باعيا لها فلذلك
 قال الله تعالى عليهم تارة بالتنبيه على ان الحكم والمالك له خاصة وتارة ببيان
 انها جهادات الهم ارجل يمشون بها امر لهم ايد يبطشون بها ام لهم اعين
 بصرت بها ام لهم اذان يسمعون بها انتهى ازين بيان شاه ولي الشريعة است كه ان آياتها
 كدور حق كفار وبتان شان رقران مجيد آمده بودند مولوي اسماعيل ذريت او بنات حق قياس
 مع الفارق ووزار صواب کرده ير اهل اسلام پانيداند و انبيا و اوليا را بمنزله بتان كفار
 قرار داده اند معاذ الله من سوء الفهم و تلاعب الشيطان و در حرام كردن جانوران مندر و ره
 اوليا الله منكر اند صريح امر خداي تعالي را كه در سورة انعام ارشاد فرموده فكلوا مما ذكر اسم
 الله عليه ان كنتم بائنه مؤمنين و ما لكم ان لا تأكلوا مما ذكر الله و قد فضل لكم
 ما حرر عليكم و خداي تعالي آنچه ان راحرام فرموده كه وقت ذبح او نام الله بر گفته نشود و قال
 الله تعالى لا تأكلوا مما لم يذكر اسم الله عليه و انه لفسق مسئله خواندن
 قران بر قبر و رسوم يا بعد از ان مجمع شده چنانچه منسخت منسخت علامه على
 القاري عليه رحمة الله الباري در مرآة شرح مشکوٰة در شرح حديث بنومي اذا مات احدكم
 فلا تجسوه و اسرعوا بر الى قبرة وليقدرا عند راسه فاتحة البقرة و عند رجله
 بخاتمة البقرة و روه كه قال النووي في الاذكار قال محمد بن احمد المرزى سمعت
 احمد بن حنبل يقول اذا دخلتم المقابر فاقرأوا بفتح الكتاب المعوذتين و
 قل هو الله احد و اجعلوا ثواب ذلك للاهل لمقابر فانهم يصل اليهم انتهى
 في الاحياء العلوم للغزالي العاقبة بعد الحق عن احمد بن حنبل نحوه و اخرج الخليل
 في الجامع عن الشعبي قال كانت الانصار اذا مات لهم الميت اختلفوا الى قبرة يقرأون
 القرآن و اخرج ابو محمد السمرقندي في فضائل قل هو الله احد عن علي مرفوعاً
 من هو على المقابر و قرأ قل هو الله احد احد عشرة مرة شروها جره الاموات

مسئله خواندن قران بر قبر متخمس

من الاجر بعد الاموات واخرج ابو القاسم سعد بن علي الزنجاني فوائده عن
 ابهريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من دخل المقابر ثم قرأ فاتحة الكتاب
 وقال هو الله احد اهنكم التكاثر ثم قال اني جعلت ثواب ما قرأت من كلامي
 لاهل المقابر من المؤمنين المؤمنين كانوا شفعا له الى الله تعالى واخرج القاضي
 ابوبكر بن عبد الباقي الانصاري في مشيخته عن سلمة بن عبيد قال قال حماد المكي
 خرجت ليلة الى مقابر مكة فوضعت راسي على قبر فتحيت فرايت اهل المقابر حلقه طقة
 فقلت قامت القيامة قالوا لا ولكن الرجل من اخواننا قرأ قل هو الله احد جعل
 ثوابنا نحن نفسه منذ سنه واخرج عبد العزيز صاحب الخلافة عن انس
 ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من دخل المقابر فقرأ سورة يس خفف الله
 عنهم وكان له بعد من فيها حسان وقال القرطبي حدثنا اقرأوا على موتاكم يس
 يحتمل ان يكون هذه القراءة عند الموت على الميت ويحتمل ان يكون عند قبره كذا
 ذكره السيوطي في شرح الصدر ثم قال ولحقنا في فصول ثواب لقراءة للبهيت
 فيهم والسلف والائمة الثلاثة على الوصول خالف في ذلك الشافعي مستدلا بقوله
 تعالى وان ليس للانسان الا ما سعى فاجابه الجمهور بما جوبه عديدة شافعية كافية واستدلوا
 على ما قاله بالقياس على وصول الدعاء والصدقة والصوم والحج والعتق فانه لا
 فرق في نقل الثواب بين ان يكون عن حج او صدقة او وقف او دعاء او قراءة وبالا حاديا
 المذكورة وبيان المسلمين ما زالوا في كل عصر مصر يجهتون يقرأون لموتاهم من
 غير تكبير فكان ذلك اجماعا ذكر ذلك كله الحافظ شمس الدين عبد الواحد
 القدسي الحنبلية في جزاء القدر في المسئلة ثم قال السيوطي واما القراءة على القبر فحزم
 بمشروعيتهما اصحابنا وغيرهم قال النووي في شرح المهذب يستحب لزار القبر ان
 يقرأ ما يتلى من القرآن ويدعو لهم عقبها نص عليه شافعي وانفق عليه الاصحاب
 وزاد في موضع اخر وان ختموا القرآن على القبر كان افضل انتهى ما قاله على القارتي
 في المرتبة مختصرا ونيز قاضي شارح حجة الله عليه تذكروا الموتى والقبور آروده اندك.

حافظ شمس الدین ابن عبدالواحد گفته از قدیم در شهر مسلمانان جمع میشوند برای
 هرات قرآن میخوانند پس ابع شده است و علامه عینی در حاشیه پیرایه جمیع عنایه
 که ان المسلمین مجتمعون فی کل عصر و زمان و یقراون القرآن و یدعون جوابه
 لموتاهم و علی هذا اهل الفلاح الدیانت من کل مذهب من المالکیت و الشافیت
 و غیرهم و لاینکر ذلک منکر نکان اجبا عما انتهى و در فتاوی هندیه آورده که قسره
 القرآن عند القبور عند محمد رحمة الله علیه تکلم و مشااختار حنة الله علیهم اخذوا
 بقوله و هل ینتفع و المختار انه ینتفع کذا فی المقدمات انتهى و در فتح القدیروز موده که
 و اختلف فی جلاس القاریین لیقرأوا عند القبور و المختار عدل لکراهته انتهى مطحاوی
 در حاشیه مرقی الفلاح آورده که و المسئلة ذات خلا ذوالا الامام تکرر و قال محمدا
 تحت لو ورد الاثار و هو المذهب المختار کما صرح حواصیر فی کتاب الاستحسان انتهى
 و علامه برهان حلیمی در مستطی گفته که و اختلفوا فی اجلاس القاریین لیقرأوا عند القبور
 و المختار عدل القراءة انتهى و آنچه در بعض کتب فقهیه در باب اجاره متقدمین منخرین سوا
 تعلیم قرآن بر دیگر عبادات مثل امانت و خطابت اذان و تعلیم علوم شرعیه و غیر اجرت
 گرفتن منع نوشته اند بیشک اگر اجرت بمقابلت نفس عبادت باشد تا تحقیق که ممکن فرموده اند
 اما این اجرت بمقابلت نفس در مکان خاص تا وقت خاص بگفته اهل آن واقع است
 و آن بلا شبهه حلال است شاه عبدالعزیز در تحت تفسیرت و لا تشتر و ابایتی ثنا
 قلیلا آورده اند که اما فرقه علمان حبیبان که برای تعلیم اطفال نوکر میشوند اول این مره
 نیستند زیرا که در عوض تعلیم چیزی نمیگیرند بلکه علاوه آنها اجوره محنت آنهاست که از صبح تا
 شام ز خانه خود جدا مانده از کسب معاش معطل گشته طعمان بر سر پارامند شبان که گو سپندان
 کرده را جمع نمایند و با خنیا طنگا هارند آری اگر کسی بر محض تعلیم قرآن حدیث فق و غیره با تقین
 ممکنه یا زمانی اجوره درخواست نماید در زمره علمان نیاطلب که بر حکام الهی را بلاغ آنها
 متذرع دنیا درخواست کنند محسوب میشود و انتهى و بر صفحه آینه در تفسیر همچون آیه فرموده اند که
 و عبادات که بسبب تعیین مدت یا تخصیص مکان مباح میشوند نیز بر آنها اجرت گرفتن جایز است

من
 حاشیه
 مطحاوی
 در کتاب
 الاستحسان

مثل تعلیم قرآن بطفل کسی در خانه او از صبح تا شام که این خصوصیات و قبو هر گز عبادت هستند
 انتی و در تحت تفسیر قوله تعالی ان الذین یکتبون ما انزلنا من البینات والهدی
 نوشتند که در اینجا دقیقاً باید فهمید که اجرت بر نفس تعلیم حرام است اما خواندن کسی قطع مسافت
 کرده برای تعلیم رفتن یا اطفال از صبح تا شام و رقیب داشتن عملی است و اگر تعلیم در مقام یاد
 این عمل اجرت گرفتن بلا شبهه حلال است و همچنین مقید بودن بجاوس در مدرسه کسی نماندت و اراز
 نیز مقابل اجرت میتواند شد انتی پس ال ختم نیز بر خاتمین مکان زمان تعدد اختتامت و پاره
 قرآن و سوره مقرر میکنند این نمیگویند که در کار بار خود فی الله برای شفا مریض یا با ثواب
 مرده یا ختم هر قدر که باشد بکنید بلکه نرو و مریض در خانه بپیرند یا در مسجد نشاندن مقرر کنند
 که برای مرده یا این قدر ختم بکنید و پاسداری خاتمین هم میکنند و برستی و رشتی و
 خفگان ظاهر کنند که ما هو المشاهد هذا هو المحمل فی التخلیص عن بعض الظنوز فی
 حق کافر الا نام من اهل الاسلام من الخواص العوام هذا من نبل عموم البلوی
 کیف قد وقع الخلاف فی جرة نفس العبادات ایضاً فلا انکار علی المختلف فی
 من الاعمال و الفضائل و اما الا انکار علی المتفق للغير المشاع بین الخواص و العوام
 فکیف اذ اثبت من اهل التحقيق ان الاجرة لیست فی مقابله العبادت ههنا بل فی
 مقابله جنس النفس القبول الخارج عن العبادت فین انکر مثل هذا المراد و جافقد
 اذ انفسه و عمله لن یفسد العطار ما اصلحة الدهر خیر الکلام ما قل و دل
 و نیز اگر ختم کلمه لا اله الا الله کند منبیت و در زرا و الاخرت از تالی
 فاخره فی تذکرة الآخرة آورده که در بعضی اخبار آمده که اگر یکصد بیت و پنجاه بار
 ختم کلمه طیب کند و ثواب آن را بروح میت بخشد مغفور گردد اگر چه مستوجب عذاب
 و سزاوار عقاب باشد و طریقه سلف همین بوده و بروایتی یکصد هزار بار و نیز بروایتی
 صد و بیست و پنج که اگر لاله الا الله هفتاد هزار بار خوانده شود باین وضع که نه بار
 لا اله الا الله و دهم بار محمد رسول الله تا آنکه بانجام رساند و ثواب آن بروح میت یا با
 ارواح اهل مقبره کشیده شود حق تعالی آن مردگان را بیاورد و عذاب گور از ایشان

ما
 ختم کلمه طیب
 لاله الا الله

وقع كذا انتهى وقد حدثني أن را امام احمد از معاذ بن جبل فرماید اینست نموده است که ان لا
 اله الا الله وفتح الجنة و امام ابو الليث سمرقندی رحمه الله عليه من تبيينه ان من عن النبي
 صلى الله عليه وسلم آورده که ان قيل للنبي صلى الله عليه وسلم يا رسول الله هل للجنة
 ثم قال نعم لا اله الا الله و نیز امام ربانی مجدد الف ثانی در جلد ثانی از مکتوبات آورده اند
 که بیاران و دوستان فرمایند که هفتاد و نه بار یا اکرم یا الله بر و حاجت مرحومم خواجه
 مهجودق و بر و حاجت مرحومم همیشیره او ام کلثوم بخواند و ثواب هفتاد و نه بار یا اکرم
 یکی بخشد و هفتاد و نه بار یا دیگر را بر و حاجت دیگری از دوستان دعا و فاتحه
 مسؤل است او شیخ عبد الوهاب شعرانی در بحر المحور و فی الموائيق و العهوا آورده که خذ
 علينا العهوان تعجل يا حاديت الفضائل و لو قيل يضعفها الا سيما ان اعتقدت
 بالكشف و لا تهمل العمل بما كما هو الغالب في الناس فيمجر ما يسمعون بضعف
 الحديثها و لون بالعمل به قد وقع للشيخ محي الدين العربي رضي الله عنه
 انه اطلع على تعذيب امرأة في النار كان قد عمل سبعين الفا لا اله الا الله
 يقصد فكان رقيقة من النار فقال اللهم اجعل ذلك في صحائف اعمال
 فلا تخرجت من النار لوقتها و الحديث الوارد في ذلك لم ينزل المحدثون
 يتكلمون في سنة فاعمل بمثل ذلك يا اخي و لا تتبعد حصول الاجر
 العظيم بالعمل لبيد فان مقادير الثواب لا تدرك بالقياس انتهى و تخصیص
 روز سوم یا هفتم یا بیستم یا چهلم یا شش ماهی یا برسی نیز چنانچه در وصیت مولانا عبد الله گجراتی
 هم عصر شیخ عبد الحق دهلوی در وصیت نامه خود میفرماید که تخصیصات و نضاع
 و تراکیب ماکولات و تعینات و مفردات بفاتحه و نیازهای بزرگان از رسوم
 صالحات است آنتی و در جامع الاوراد است که اگر بر طعام فاتحه کرده بنقره بدو البته ثواب است
 و نیز در آنست که چون قرآن ختم کند اول پنج آیت خوانده دست بر آمی فاتحه بردارد
 و ثواب ختم بهر که خواهی از ارواح اموات بطریق آن حضرت صلی الله علیه و سلم به بخشد و شاه
 ولی الله در شروع انبیا فی سلسل اولیا را شروع کرده که اگر چه او اول امت را با و آخر

روز سوم یا هفتم یا بیستم یا چهلم یا شش ماهی یا برسی نیز چنانچه در وصیت مولانا عبد الله گجراتی
 هم عصر شیخ عبد الحق دهلوی در وصیت نامه خود میفرماید که تخصیصات و نضاع

امت و بعضی اختلافاتی بوده باشد اختلاف موضوع نمیکند از تباط سلسله بهمین امور
بسیک است و اختلاف صورت اثری نیست انتهی نیز شاه عبدالعزیز صاحب در سوال عشره در
جواب بهم بقایه طعن مولوی عبدالحکیم پنجابی فرموده اند که این طعن مبنی است بر جهل بحوال
مطعون علیه زیرا که غیر از فرض شریعت مقرر را هیچکس فرض نمیداند آری زیارت
و تکریم قبور صالحین امداد ایشان با امداد ثواب و تلاوت قرآن و دعا خیر تقسیم طعام
و شیرینی سخن است و خوب با جماع تعیین روز عرس برای آنست که آن روز مذکر
و انتقال ایشان میباشد از دار العمل بدار الثواب لاسر روز که این عمل واقع شود موجب قلم
و نجات است و خلفه لازم است که سلف خود را باین انواع بر و احسان یاد نمایند
چنانچه در احادیث مذکور است که ولد صالح بدعوه و تلاوت قرآن و اهدای ثواب را عباد
قرار دادن مبنی بر کمال بلاوت و افراط جهل است آری اگر کسی سجد طواف و عابثان
فلان فعل کذا بعمل آرد البته مشابیهت بعباده الاوثان کرده باشند و چون چنین
نیت پس چرا محل طعن باشد و در روشور سیوطی مذکور است و اخرج ابن
المنذرو ابن مرویه عن انس رضی الله عنده ان رسول الله صلی الله علیه و سلم کان
یا قی حد اکل عام فاذا القوة الضعیف سلم علی قبور الشهداء فقال سلام علیکم ما
صبرتم فغم غم عقیبا لدار و اخرج ابن جریر عن محمد بن ابراهیم قال کان النبی صلی الله علیه
وسلم یاتی قبور الشهداء و علی داس کل حور فیکو سلام علیکم ما صبرتم فغم
غم عقیبا لدار و کذا ابو بکر و عمر و عثمان انتهی و در غنیة الطالبین حضرت بزرگوار فرماید
اخیونا ابو نصر عن الذی باساده عن ابی سامة عن جعفر بن محمد صلی الله تعالی
عنه قال هیبط علی قبر الحسین بن علی رضی الله تعالی عنهما یوم اصیب سبوعون
الف ملت یکون علیه لی یوم القيمة انتهی و نیز مولوی اسماعیل در صراط مستقیم از سید احمد
صاحب آورده که پس الحال اگر کسی اتباع پیغمبر صلی الله علیه و سلم منظور داشته و در شب بارات در مقبره
جمع صلوات کرده او دعا فرود کند او را بخیالقت پیغمبر صلی الله علیه و سلم ملام کردن نمیرسد انتهی در اینجا
یک فاعده کایه ضابطه جامع است تخصیص جمیع مشروعات غیر موقته فرض باشد واجب است باشد یا

مستحب نرفته اند که از آن پس بگوید ناقص العلم هم خواهد دانست که در مشروع غیر مخصوص از قانع
 را تخصیص نمودن برای کسی که مصلحتی جائز بلکه در بعضی صورت و واجب میگردد علامه کن الدین مفتی
 ترازب علی در خانمه هدایت النجیدین الی مسائل العیدین در کتب مصنفه آورده که هرگاه نسبت فح
 و معانقه در حال قدم از سفر و بدون آن ثابت شد پس تعیین آن بر روز عیدین چنانچه
 در بلاد هند بیرواح دارد نیز روایتی است آنکه حکمی که اصل آن در شرع شریف ثابت است پس
 تعیین آن در وقتی خاص بسبب اتراح اینوقت در اوقات ثبوت آن اصل و اگر دوزیرا که
 چون اصل شی در هر اوقات مشروع شد پس وقت معین هم یکی از افراد اوقات آن مطلق میباشد
 بجهت تحقق مطلق در افراد و ظاهراًست که هر فردی از مطلق که تحقق باشد باعتبار تعیین
 و تخصیص خارجی مانع تحقق آن مطلق نخواهد بود و الا تحقق مطلق در فرد ممنوع باشد و هوکما ترمی
 و آنچه از تعیین وقت بشرع مانع است تعیین است که مانع تحقق مطلق در غیر آن معین باشد
 که از شرع تعیینش ثابت شد بلخیص مرام آنکه حکم مشروع در وقت مفید مطلق و در مفید رعایت
 قید که از شرع ثابت شده ضرورت هرگز تبدیل آن جائز نیست بخلاف مطلق که رعایت
 قید و خصوصیت در آن از جانب شارع مرعی نشده بلکه هر فرد آن صلاحیت تحقق مطلق
 میباشد و توضیحش آنکه مثلاً حکمی از احکام شرع در مطلق اوقات مشروع باشد مانند
 ایصال ثواب عبادات مالی و بدنی برای نفع اموات پس تعیین آن بر رسوم اگر بلحاظ آن
 باشد که میت در قرب اوقات موت بجهت ظلمت قبر و حفظه آن توضیح سوال ملائکه یاده
 تر محتاج به حصول ثواب میباشد پس شرعاً در مشروعیت اعمال چیزی مانند تلاوت قرآن مجید
 و ابلان صدقات یا تعیین آن در اینوقت مضائقه ندارد و اگر بلحاظ آن باشد که درین روز
 معین اعمال خیر بجا آوردن رواست در غیر آن نیست پس ظاهرست که این اعتقاد باطلست
 چه درین صورت تشریح شرع جدید و تغییر حد و آیه لازم می آید و هو ممنوع قطعاً پس باعتبار اصل
 متقدم مذکور ظاهرست که مصنفه و معانقه بر روز عیدین رواست و در مفهوم بدعت سببه مندرج
 نیست نشاید عدل این مطلب آنکه تذکر و مواعظت برای نفع هدایت فرمان جمیع اوقات
 موکدست و مستحب تعیین روزی از روزهای هفته و یا تاریخی از تاریخهای ماه و سال

جائزست چنانچه عید اللدین مسعودی اللہ عنہ روز چہارشنبه را برای موغلت منقرض فرمودند و
 امام بخاری درین مسأله بابی منعقد کرده عن ابی وائل کان عبد اللہ یذکر الناس فی کل
 خمیس انتی پس هنوز همه تخصیصاً و جموعاً از تخصیصاً اعراس منشاخ و مجالس بر سر منشاخ
 از مناکحت و خننه و عقیقه و مجالس غنوم و شرور مجالس عبادات ادعیه اوضاع و رسوم منشاخ
 جائز و مستحب گردیدند و منکر ایشان بلبه کامل و جاہل مفطر است لهذا شاه فیج الدین در
 سوایک از ایشان شده بود سوال تخصیص با کولات در فاشخ بزرگان مثل کچھ در فاشخ
 امام حسین و نوشته در فاشخ شیخ عبدالحق و غیر ذلک و همچنین تخصیص خوردگان چه حکم وارد
 جواب فرموده بودند که جواب فاشخ و طعام که بی تلبه مستحبات است و تخصیص کفعل مخصوص است
 یا اختیار است که باعث منع نمیتواند شد این تخصیص از قسم عرف عادات اند که بمصلح خاصه
 و مناسباتی خفیه ابتدا بطه آورده رفته رفته شیوع یافته اند از انہی و شیخ ابن حجر در تحفہ آورده
 کہ ان الاجتماع عند القبر لقراءة القرآن و الادعیه لیس لما نص علی قراة ما تیسر
 علی القبر و الدعاء فالبدعت انما هی الامور الممنوعه الحادثة التي لیس لها
 اصل عام دون نفس لقراءة و الدعاء فان منها ما هو من البدع المحسنه کما
 لا یخفی انتہی و در وسیلہ النجا آورده کہ فی عمدة الفتاوی و اما اتخاذ الورق و العود
 و العنبر یوم الثالث فباح هكذا فعلت امرأة عبد العزیز و بنته المعروف یا مہانی
 رضی اللہ تعالی عنہما فی الیوم الثالث فمن ذلک جرت العادة فی کل تعزیه کذا فی
 المفروق للایما البزود انتہی و رقناومی طنبداومی کہ معتبر فتاوی نہایت نفی است آورده کہ ولا
 بأس بالاجتماع الذی یعمل فی کل سنتہ انتہی شاه عبدالعزیز صاحب تفسیر عزیزی
 و ذیل آیت ثمراتہ فاقبہ می آرند کہ دفن کردن چون اجزا بدن تمام یکجا بیجا باشند
 علاقت روح با بدن از راه نظر و عنایت بحال میماند و توجہ روح بزرترین مشاققین مستفیدین
 بسہولت میشود کہ بسبب تعین مکان بدن گویا مکان روح ہم متعین است و آثار این عالم
 از صدق و فاشخها و تلاوت قرآن چون در ان بقعه کہ بدن بدن اوست واقع شود بسہولت
 واقع میشود پس سوختن بالنش گویا روح را بی مکان کردن است دفن گویا مسکنے برای

شرح ساختن ست و بنا برین است که از اولیاء مدفونین و دیگر صلحی از مؤمنین انتفاع و استغاثه جاری است
 و آثار افاده و اعانت نیز منصوص است و این مسئله محقق همانند که استغانت و استغاثه بصحیح
 و نشان از بعید جائز و مستحب بلکه وقت حاجت ضروری واجب است اولاد برین
 مسئله سوالی و جوابی نوشتن مناسب است اندک از فقیرالی الشدر ۱۲۹۹ بطریق استغانت
 بعضی اهل علم با یکدیگر در مناظره شده بعد از گفتگویی واجب بظرف فقیر برای محکم رجوع
 کرده بودند و یکی از آن دو مرد پرخاندان عالی پیشینه بود و دیگری مقتدر مولوی اسمعیل متنازل
 او استغانت علمایان دین و مفتیان شرع متین چه میفرمایند و ز خواندن سلسله حشمتیان
 و استغاثه و استغانت ایشان برای قضا حاجات دین و دنیا بطریق ورود وظائف
 که بنا بهای اولیاء عظام بلفظ الهی بجزمت فلان و فلان مذکور است آیا بحسب شریعت
 مجزی برای او شد جزو است یا بے سند ممنوع جواب بخواندن سلسله موصوفه
 یا لفظ مکرره الهی بجزمت فلان فلان الخ و در آخر آن دعا منظوم در زبان هندی
 که در آخر هر بیت اولفظ واسطی است که معمول مریدان سادات پیشینه مہاریم است این
 دعوات دعا از بارئ تعالی بوسل جاہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اولیاء کرام صحاب
 سلسله پیشینه و دعا از بارئ تعالی از عمره عبادات و مخ آنهاست توسل و دعا با بنیاد صحاب
 از آنکه ضروریات است بنبوت او با حدیث صحیح و اقوال علماء حدیث و فقہ و مشایخ
 عظام پیشینه و غیر ہم اما الا حدیث فقد اخرج الحاکم و صحیح ابن ادم لما اقترب
 الخطیة قال یارب اسئلت بحمد صلے الله علیه وسلم ان تغفر لی فقال الله تعالی له قد
 غفرت لک ان سالتی بحقه و روی الترمذی عن عثمان بن عفیفان النبی صلے الله علیه
 و سلم ان رجلا ضرب البصر ان یدعو بهذا الدعاء لقضاء حاجته اللهم انی اسئلت و اتوجأ
 الیک بنبیک محمد نبی الرحمة انی توجت بک الی ربی ليقضے لی حاجتی الخ و فی
 دلائل الخیرات اللهم انی اسئلت و اتوجأ الیک بمجیدک المصطفی عندک لنا
 حبیبنا یا محمد اناسئلت بک الی ربک فاشفع لنا عند المولی العظیم یا نعم الرسول الطاهر
 اللهم شفعه فینا بجاهه عند الله قال الفاسی شرحه ان هذا الدعاء نحو اخرجه الترمذی

فاستغاثت
 فاستغانت

وقال حدثني صحيح عن غريب النسائي وابن جبر والطبراني وابن خزيمة في صحيحه
 والمحاكم قال صحيح عن شطر البخاري مسلم وصححه ايضا البيهقي عن عثمان بن
 حنيف رضي الله تعالى عنه انتهى واما قول المحدثين فقال البخاري في دعواه عيانه
 كالتهديد مع الخطب الدعاء مع التوسل والبسملة مع السور والتكبير مع المصلاة
 ذكر العلامة القسطلاني في يباخره صحيح البخاري وقلاب ابن حجر المكي
 في القلائد في كيفية حوال تزيين الامام ابو حنيفة النعمان بن ثابت رضي الله عنه
 اعلم انه لم يزل العلماء وروى الحاجات يترددون فبره وتوسلون به في قضاء
 حوائجهم منهم الامام الشافعي رحمه الله تعالى عليه انتهى بلكة صراط مستقيم كما ان ملفوظات
 خليفة سيد احمد صاحب آثر مولوي اسماعيل ومولوي عبيد الحى صاحب اسمعيل ونموه بسعي وتحرير
 مولوي اسماعيل جمع کرده اند در فائده اولي که از هدايت اول از فضل و هم که از باب سوم است
 مي فرمايند که بيان اتغال حشيتيه نيست که اول طالب بايد که با وضو و زانو بطون نماز بنشيند
 و فاتحه بنام اکابر اين طريقه يعنى حضرت خواجه معين الدين بخري حضرت خواجه قطب
 الدين غزنوي نخبه کاکي وغيره بخواند انجا بجانب حضرت ايزد پاک توسط اين بزرگان نمايد تهی
 پس درين عبارت بعينه صوت و عائد کور معمول حشيتيان حاله بيان فرموده طريق عمل او را
 ساختند و در حق اين ملفوظات سيد احمد صاحب را ابتدا کتاب صراط مستقيم مولوي اسماعيل
 گفته که اين فيوض الهيه فوائده سعادتيه انداه پس براي معتقدان مولوي اسماعيل عبارت صراط
 کافي است و براي ديگران احاديث و قول بخاري که اول مذکور اند شافعي اند و الله اعلم بالصواب
 حرره بمينيه كثير المظالم محمد المدعو بفيض عالم عفي عنه هنوز يواقي مويديت اين فتوى
 يابدينه در شرح برزخ آورده که در هي في الاخبار ان الانسان اذا صب عليه امر
 فينادي ليامن اولياء الله تعا فان كان جيا سمعه الرمي في طرفه عين او بعلمه
 بالكشف صفا لقلب تكلن جيتا في سمعه الملكة فيعين له بالشفاعه عند الله
 تعالى وعليه المشايخ و اگر غير ندا بايشان توسل کنند تا بيز ايشان اطلاع بمنوسل بياشد ايشان
 دعا براي متوسل ميکنند پس در ندا اطلاع و دعا گشان بر توسل متوسل بطريق اولي خواهد بود

در جواب
 که لازم

بلکہ سوال کردن از ایشان بایشان ادب است و حق شناسی که ایشان خوش مشوره و چنانچه پیشتر
 الواب شعرائی و مشارق الانوار القدریہ بیان العہد المحمدریہ میں نویسند کہ فی سوالنا الوسائط
 سلوک الادب معهم و سرعت لقضاء حوائجنا و من ابنی مثلنا ان یغیر ادب خطا
 اللہ عزوجل قد سمعت سیدک علی الخواص رضی اللہ عنہم یقولوا اذا سالتم اللہ
 حاجتہ فاسئلوه بمحمد صلی اللہ علیہ وسلم قولوا اللهم اننا نسالك بمحمد صلی اللہ
 علیہ وسلم ان تعفل لنا کذا فان اللہ ملکا یبلغ ذلک لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 ویقولان فلانا سأل اللہ بحقک فی حاجتکذا وکذا یسأل لنبی صلی اللہ علیہ وسلم
 رتبه فی قضاء تلك الحاجتہ فیجاب لان طاعه صلی اللہ علیہ وسلم مستجاب قال وکذا لک
 القول فی سوالکم اللہ باولیائہ فان ائمتک یأتمم فیشفعون فی قضاء تلك
 الخواجه اللہ علیہ السلام انتہی شاہ عبدالعزیز صاحب حجتہ اللہ علیہ بیتان المحمدرین و در بیان حال
 یحیی بن یحیی ہندسی جامع موطا امام مالک آفرودہ کہ وفات یحیی در ماہ رجب سنہ
 و صد ہی چہار واقع شدہ و عمر او ہشتاد و دو سال بود و قیرا و در قرطبہ است مردم در وقت
 قحط با وی استسقا میکنند و تبرک میجویند آہی و امام سبکی در شفا الاستقام فرمودہ کہ
 الباب الثامن فی التوسل والانتفاع بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم اعلم
 ان جواز ذلک و حسنہ من الاموال المطوۃ لکن یحیی بن یحیی و هو من سیر القبا لحنین
 حتی جاء ابن تیمیہ فاخترع ما لم یبق الیہ احد سائر الا عصا وقد وقفت علی
 کلام طویل لہ فی ذلک لکن رأیت ان ہامیل عنہ فان داب العناء و ارشاد المسلیہ
 و کلام ہذا بمعزوں فی ذلک بالجملة فالوصول علی ثلثہ انواع الاول والثانی لک
 ان قالوا النوع الثالث از یطلب لیسل منہ صلی اللہ علیہ وسلم ذلک الا مر المقصود
 بمعنایہ صلی اللہ علیہ وسلم قادر علی التوسل و من ہذا قول القائل صلی اللہ
 علیہ وسلم سنات مرا فقتک فی الحجۃ والا تا و فی ذلک کثیرہ ولیس المراد سبۃ الخلق
 والاستقلال الی لنبی صلی اللہ علیہ وسلم ہذا الا یرید مسلم فطر الکلام الیہ من
 باب التوسل فی الذین لا یقصد الناس بسوالہم ذلک الا کونہ صلی اللہ علیہ وسلم

8A

سبباً بين الله واليدين المستغاث هو الله وعند الغوث حقيقة وخلقوا والنبى صلى
الله عليه وسلم مستغاث ظاهر وهاز او تيباً انتهى هكذا في بعض الرسائل نقلته من
غيره ويتر في شفاء الاستقام والله اعلم بتحقيقه المرام شاه ولي الله وكتاب التنباه في
سلاسل الياقوت وموده كه اخبر في الشيخ ابو طاهر عن الفشاشي انه كتب الى النبي صلى الله عليه
وسلم كتابا في بعض حاجاته صوته يارسول الله صلى الله عليك انت اقرب مني
ام هذا فحق قربك مني ان بعد الاما شفعتني وفي قضاء حاجتي كلها الدينونة
ولا خيرة بيديك جميع مردگان را از اهل اسلام بر اعمال نندگان از خوششان اقرب اطلاع
بشوند پس چونکه استغاثت زندگان از مردگان هم عملی است از اعمال ایشان برین هم مطلع
گروه فتونند عن انس رضی الله تعالى عنه قال قال النبي صلى الله عليه وسلم
ان اعمالكم تعرض على اقراركم وعتائركم من الاموات فان كان خيرا التبشر واوان كان
غير ذلك قالوا اللهم لا تمهم حتى تهديهم كما هديتنا وراه الامام محمد الحكيم الترمذي
وابن مندرة وعن ابى هريرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا
تفكروا موتاكم بيئات اعمالكم فانها تعرض على وليائكم من اهل القبور وراه الديلمي
وابن ابى لدينا وعن النعمان بن بشير رضی الله تعالى عنه ما يقى قال رسول الله
صلى الله عليه وسلم انه لم يبق من الدنيا الا مثل لذياب تمور في جوه الله الله في
اخوانكم من اهل القبور فان اعمالكم تعرض عليهم وراه الحاكم في المستدرک في شعب
الايماز باسناد صحيح وسيدى شيخ زورق شارح صحيح بخارى كشته عبد العزيز ريسان الحمد ثين
احوالش بيان وموده از آن جمله انهم گفته كه سيدى زبير بن عوف رضی الله عنه عليه حق او بشارت داده كه او
از ابدال سبب است و مروى حليل القدر است كه مرتبه كماله فوق الذكر است و او آخر محققان صوفيه
است كه بين الشريفة و الحقيقة جامع بودند و بشارت گروى او اجله علماء مفتخر و مياهي اند مثل شتاب
الدين قسطلاني و شمس الدين نقاني و خطاب الكبير طاهر بن زهران و او را قصيده البيت بطور
قصيده جلالتيه كه بعضه ابیات او بيت انا المرئي جامع شتاته + اذا ما سطا
جور الرمان ينكبه + وان كنت في ضيق وكرب محنته فنادي يا زورق انات بسرعته

انتہی ہر گاہ خود بخود این محققین مریدین خود را وقت مصیبت حکم تنگناہ و ندا دادہ اند پس
 انکارا و بغیر از چاہل نمی آید و از عبادت مذکورہ شاہ عبد العزیز صاحب این ہم ظاہر شد کہ
 قصیدہ جلالیہ کہ آن را قصیدہ غوثیہ نیز میگویند از حضرت دستگیر یازدگان غوث الاعظم ہو
 محمد علی در جیلانی رضی اللہ تعالی عنہ است بخلاف از عم بعض لشکرین ازہ لمین رضی
 اللہ تعالی عنہ و آنچه ایشان در قصیدہ خود جیلانیہ برای مریدان استغاثہ و استمداد
 در صائب فرمودہ اند شہرہ آفاق است و عن عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالی عنہ
 ان رجلا کان یختلف الی عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ فی حاجۃ لہ فکان لا
 یلتفت الیہ لا ینظر فی حاجتہ فاقی ابن حنیف فشا کذا لک الیہ قال لعثمان بن حنیف
 ایت النجاة فتوضا ثم ایت المسجد فصل فی رکعتین ثم قال اللهم انی اسئلك و
 اتوجه الیک نبینا و فی حراتہ نبینک محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی الرحمة یا محمد انی
 اتوجہ الیک الی ربی فتقضى لى تذکرہ حاجتک فانطلق الرجل ففعل قال لعثمان بن
 حنیف ثم اتی باب عثمان بن عفان فجاءہ البواب حتى خذ بیدہ فاذا دخله علی
 عثمان فاجلس معہ علی الطنفسه فقال اما حاجتک فذکرہ حاجتہ فقضاها لہ
 ثم قال ما ذکرت حاجتک حتى کان لساعۃ و قال کما کان لک من حاجتہ فاذا ذکرہا
 لی ثم ان الرجل خرج من عنده فاقی ابن حنیف فقال لرجلک اللہ خیر اما کان
 ینظر فی حاجتک ولا یلتفت الی حاجتک نفسی کلنت فی فقال ابن حنیف واللہ ما کلنتہ
 و لکنی شہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتاہ صریحاً شکلی الیہ ذهاب بصرہ
 فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم او تصبر الی رسول اللہ انہ لیس لے قائد وقد شق
 علی فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ایت البیضاء فتوضا ثم صل رکعتین ثم ادع
 ہذہ الدعوات فقال ابن حنیف فواللہ ما تفرقنا و ما طال بنا الحدیث حتى دخل
 علینا الرجل کانه لم یکن ضرقط و راہ البیہقی الطبرانی فی البیہ بطرق متعدده
 و رد الترمذی عن عثمان بن حنیف ان رجلاً من البصرات النبی صلی اللہ علیہ وسلم
 فقال ادع اللہ ان یعافینے قال ان شئت و ان شئت اخرت ذلك فهو خیر لک

قال قد عرفنا فامره ان يتوضأ ويحسن الوضوء ويدعو بهذه الدعاء اللهم
 اني اسئلك اتوجه اليك بنبيك محمد بنى الرحمة الى التوجه اليك الى بي في حاجتي
 بهذا لتقضى لي ما اطلبه فشققتني وفي رواية ففعل فبرأ وفي بعض الروايات
 بنى الرحمة يا محمد وعن مالك بن عياض ملقب بمالك الدارقا قال صاب للناس
 فخط في زمن عمر بن الخطاب رضي الله تعالى عنه فاجاء رجل الى قبر النبي صلى الله عليه وسلم
 فقال يا رسول الله استسق لامتك فانهم قد هلكوا فاتاه رسول الله صلى الله
 عليه وسلم في المنام فقال ايت عمرا فاقراءة مني السلام واخبره انهم مستقون
 قل له عليك الكيس الكيس قاتى الرجل عمر رضي الله تعالى عنه فاخبره فبكى عمر ثم
 قال يا رب ما اولا ما عجزت عنه رواه البيهقي ابن ابي شيبة بسند صحيح مره
 السيف في القنوج ان الذي راى المنام بلال بن حارث المزني احد الصحابة رضي الله
 تعالى عنه كذا قال السيد السهري وغيره وعن ابي سعيد رضي الله تعالى عنه قال كنت
 امشي مع ابن عمر رضي الله تعالى عنهما فحدثت رجلاه فجلس له رجل اذ كس
 احب الناس ليك فقال يا محمداه فقام فمشى رواه ابن السني في عمل ليوم والليله
 وقال العلاقه الشيخ محمد عابد السند المدني الا نصارى اخرج ابن السني في عمل ليوم
 والليله عن عبد الرحمن بن سعد رضي الله تعالى عنه قال كنت عند ابن عمر رضي
 الله تعالى عنه فحدثت رجلاه فقلت يا ابا عبد الرحمن ما لرجلك قال اجتمع عصبها
 من ههنا فقلت ادع احب الناس ليك فقال يا محمد فانبسطت واخرج ايضا عن
 الهثيم بن جيش قال كنا عند عبد الله بن عمر يعني بن العاص فحدثت رجلاه فقال
 له رجل ذكرا احب الناس ليك فقال يا محمد كما نما الشط عن عقلي انتهى في عمدة
 المتخصصين بعدة الحصن الحصين لشيخ الاسلام برهان الدين ابراهيم قال
 مجاهد حدثت رجل بن عمر عند ابن عباس رضي الله تعالى عنه ما فقال لابن عباس
 افكر احب الناس ليك فقال يا محمد صلى الله عليك وسلم فكانما الشط عن عقلي
 وقال مجاهد قد ذهب خذوة انتهى وورد لائل خيرات كرايل طرق الرواية فذهب اربعة

در عرب عجم بلکه در جرین شریفین زادها الله تعظیما و شرفا و اورا و معمول به خود ساختند
 آورده که اللهم انی توخیر الیک بعبیدک المصطفی عندک یا حبیبنا یا محمد
 انا نتوصل یت الی ربک فاشفع لنا عند المولی العظیم یا نعم الرسول الطاهر اللهم
 شفعه فینا بجاهه عندک اتنی بعد شرح ابن و عاشراح و لائل خیرات علامه قاسمی مالکی در
 شرحش آورده که ان هذا الدعاء نحوه اخرج الترمذی و قال حدیث حسن صحیح
 عربی المناسی و ابن ماجه و الطبرانی و ابن خزیمه فی صحیح الحاکم قال صحیح علی
 شرح البخاری مسلم و صحیح ابی یحیی عن عثمان بن حنیف رضی الله تعالی
 عنهما قد منا و در نور الایمان آورده که ان الدعاء باسمه صلی الله علیه و سلم حرام
 فکیف وقع لفظیا محمد اقول انه صلی الله علیه و سلم صفا الحق فله ان یتصر کیف
 یشاء و لا یقاس به غیره و اما تعلیم بعض الصحابة ذلك الدعاء لغيره فانه رای به الفاظ
 الدعاء و الاذکار یقتصر فیها علی الواح المسموع کذا نقله من جوهر المنظم
 و از قسم نادر حالت عیبت است آنچه واقع است و تشهد من قوله صلی الله علیه و سلم
 السلام علیک یا نبی رحمة الله برکتها و آنچه در صحیح بخاری است از عبد الله بن سحره الی عمر
 سمعت ابن مسعود یقول عثمینی لنبی صلی الله علیه و سلم و کلمی بین کفیر کما یعلمنی
 اللوة من القرآن التحیات لله الصلوات و الطیبت السلام علیک یا نبی رحمة
 الله و برکاته السلام علینا و علی عباد الله الصالحین شهدان لا اله الا الله اشهد ان
 محمدا عبده و رسوله هو بین ظهر اننا فلما قبض قلنا السلام علی النبی صلی الله علیه
 و سلم علامه قسطلانی در شرح ابن جریر گفت که یعنی ترکوا الخطاب ذکر و کما بلفظ الغیبة
 و ظاهر هذه الروایة انهم كانوا یقولون السلام علیک یا نبی رحمة الله بکاف
 الخطاب فحقی النبی صلی الله علیه و سلم فلما مات ترکوا الخطا و ذکره بلفظ الغیبة فصا
 یقولون السلام علی النبی صلی الله علیه و سلم کذا قبل فیه ان هذه الروایة مخالفة
 لروایات الاخر فانها لیس فیها هذا الحرف علی ان هذا التعلیل لیس من تعلیم النبی صلی الله
 علیه و سلم حیث قال ابن مسعود و ضی الله تعالی عنقلنا السلام علی کذا فی نور الایمان

و ایضا قول عبد الله ابن
 مسعود ان التشهد بالخطاب
 لان حقی النبی و بعد ما
 قد بین ترکوا الخطاب لیس
 بمقتضی ان الصحابة و غیرهم
 من کان یتشهد فی الصلوة
 فی حقی النبی صلی الله علیه
 و سلم کما ینصیر من عندهم
 فراه التشهد فی حقیه صلواتهم
 ما ضعیف عند النبی صلی الله
 علیه و سلم و کما ینصیر
 فی التشریح و کما ینصیر
 فی الخطا بلفظ الغیبة
 لحدیث و ثبتت معانیه
 یدل علی انه لیس من
 اصحاب النبی صلی الله
 علیه و سلم الذین
 صلوا عام الامنة

وشرح حصن حصین لولانا علی القاری تحت قوله یا محمد انی اتوجه بک الی ربی فی حاجتہ
 ہذا لتقضى لے وقد جاز فی بعض لروایات بصیغۃ المعرفۃ وای قص یا محمد صلے اللہ
 علیک وسلم حاجتی فہو مجاز متعارف انتہی قال الشیخ عبد الوہاب شعرانی فی البحر
 المورود فی المواثیق والعہود خذ علینا العہود لانہم لجلس لوعظ الابد قولنا دستور
 یا اصحاب التوبۃ دستور یا رسول اللہ فی الینایۃ عنک فی نصیحتک وذلك لیمدنا
 اصحاب التوبۃ من الاولیاء ولا یقع منا تلجیح فی الکلام اما اخذ لدستور من رسول
 اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ففانک تہ التاید وعدم الزیغ عن السنن فی التعلیم الارشاد
 کان مد جمیع الخلائق افاہو من مد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حقیقۃ
 انتہی پر الشیقون فضائل عشویہ آور وہ کہ سئل شیخ الاسلام العلامۃ جمال لدین
 محمد بن حمد المرصالی لانصارى صاحب ہایتہ المحتجہ شرح المنہج عن قول العامۃ
 عند الشیخ یا شیخ فلان یا رسول اللہ ونحو ذلك من الاستغاثۃ بالانبیاء
 والمرسلین الاولیاء والصالحین هل ہو جائز وهل للرسول والانبیاء والمرسلین
 الاولیاء والصالحین غاثۃ بعد موتہم ما ذایرجع الیہ ذلک فاجاب رحمہ اللہ
 تعالی بقولہ الاستغاثۃ بالانبیاء والمرسلین الاولیاء والعلماء والصالحین
 جائزۃ وللرسول والانبیاء العلماء والصالحین غاثۃ بعد موتہم اما الانبیاء فانہم
 اجیاء فی قبوہم یصابون یحجون کما وردت بہ الاحادیث فتكون الاغاثۃ منہم معجزۃ
 لہم الشہداء ایضاً اجیاء اذ شوہد انہا راجعاً لایقانتکون الکفار ما الاولیاء
 فی کرامتہم فان اهل الحق علی ان الاولیاء یقع منہم یقصد بغیر قصد اموراً
 خارقۃ للعادة یجر بہا اللہ تعالی علی یدہم بسببہم انتہی ودر بحر المورود شیخ
 عبد الوہاب شعرانی آور وہ کہ اخذ علینا العہود ان نلزم لادب مع اصحاب التوبۃ
 وان لم یختم بہم ولم تعرفہم ذلک لانہم یشہدون بانفعلہ فی قصور بیوتنا
 ولہم المواخذ بذلک والتادیب علیہم حق والخواطر التي لا یتبع کاشما اذا اکاد یتاید
 انہ من الفقراء الصادقین ینفخ شولابہ فان قوسہم موتوا بالتادیب علی کل من

ادعى ذلك وقد اوصاني سيدي في على الخواص فقال اذا خرجت من بيتك
 ليبراً وحاجة ضرورية او الى محل لتزوهات والمفترجات فلا تجاوز صواب البلدات
 وعملها حتى تتأمن بقلبك اصحاب لنوبة فاذا رجعت فاستاذن في الدخول كما
 في الخروج لانهم يحبون من يحفظ المقام ويتعرف اليهم به يحبون من يستغيث
 بهم عند نزول اليلام والمحن انتهى ونيزام محمد بن موسى بن نعمان مصيب الظلم
 في المستغيثين بخير الانام ورواه ذكر الحافظ ابو سعيد السمعاني فيما مره يناه عن
 علي رضي الله تعالى عنه قال قدم علينا اعرابي بعد ما دنا رسول الله صلى الله عليه
 وسلم ثلاث ايام فرعى نفسه على قبر النبي صلى الله عليه وسلم وحتى من تراب
 رأسه قال يا رسول الله قلت قممنا قولك ودعيت عن الله ما دعينا عنك وكان
 فيما اتزلا الله عليك ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاءواك فاستغفروا الله استغفروهم
 الرسول لو وجد الله تواباً رحيماً وقد ظلمت نفسي جئتك فاستغفرتني فنودت
 من القبرة قد غفر لك انتهى ونيزام مصباح الظلم ام ورواه كمال ما قتل حين بن
 اعلى رضي الله تعالى عنهما يوم عاشوراء ولشهره حين من المحرم اول سنته احدوسين
 وهو يوم ثلث اربع وخمسين ونصف سنة ونصف شهر ووقع ما وقع
 من السجى حمل اهل بيت من النساء والصبيات فلما مروا بالقتلى صاحت زينب
 بنت علي فستغيثت بالنبى صلى الله عليه وسلم يا محمداه يا محمداه هذا حين بالبراء
 منزل بالدماء منقطع الاعضاء يا محمداه فلما كان سنة ثلاث واربع مائة اخذ
 اهل الكوفة جلدى اعمى منهم الف او خمسمائة رجل كلهم من نسل من حضر قتل
 الحسين رضي الله تعالى عنه وهدا من اعجب ما يسمع انتهى ونيزام ورواه كمال ما قتل
 الامام ابو بكر بن المقرئ كنت انا والطيراني وابو الشيخ في حرم رسول الله صلى
 الله عليه وسلم وكنا على حالة اترفينا الجوع وواصلنا ذلك اليوم فلما كان وقت
 الغشاء حضر قبر النبي صلى الله عليه وسلم نقلت يا رسول الله الجوع فانصرفت فقال
 لي ابو القاسم جلس اجلس فان يكون المرزوق والموت قال ابو بكر ففتانا

والوالی شخ و الطبرانی جالس نیطرفی شیء فحضر البای علوی فحدثنی ففتحنا له فاذا
 معه غلامان مع کل واحد منهما زنبیل فبیه شیء کثیر فجلسا فاکلنا فظننا ان
 الباقی یاخذ الغلام فوئی ترک عندنا الباقی فلما فرغنا من الطعام قال العلوی
 باقوم اشکو تمالی رسول الله صلی الله علیه وسلم فانی آیت رسول الله صلی الله
 علیه وسلم فی المنام فامر فی ان احمل لبثی من الطعام الیکم انتهى ونیز درود کثیر بن محمد بن
 کثیر بن قاعه آورده که جاء رجل الی عبد الملك بن سعید بن جبان فحبس بطنه فقال
 بک داء لا یدرأ قال ما هو قال الدبيلة فتحو الرجل فقال الله الله الله ربی لا شریک
 یه شیئا اللهم انی اتوجه الیک بنبیات محمد صلی الله علیه وسلم بنی الرحمة یا محمد انی
 اتوجه بات الی ربک ربی ان یرحمنی بأبی رحمة یغنی عنی بها من رحمة من سواک ثلاث مرات
 ثم عاد الی بن الخیر فحبس بطنه فقال قد برأت بک من علة انتهى ونیز حضرت محبوب جانی
 وغوث الصمالی میفرماید یا حبیب الاله خذ بیک بالجحری سوالی مستندی
 ونیز شیخ الامام یوسف بن یحییٰ رحمہ اللہ فرماید یا اکرم الخلق مالی من الود
 ید + بسوال عند حلول الحادث العجم ونیز ایشان فرماید ہمز یہ فرمودہ اند
 فاغتنیما من هو الغوث والغیث + اذا اجهد الوری للاداءه والجمود الذی یفرج الخیر
 عا ونکفنا لحویاء ونیز شاہ ابی اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماید یدینا ضارعا بخصوع
 قلب و ذراوتہا والتجاوہ رسول الله یا خیر البریاء + لو الک اتغی یوم القضاء
 اذا ما حل خطب مدہم + فانت الحصن من کل الجلاء وریمان ندا و تنقاة بانبیاء اولیاء
 کتابہامی مستقل وزیر تختا فہم جمع کردہ شدہ اند مثل مصباح الظلام فی المستغنیین بخیر الامام و مثل
 وقار الوفا لیس ہمنودی وغیرہا اگر ندا و استغاثہ بانبیاء اولیاء از بعد غیبت کفر و
 و شرک قرار دادہ شود تا حدی از اکابر ہانی از حکم شان سخا ہد یافت بیکہ امیر مغزول
 پہوپال کہ اہل مذہب شاہہ اور امجد دین خود دانند و او نیز مدعی ابن ہرست در کتاب خود نفع
 الطیب من ذکر المنزل الجیب استغاثہ بقاضی شوکانی کردہ گفتہ سزمرہ رامی راقا و باب
 سنن شیخ سنت مدوی قاضی شوکان مدد + پس یکدام دین و ملت ندا و استغاثہ دیگر

کسان یا نبیا و اولیا شرک و کفر قرار داده اند و ندا و استغاثه مجرد و مذہب خود نشو کانی
 سنت و واجب مقرر ساخته خداوند بزرگوارم هذا الشکائات الذین یفترون علی الله
 الذکری یفلحون و آنچه بعضی گفته اند در ندا التیجات که مراد از ان حکایت تداست که در شب
 معراج واقع شده نه انشاء ندا و استغاثه از مصالین شیئی است قال فخر المصنف شرح نور
 الايضاح بعد ذکر کلمات التیجات فی مقصد المصلی انشاء هذا الالفاظ مطروحة لانه قاصدا
 معناها للوضوغة له من عند کانه یحیی الله سبحانه و تعالی و تعالی علیه السلام
 و علی نفسه و اولیاء الله تعالی خلافا لما قاله بعضهم انه حکایة سلام الله لا ابتداء سلام
 من المصلی انتهى و در معراج الذریه آورده که لا یدان فی مقصد بالفاظ التشرید معنا
 ها التي وضعت لها من عند کانه یحیی الله تعالی و تعالی علیه السلام و علی
 نفسه و علی اولیاء الله تعالی انتهى فی الزهر الفائق شرح کنز الدقائق لا یدان فی مقصد
 الفاظ التشرید معناها التي وضعت له کانه یحیی الله تعالی و یسلم علی نبيه و علی
 نفسه و علی اولیاء الله تعالی ای انه یقصد الانشاء لهذا الالفاظ لا الاخبار انتهى
 و در مختار آورده که و یقصد بالفاظ التشرید معانیها مطروحة له علی وجه الاستسلاء
 کانه یحیی الله تعالی و یسلم علی نبيه و علی نفسه و اولیاءه لا الاخبار عن ذلك
 ذکره فی المجتبی انتهى و فی الشامیة لا یقصد للاخبار و الحکایة تعی و قد فی المعراج منه
 صلوات الله علیه و سلم من ربه سبحانه و من الملائكة انتهى و امام محمد غزالی رحمه الله علیه
 و ارجح العلوم فرموده اند که و قبل قولك ايها النبي حضر شخص الكريم في قلبك و
 ليصدق الملك في انه و يبلغه و يرد عليك ما هو دني منه انتهى و در عیاب شرح
 عیاب شیخ ابن حجر مکی آورده که خطوب صلی الله علیه و سلم کانه اشارت الی انه تعالی یکشف
 له عن المصلین من امته حتی یكون کالحاضر معهم لیشهد لهم بافضل اعمالهم لکن نذکر
 حضوره سبباً للمزید الخشوع و الحضور انتهى و نیز در تحفه آورده که خطوب علی التوسط
 العظمی الذی لا یمکن خول حضرة القرب الا بدلالة و حضوره و الی انه اکبر الخلفاء عن
 الله تعالی فكان خطابه كخطابه تعالی انتهى و نیز حال حدیث بیابان الله عینو

تعالیٰ حدیث اعیونی یا عباد اللہ

باید شنید که اورا بنیاد و مهند خود از عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرموده روایت کرده حافظ
ابو ایمنی مجمع الزوائد بعد از ذکر او فرموده که در حاله ثقات ائمتی حافظ ابن حجر عسقلانی
وزوائد بخبرین او کرده و حافظ شمس الدین جزیری حتمه اللہ علیہ در حصین حصین
اورا آورده و در اول حصین فرموده که در وہمہ حدیث صحیح اند و طبرانی ابی شیبہ
مصنف خود اورا از عبد اللہ بن عباس موقوفه روایت کرده نیز طبرانی در کبیر اورا از
غنیہ بن خزوان رضی اللہ عنہ روایت کرده و شیخ عابد سندھی در رساله خود فرموده
رجال و ہمہ ثقات اند و در حرز الثمین آورده بعد از ذکر حدیث مذکور کہ قال بعض
العلماء الثقات حدیث حسن یحتاج الی المسافر من ائمتی فان البتہ در روایت ابن
سنی کہ از ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ آورده ضعف در سند این حدیث است لیکن بسبب
ضعیف شدن یک طریق ہمہ طرق او حدیث ضعیف میشود و حال آنکہ بسبب کثرت طرق
حدیث حسن بغیرہ میگردد و قابل احتجاج نزد ائمہ را میشود و بعد از تسلیم ضعف و در قابل
اعمال عمل بر حدیث ضعیف لازم است کما هو المقرر فی مقوله با آنکہ ہمہ علماء محققین مکمل امام ابن
نومی و حافظ جلال الدین ایسوی و حافظ شمس الجزیری علامہ ملا علی القاری وغیر ہم ابن
ملاقلہ احتجاج و لازم العمل وقت حاجت دانسته اند بیکہ امام نومی و شیخ او برین عمل ہم
فرمودند چنانچہ در اذکار تصویب این فرموده اند و آنچه تاویل میکنند کہ محافظ ملائکہ اند مراد
ازین حدیث ابن تاویل فرقه شاذہ طاہرہ بر این معنی فائده نمی بخشند کہ مطلق عباد اللہ صرف
بقرون کامل خود کہ خواہن از نوع انسان اند میشوند بیکہ آنچه ابن ابی شیبہ از عبد اللہ
بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرده القاطش ابن اندانہ قال ذالعلنت دامتہ فلینحنا
اعینونی جہاد اللہ و حکم اللہ و آنچه طبرانی از غزوان روایت نموده الفاظ او
ابن اندر عن البقی صلوات اللہ علیہ سلم قال ذاصل احدکم شیئاً و ارا دعونا و هو
یارض لیس جہا انیس فلیقل یا عباد اللہ اعینونی یا عباد اللہ اعینونی یا عباد اللہ
اعینونی فان لہ عباد الا برائکم و قد جرب ذلك ائمتی قول قد جریبتہ ہر تین
مرہ فی اضلال الطرق و ہر فی انفلات الدابۃ و کلاہما کانا فی ارض لیس جہا



انہیں سوی اللہ وجریتہ فوجتہ تریا قافحہ باسمہ یغاسریع الاثر کلامہ علی النار
واللہ ولی التوفیق والہدایۃ مسئلہ اور جواز گفتن یا شیخ عبد القادر جیلانی شینا اللہ
یا پیدوانست کہ مانع درو این کلمہ وہم افتادہ کہ ور وکرون یا این کلمہ منع است بدو وجہ
اول آنکہ دروند است مردہ را کہ نمیتونند یا اعتقاد حاضر ناظر دانستن او و این کفر و شرک
یا شد است پس جواز این ندا و مسئلہ سابقہ معلوم گردید منع وہمی او بیجا گردید و ہم
آنکہ درین سوال سائل اللہ تعالیٰ را وسیلہ ساختہ از ولی اللہ شیخ عبد القادر چہرہ میخواہد
و این عکس قضیہ است اورا لازم بود کہ از خدا یعنی عالی چیزی میخواہد شیخ را وسیلہ میکرد و زمین یا شیخ
جوابش اینکہ در محاورات اہل اسلام غریبا و عجبا مستعمل است کہ ہر چیز را کہ برای خدا مقرر کنند
گویند اللہ معین کردم و اگر برای خدا میدہند میگور کہ اللہ دادم و اللہ فرستادم و این کل اللہ کہم
و اگر از کسی صدقہ و خیرات میخواہند میگوریند کہ این نان یا این جامہ یا این درم یا دینار
مرا اللہ بدہ یعنی محض برای او یا خلاص نیست نہ بر یا و ناموس ازین کلام غرض او این
نیست کہ از تو چیزی میخواہم و در حضرت تو خدا را وسیلہ آورہ ام کہ برای ملاحظہ او مرا این
چیز بدہ این ارادہ ہیچکس از مسلمین نمیکند کہ خدا تعالیٰ را بدرگاہ عباد او بدو این صرف
از وہم خود انبیاء الخوال پیدا کردہ ناسخ بر اہل اسلام چہ پانہدین و این از بعض ظن
ست العباد یا اللہ اگر کسی ایچنین ارادہ کردہ تو سل را منعکس کردہ بگو بدت یا بلا شتہا
قابل ملامت و قد منعہ سید و مولائی غوث عبد العزیز فی الارز فی مناقب
سید عبد العزیز بحیث قال والسبب الموجب للاقطاع عن اللہ عزوجل التوسل الی
الصالحین باللہ عزوجل یقفوا الواجۃ فیقول الزائر قدمت لک وجہ اللہ یا سیدک
فلان الاما قضیت لی حاجتی وانما کان سببا للاقطاع لان الزائر قلبا لوجب
وعکس قضیہ منافقہ کان من حقہ ان یتوسل للہ عزوجل با ولیائہ لان
یعکس اتہی نکتہ این ہذا من ذلک بل قول القائل یا شیخ عبد القادر شینا اللہ
مطالبہ عن الشیخ لوجہ اللہ بطریق الخیر والصدقۃ علی السائل واطلب التوسل منک
الی اللہ کما فی کشف الابهاب اذا ثبت ان الانبیاء والاولیاء بعد الابرئجال من

مسئلہ
در بیان جواز
و شیخ
عبد القادر جیلانی
بگوید

هذا الدار اسمع وابصر من الاحتياء فان فلا هم بعض الملهوفين وطلب منهم التوسل
 والدعاء عند الله لكشف همومه واسأله وقال مثلاً يا عبد القادر شيئاً فلا تثرى
 به بأساً وشناعة ويكون طلبها للتوسل والشفاعة لانا نعتقد ان احداً بعد
 الموت لا يملك شيئاً من التصرف في الرجوع بل لا يعطى ولا يذهب الا الله النافع
 الكريم الودود ولا يطلب منهم الا ما يملكون وهو التوسل عند الله في قضاء
 الاوطار وهذا التوسل جائز كما ثبت بالاجماع والاثار انتهى ودر فتاوى علام
 سيئرى البصرى للكي رح أورده كسئل رضى الله تعالى عنه عن قول الناس شيئاً لله
 يا فلان هل هذه اللفظة عربية ام عجمية وهل نعى الشافعى في بعض كتبه
 او بعض صحابه هل هي حرام او مكروه ام لا فاجاب قول العامة شيئاً لله يا فلان
 عن بيتي لا عجمية لكنها من مولدات اهل العرب ولم نحفظ احد من الائمة نصفاً
 التى عنها وليس المراد بها في اطلاقهم شيئاً يستدعى مفسدة الحرام المكروه لانهم انما
 يذكرونها استملاً او تعظيماً لمن يحسنون الظن به الله سبحانه وتعالى اعلم انتهى وطلب
 كرون خير وخواتم اشياء ممنوعه ليست حياً نطلب شيئاً ازرد كان اهل حرفت وغيرها واسناد
 فعل بانها ممنوعه ليست فهم في ذلك على حد سواء قل الامامة يوسف اهدل في
 رسالته وقول السائل وهل يجوز اسناد الفعل لهم من غير اعتقاد وتأثير فجوابه نعم
 يجوز ذلك وذلك بطريقين الجواز شائع فاع له نظائر كثيرة من الكتاب السنة
 وكلام العلماء فقد جاء اسناد الشيء الى فاعله سبباً وكسباً والفاعل لذلك
 حقيقة هو الله تعالى كذلك يجوز اسناد الاحراق للنار والستر للتوبى وقم الحرج البراهيه
 وكون الطعام والماء يروى في بيت من فاعله هو ذلك الموثوق به هو الله تعالى الموجد
 لذلك في الحقيقة وكتب الاول والفرع مشهوره بنحو ذلك انتهى ونيز امام سبى شفا الاستقام
 أورده كالتبع الثالث من التوسل ان يطلب ذلك الامر المقصود بمعنى انه صلى الله
 عليه وسلم قادر على التوسل بسؤال ربه وشفاعة اليه فيجوز الى النوع الثانى فى المعنى
 وان كانت القبلة مختلفة ومن هذا قول القائل النبى صلى الله عليه وسلم سألك

مراقتك في الجنة قال اعنى على نفسك بكثرة السجود والاثار في ذلك كثيرة ولا
يقصد الناس بسواهم لذلك الا كون النبي صلى الله عليه وسلم سبباً وشافعاً وليس
للواد نسبة الى الخلق والاستقلال بالافعال هذا لا يقصد مسلمة فصرف
الكلام اليه منعه من باب التلبس في الدين والتشويش على عوام الموحدين انتهى
وعلمامة قسطلاني تحت حديث بخاري عن ابى هريرة رضي الله تعالى عنه ان
رسول الله صلى الله عليه وسلم قال بعثت بمجموع الكلام فيبين اننا انما اوتيت
مفاتيح خزائن الارض ووضعت في يدي فرموده كه قال بعضهم هي خزائن اجناس
ارزاق العالم يخرج نفق ما يطالبونه وكل ما ظهر من ذوق العالم فان الاسم الهى
لا يعطيه الا عن محمد صلى الله عليه وسلم الذى بيده المفاتيح انتهى - ونيز في خبر ابن حجر
على ورق قوامى آورده كه نص الشافعى على ان المسلم اذا قال مطرنا في نوع كذا فهو
كقوله مطرنا في شهر كذا وهذا لا يكون كفراً من المسلم ولا كفراً ما بخلاف قول الكافر
لانهم يفتقدون التأثير له انتهى ونيز در آيات احاديث وقوال علماء مضمون شيئاً شديداً
يشود چنانچه قوامى خير به كه استناد صاحب مختارست در قوامى مذكوره ميفرمايد فان
ذكره للتضخم كما في قوله تعالى فان لله خمسة مثله كثير انتهى الحمد لله رب العالمين ان
صلاواتى وتسكيتى وحياتى وهما تى لله رب العالمين وانى وجهت وجهى للذى فطر
السموات والارض لله ما فى السموات والارض و در احاديث صحيحه آمده كه الدين النصيب
لله والمرسوك للمؤمنين و در حديث ابوداود وغيره واقع است كه من احب لله الغنى لله
واعطى الله ومنع الله فقد استكمل ايمان به ان اوليا الله شيئاً طلب نمودن چگونه ممنوع
گردد لهذا از بهجة الاسرار وغيره معتبرات آورده كه حضرت محبوب بجانى و غوث صمدانى
قدس سره فرموده اند من استغاثه فى كربة كشف عينه من نادى باسمى شديداً فرجت عنه
ومن توسل الى الله عز وجل فى حاجة تفضيت له ومن صلى بكعبتين يقرا فى كل ركعة
بعدها فاتحة سورة الاخلاص احد عشرة مرة ثم يصلى على رسول الله صلى الله عليه وسلم
بعدها السلام يسلم عليه بيزكر فى ثوبه يخطوا الى حجة العراق احد عشرة خطوة ويذكر اسمى

ویدکوحجنته فانها لفقحة الشیخین بالنقل ثم شیخ محمد الیدین فیروز آبادی در روض النماظرین و شیخ محمد بن
 سعید الزنجانی و زرتیة الخواطر و شیخ شهاب الیدین در روض الزائر امام عبد اللہ یا فحی
 در خلاصتہ المفاضر و شیخ ابو بکر بن نصر در انوار النماظرین و شیخ عبد القادر عبد روض و شیخ ابو الفخر بن
 و شیخ محمد بن یحیی التناونی در قلائد الجواهر و شیخ عبد الحق دہلوی در زبدة الآثار وغیرہ
 و شہ ابو المعالی در تحفہ قاوریہ مولوی محمد عوث در انہار للمفاضر و امام العلماء فاضل الملک
 در نشر الجواهر متابعات او در کلام دیگر اولیاء اللہ یافتہ شونہ چنانچہ علامہ احمد بن مبارک
 در کتاب بریزی منافی سیدی عبدالعزیز علی بن عبدالصباغی رحمۃ اللہ او وہ کہ او گفتہ
 کہ ما رجعت الی السید الشیخ عبدالعزیز بن سید مسعود الخ باخ للوۃ الثانیۃ فرأیت من شفاہ
 رضی اللہ تعالی عنہ و حسن جوابہ للمشاورین کہ فقلت یا سید منی فاز وسعد من
 هو فریب منک کما وقعت لہ مسئلۃ یحدک قریباً منہ ویتاوردک فیہا وکیف صنع
 انابا یامسک فی مسائل انامنک علی مسیئۃ اربعۃ ایام من اشیاء فیہا فقال لی رضی
 اللہ تعالی عنہ کما عرضت لک مسئلۃ ولقد مات فعل فیہا فخرج الی الخلاء وصل
 رکعتین یقول ہو اللہ احد عشر مرة فی الکرعۃ و بعد ان تسلم غبط علی ثلاث مرات
 واعتقد استحضرت فی حاضر معک فتاوردک فی مسائلک فانک تجد الجواب تعرضت
 لی مسئلہ وکثر علی الہم فیہا فخرجت الی الخلاء و فعلت کما امرنی رضی اللہ عنہ فوجدت
 المتخرج قریباً بركة رضی اللہ عنہ وکان الاخوان اذ ذاک بین ید الشیخ رضی اللہ عنہ
 فی مدینہ فامرنی بلاد مغرباً نامنہ علی مسیئۃ اربعۃ ایام فلما التقیت بعد ذاک مع
 الاخوان قالوا الی اهل کان منک یوماً کذا وکذا فقلت نعم فقالوا اننا اذ بین ید الشیخ
 رضی اللہ تعالی عنہ فاذا یضحک ثم قال مسکین سید علی بن عبد اللہ ہذا البیت
 فیہ خرج الی الخلاء وینادی یا مولائی عبدالعزیز بن مولائی عبدالعزیز منہ ثم
 قال سید احمد بن میلاد قلت للشیخ رضی اللہ عنہ مسئلۃ الکرعین خاصۃ لسیدک
 علی بن عبد اللہ او بكل من ارادہا فقال رضی اللہ عنہ فی کل من ارادہا فحمدت اللہ
 علی ذلک انتهى و نیز در کتاب مذکور سیدی احمد بن مبارک فرمودہ کہ علمات الشیخ رضی اللہ عنہ

كنت انكفت الذهاب الى زيارته في قبره كثيراً فوقف على في المنام وقال لي ان خاتمي
ليست مجبوبة في القبر بل هي في العالم كله عامرة له ومائلة له ففي اى موضع
تظننى تجدى حتى اذا قدمت الى سارينة في المسجد توصلت بي الى الله عز وجل
فانى اكون معك حينئذ ثم اشار الى العالم كله وقال نافية باجمعه فحيثما اطلتني
وجدتني وياك ان ظن انى انارتك عز وجل فان ربك عز وجل غير محصور في العالم
وانا محصور فيه هذا سمعته من رضى الله عنه في المنام وكذا سمعته رضى الله عنه في
حيوة ان العالم كله قد يكون احب انا فى وسط جوفى وسمعته رضى الله تعالى عنه
احب انا يقول ما السمو السبع والارضون السبع في نظر العبد المؤمن الا كحلقة ملقاة في
فلاة من الارض انتهى ونيزورين اوراق ازبستان الحيد شيخه عبد العزيز از بعض حالات شيخنا
زرورق بخارى رحمة الله عليه كذشته كاه وراقصيد البيت بطور قصيد جيلانيه ك بعض ابيات
او نيت شعر النبويك جامع لشتاته + اذا ما سطن اجور الزمان بنكبة + وان كنت
في ضيق وكرب محنة + فناد بيارن ورتق ات بسراعة + انتهى وضمون قصيد
جيلانيه ك مشهور بقصيدة غوثية هم هست مشهورست پس انكار اين چي نلر د بكار شاه ولى الله دور
كتاب ابنه في سلاسل اوليا الله نيز آورده ك بعض اصحاب قلايريه برامى حصول تمام باين طو
ميكند اول وركعت نقل بعد از ان يكصد يازده بار در و و بعد از ان يكصد يازده بار كلمه
منجيد و يكصد يازده بار شيا الله يا شيخ عبد القادر جيلاني انتهى اين كتاب ايشان تاليف كرده
برامى جمع كردن كلمات حالات اوليا الله وغير صالحين مسئله است و اوبل قنود مرتقا
شرح مشكوة تحت حديث نهيتكم عن زيارة القبور فزورها وها آورده ك وقد قسم التوق الزيادة الى
اقسام متعددة لانها اما لبحر تذكار الموت والاخرة فيكفي اية القبور من غير معرفة صحابها
واما نحو الدعاء فتسن كل مسلم اما للتبرك فتسن لاهل الخيران لهم في بزارهم
تصرفات وبركات لا تخط مدها ولا ينصرف عنها واما لاداء حق مخصوص يق
وجيم لخير الى نعيم من زيارت قبر ابيه او احد هبا يوم الجمعة كان كحجته وفي رواية اليق
غفر له وكتب له براءة واما وجهه له وتايسا لما روى اس ما يكون للميت في قبره

سلاسل اوليا الله

اذا اذانه من كان يجتهد في الدنيا وصغر خبر ما من احد يمر بقبر اخيه المومن يسلم عليه لا
 عرفه ورد عليه السلام انتهى واما من سبى وشتمه والاستقام آوره كانه ان المعلوم من الدين و
 سير السلف الصالحين التبرك ببعض الموتى من الصالحين فكيف بالانبياء والمرسلين
 ومن ادعى ان قبور الانبياء وغيرهم من الموتى المسلمين سواء سددت امر اعظمت انقطع
 بطلانه وخطائه وفيه حظ لرتبة الانبياء والاصفياء من اولياء الى درجة
 من سواهم من عامتنا المومنين ذلك كفر يتقين فان من حظ رتبة النبي صلى الله عليه
 وسلم مما يجب فقد كفر انتهى ونيز طيب شرح مشكوة آوره كونه من اتخذ مسجدا في
 جوار صالح او صلى في مقبرته وقصد بالاشتمال بوصول اثم من اثار عبادته
 اليه للتعظيم له التوجه نحوه فلا حرج عليه انتهى ونيز ابن حجر ذمير الحسان في مناقب
 ابي حنيفة النعمان نوشته كانه ان قبره خوت لقضاء الجوارح اعلم انه لم يزل العلماء وذر الحجاج
 يزورون قبره ويتوسلون عنده في قضاء حاجتهم يرون بخير ذلك منهم الامام
 الشافعي رضي الله عنه لما كان ببغداد فانه جاء عنه انه قال اني لا تبرك بابي حنيفة
 واجي الى قبره وسئلت الله عنده فتقضى سرعيا انتهى ومن هذا قال شاه
 وفي الله في كتابه الانصاف في بيان سبب الاختلاف وصلى الشافعي قريبا
 من قبر ابي حنيفة رضي الله تعالى عنه لم تقبلت ناديا معه رضي الله تعالى عنها انتهى
 وفي الميزان الكبرى للشيرازي هو باب الشعر اني ان الشافعي ترك القنوت لما زار
 قبر الامام وادركت صلوة الصبح عنده وقال كيف اقلت محضرة الامام وهو لا يقول
 به انتهى قال في موضع اخر منها وكولم يكن من التثوية يرفعه مقامه الا كونه
 الامام الشافعي ترك القنوت في الصبح لما صلى عند قبره مع ان الامام الشافعي قائل
 باستجابته كان في كفايته في لزوم الادب انتهى ودر اجبا العلوم امام محمد بن ابي حنيفة عليه
 آوره كالقسم الثاني وهو ان يبافرا لاجل العبادة املها اذ لم يجد وقد ذكرنا فضل ذلك و
 ادابة اعمال الظاهرة والباطنة في كتاب سرار الحج ويدخل في جلته زيارة قبور الانبياء وزيارة
 قبور الصحابة والتابعين سائر العلماء والاولياء كل من تيسر له بمشاهدة في حياته

ذوی الاقتدار بعضی مطیعین خود را از سائز عایا تمیز و اوده چیده خاص لقب میفرمایند بگزیده
میکنند پس چنانکه چیده خاص از دون مطلق در تصرف ائمه و ائمه مولا می خود بیاشند و
تمام سلطنت او را بخود نسبت بنمایند مثل چیده خاص پادشاهان هندوستان را میسرند که بگوید
که سلطنت ما از شهر کابل تا لب دریای شورست همچنین صحاب این مراتب عالی را بای این
مناصب قبیله از دون مطلق در تصرف عالم مثال و شهادت بیباشند و این کبار اولی الاید
والابصار را میسرند که تمامی کلیات را بسوی خود نسبت کنند مثلاً ایشان را میسرند
که بگویند که از عرش تا فرش سلطنت ما است انتهی و نیز در خانمه این کتاب از بعضی
و ائات سید احمد صاحب آورده اند القصد حضرت ایشان را نسبت طرق تلمذ
یعنی فوار چشمتیه و نقشبندیه قبل از مهاد می حاصل شده اما نسبت فواریه نقشبندیه پس از ایشان
آنکه بسبب برکت بیعت و بین توجهات آنجناب یعنی شاه عبدالعزیز روح مقدس جناب
حضرت غوث الثقلین جناب حضرت خواجہ بہاوالدین نقشبند می توجہ حال حضرت ایشان
گردیدند و تا قریب یک مائہ فی الجملہ تاز می در مابین روحین مقدسین روح حضرت ایشان مانند
زیر آنکه هر واحد ازین ہر دو امام تقاضای جذب حضرت ایشان تمام بسوی خود می فرمود
تا آنکہ بعد الفرض سائز تنازع و وقوع مصالحت بر شرکت روزی ہر دو روح مقدس حضرت
ایشان جلوہ گر شدند تا قریب یک پاس ہر دو امام بنفس نفیس ایشان توجہ قومی تا غیر
زور آور می فرمودند تا آنکہ در بہان پاس حصول نسبت ہر دو طریق نصیب ایشان گردید
و اما نسبت چشمتیہ پس بیانش آنکہ روزی حضرت ایشان بسوی مرقد منور حضرت خواجہ چکان
خواجہ قطب الاقطاب بختیار کاکی قدس الشاہ العزیز شریف فرما شدند و ہر مرقد مبارک
ایشان مراقب نشستند درین اثنا بروح پرفتوح ایشان ملاقات متحقق شد و آنجناب
بر حضرت ایشان توجہی بس قومی فرمودند کہ بسبب آن توجہ ابتدا حصول نسبت چشمتیہ متحقق
شد انتہی و نیز شاہ عبدالعزیز ہر دو تحقیقاً شاعشر یہ آورده کہ حال ارواح در عالم قبر مثل حال
ملائکہ است کہ بتوسط شکل بدنی کار میکنند و مصدر افعال حیوانی و نفسانی میگردیدند آنکہ نفس
بنانی ہمراہ دانستہ باشند انتہی و نیز شیخ عبدالحق محدث دہلوی روح و تکمیل الایمان شرح عقائد



نسفی آورده که اولیای ابدان مکتب مثالیه نیز بودند که بدان ظهرو نمایند و ارشاد طالبان کنند
 و منکران کنند و منکران را دلیل بر این برانکار می نیست آتی و نیز ایشان خدای الفلوی
 دیار المحبوب آورده اند که شیخ علاء الدین قونوی میگوید که بعد نیست که گفته شود که ارواح مقدسه
 انبیا بعد از مفارقت بمنزله ملائکه است بلکه فضل ایشان همچنانکه ملائکه متمثل میشوند در صور مختلفه
 کذک جائز باشد که ارواح مقدسه انبیا نیز متمثل گردند و ممکن است که این تصرف بعضی
 خواص عباد را در حالت حیات نیز دست دهد و روح واحد را بدان متعدد و غیر بدن بود
 متصرف گردد و آنتی و در توضیح الهی باعمال التقی آورده که وقد وجدنا اجتماع خواص
 عباد الله تعالى عند مقابر العلماء و المشائخ انما هو لاجل لفاتحة و قراءة القرآن و الدعاء
 و الاستغاثه بار و احبهم قضاء حوائجهم المذنبه و قد جربوا ذلك مرارا کثیرا و وجدوا
 الفوائد الباطنیة فی زیارتهم خصوصاً فی ایام العرش لهذا یتموا شداهما
 فی ان یحضر و عند القبور و یقرأ و الفاتحة فی ساعة انتقل و حرفیهما و یوصون
 بذلك ان اجتماع العوام لاجل لفاتحة و الاستعداد فی حوائجهم نیوتی کانت و
 آخرتیه آنتی و در شرح بر رخ آورده که ان المیت اذا سمع کلام الزوار و یعرف
 احوالهم یمیدان یجین المتمیز فی امره ان کان له ذلك امکان عند الله تعالى و نیز آورده
 که دل الحدیث ان المیت یعرف زائر و یدعوه بالخیر کما السلام دعاء فیصح
 الاستغاثه من آنتی نیز آورده که و اما الطائفة الثانیة و هم الایم و الشهداء و
 الاولیاء فلا یبعد عنهم الاستغاثه و لا تنکراتهم لوقوع الاخبار و الآثار اکثر
 اکثر من ان یحصی آنتی و علامه شیخ عابدی در طوابع الانوار نوشته که اجابة الله للمعروف
 الذی فی صلای فریح و ولی من اولیاء الله تعالى و کشف کرمه کرامته من الله تعالى
 یغید الصالح فالكاشف للکرمه اما هو الله تعالى و الوالی عند الله جاء عظیم و وجب
 ذلك الجاه سرعة اجابة الله الدعاء من کذب الی الله و الجلیل باعتبار آنتی
 و نیز شیخ عابدی در رساله خود نوشته اند که و لا یقال ان الخلاف فما هو فی غیر الانبیاء
 الکرام علیهم الصلوة و السلام فاما هم فلا شک فی جراتهم و اخلاقهم و اجد من العلماء

في ذلك الخ والامتداد لا يزال في كل عصر ناهيك بزمان الخلفاء الراشدين فعمد طاعم
 على قصص العقبي سكونهم عن انكار عليهم لكونه تفضيلة وذهم ان يترد في جوار ذلك
 واما غيرهم من الاولياء الصالحين فحل في جوار الامتداد اثر من العلماء المجتهدين لا فانا
 نقول قد ذكر ابن الجوزي في صفوة الصفوة ان كان ابراهيم الحنظلي يقول قبر معروف الكرخي
 الترياق للمجتر ونقل عن الامام الشافعي انه قال قبره هو الكاظم رضي الله عنه تربياني
 هجره ونقل عن بعض المشائخ انه قال وجد اربعة من الاولياء يتصرفون في قبورهم
 مثل تصرفهم في حيوتهم او اكثر من ذلك احد هم معروف الكرخي ثانيهم الشيخ
 عبدالقادر الجيلي رضي الله تعالى عنهما وعايضاتين من الاولياء غيرهما وقال
 الامام حجة الاسلام محمد الغزالي من يتوسل بتبركته في حياته يتوسل ويتبرك
 به بعدة انتهى ونيز علامه شامي در رد المحتار آورده كه واما الاولياء فانهم متفان وتون
 في القرب من الله تعالى نفع الزائر من مجبار فم اسرارهم انتهى ودر كشف الحجاب
 از عبد الوهاب مصري آورده كه فاذا علمت حياة الكل فلا بأس ان يناد الواحد
 منهم من قبوره كما ينادي الحي الحي ليمتد منه كما يستمد الحي من الحي لا احد من
 العلماء ولا من اطهار ولا من ينكر ذلك في الاحياء وهو كالأكل من الكيل من ابناء والصحابة
 ومن اخذ خذ بهم كذلك انتهى شيخ عبد الحق دهبوي در شرح فاسي مشكوه نوشته كه واما تملاد
 باهل قبور منكر شده اند آن را بعض فقها اگر انكار از جهت آنست كه سماع و علم نسبت ايشان
 را بر ائران و احوال ايشان پس بطلان او ثابت شد و اگر بسبب آنست كه قدرت تصرف
 نسبت مر ايشان را در آن موطن تمام و كنند بلكه مجوس و ممنوع اند و مشغول با آنچه عارض
 قدرت مر ايشان از محنت شدت و آنچه باز داشت از ديگران ممنوع كه اين كلييه باشد
 خصوص ايشان متيقين كه دوستان خدا اند شايد كه حاصل شود و مراد روح ايشان را از قبرت در برخ
 و منزلت و قدرت بر شفاعت و دعا و طلب حاجات مر ائران را كه متوسل شده اند بايشان
 چنانچه در روز قيامت خواهد بود و حيث دليل يقيني آن تفسير كرده است بضاومي كريمه
 و التازعات غرقا الا به بصفات نفوس فاضله و حال مفارقت از بدن كه شبيه ميشود

از ایدان نشاط میکنند بسوی عالم ملکوت سیاحت میکنند بخاطر قدس پس میگفتند
 وقت از مدبرات طبیعت شعری چه میخواهند ایشان باشند و اولاد که این فرقه منکرانند آن را
 آنچه بامی فهمیم از آن نیست که داعی محتاج فقیر الی الله و ما میکند خدا را و طلب میکند
 حاجت خود را از جناب عزت و جلال و میگوید بر حاجت این بندۀ نیکوگیت کرده بومی و اکر ام کرده او را بطف
 عزت بومی و میگوید خداوند بیکت این بندۀ نیکوگیت کرده بومی و اکر ام کرده او را بطف
 و کرمی که بومی داری بر آورده گردان حاجت مرا که معطی کریمی یا ند میکنند این بندۀ
 کرم مقرب را که امی بندۀ خدا و ولی و می شفاعت کن مرا و تجواه از خدا که بد به مطلوب و
 مسؤل مرا و قضا کند حاجت مرا پس معطی مسؤل و ماسؤل پروردگار است تعالی و تقدس نیست
 این بندۀ در بیان مگر رسید و نیست قادر و فاعل و متصرف در حق سجد و اولیا خدا
 و مالک اند و فعل الهی قدرت و سطوت و می نیست ایشان را فعل و قدرت و تصرف
 نه اکنون که در قبور اند در آن هنگام که زنده بودند در دنیا اگر این معنی که در اولاد و استناد
 و کریم موجب شرک توجیه با سوامی حق باشد چنانچه منکر زعم میکنند پس باید که منع کرده
 شود توسل و طلب عارض الحان و دوستان خدا در حالت حیات نیز و این ممنوع نیست بلکه
 مستحب و مستحسن است با اتفاق و شلح است و درین هم اگر میگویند که ایشان بعد از موت معزول
 شدند و بیرون آورده شدند از اسماحت و کرامت که بود ایشان در حالت حیات چیست
 دلیل بر آن و با گویند که مشغول و ممنوع شدند با آنچه عارض شده از آفات بعد از حیات پس
 این کلی نیست بر دوام و استمرار آن تا روز قیامت نهایت آنکه این کلی نیست فائده استناد
 عام باشد بلکه ممکن است که بعضی منجذب باشند بعالم قدس و مشتهک باشند در راه و مشغول چنانچه
 ایشان را شغوی و توجهی بعالم دنیا نمانده باشد و تصرف و تدبیری در می بینا که درین عالم
 نیز از تفاوت حال مجذوبان و متمکنان ظاهر میگردد و انتهی و ایضا قال باید دانست که خلاف
 در غیر انبیا است صلوات الله و سلامه علیهم اجمعین که ایشان اجماعاً حیات حقیقی دنیاوی
 با اتفاق و اولیا حیات اخروی معنوی انتهی و ایضا قال اما استناد باهل قبور غیر بنی
 صلوات الله علیهم یا غیر انبیا علیهم السلام منکرند آن را بسیاری از فقها و میگویند

نیست زیارت مگر برای دعا موندی و استغفار برای ایشان رسا بیدن نفع با ایشان
 بدعا و استغفار و تلاوت قرآن اثبات کرده اند آن را مشایخ صوفیه قدس الله سرهم و
 بعضی فقہاء رحمۃ اللہ علیہم و این امری متحقق و مقرر است نزد اہل کشف و کمال از ایشان
 آنکہ بسیاری را فیوض و فتوح از ارواح رسید و این طائفہ را اصطلاح ایشان ایشی است
 امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ گفته است کہ قبر امام موسی کاظم تریاق مجرب است در حیات عار و حجب
 اسلام امام محمد غزالی گفته ہر کہ آئندہ کردہ شود بومی در حیوۃ آئندہ کردہ شود بومی بعد وفات
 و یکی از مشایخ عظام گفتہ است دیدم چہا کس از مشایخ کہ تصرف میکنند در قبور خود مانند
 تصرفهای ایشان در حیات خود یا بیشتر از آن شیخ معروف کرخی شیخ عبدالقادر جیلی و دو
 کس دیگر را از اولیا شمرده و مقصود حضرت است آنچه خود دیدہ یافته است گفتہ و سید احمد
 بن زروق کہ از اعظم فقہاء و علماء و مشایخ دیار مغرب است گفتہ کہ روز یک شیخ ابوالعباس حضرت
 از من پرسیدہ کہ امداد حق اقوی است یا امداد میت من گفتم قوی میگویند کہ امداد حق قویتر است
 و من میگویم کہ امداد میت قویتر است پس شیخ گفت نعم کہ وی در بساط حق است و در
 حضرت اوست و نقل درین معنی ازین طائفہ بیشتر از آن است کہ حضور و صفا کردہ شود و یافته
 نمیشود در کتاب سنت و اقوال سلف صالح کہ منافی و مخالف این باشند و در و کند این را و
 یہ تحقیق ثابت شدہ است آیات احادیث کہ روح باقیست و او را علم و شعور برزخ و احوال
 ایشان ثابت است و روح کاملان را قریبے مکانی در جناب حق ثابت است چنانکہ در حیات
 بود یا بیشتر از آن اولیا اگر امانات و تصرف در احوال حاصل است آن نیست مراد از ایشان را
 و ارواح باقی اند و تصرف حقیقی نیست مگر خدا بی تعالی عزت شانه و ہمہ قدرت اوست و ایشان فانی
 اند در جلال حق در حیات و بعد از ممات پس اگر دادہ شود و مراد می را چیزی بوساطت یکے
 از دوستان مکانتی کہ نزد خدا وارد و در نباشد چنانکہ در حالت حیات بود قوت فعل و تصرف
 در ہر و حالت مگر حق را جل جلالہ و عم نوالہ و نیست چیز یکے فرق کند میان ہر و حالت
 و یافته شدہ است دلیل بر آن در شرح آتھی و ایضا قال فی جذب القلوب الی یار
 المحبوب ابانہ کہ توسل در عالم برزخ و متوطن فیہ و اختصاص او ب حضرت قدسی

سمات انبیاء و رسل صلوات الله علیہم اجمعین نزد دوست و ظاہر چو از دوست و در غیر ایشان از اولیا
 الله و صلی الله علیہم اجمعین از جهت عموم چو از توسل در حالت حیات یا ضمیمه بقار و روح میت
 و تشکو و ادراک و قرب منزلت او عند الله که بایمان عمل صالح و شرف انبیا رسید
 رسل صلی الله علیہم اجمعین حاصل شد با آنکه حقیقت معنی توسل و اتماد و سوال دعاست از جناب
 صمدیت بوساطت محبتی و کمیکه باین بنده خاص فارو با طلب التماس از روحانیت این بنده
 نمیباشد و دعا را از حضرت عزت بوسیده فریبی و کرامتی که مراد است در آن درگاه و در نفس
 صریح و رومی حاجت نیست از جهت وجود بقای ذات منوسل بخلاف موطن اول بلکه
 عدم ورود نفس بر منح آن کافیت نعم گردیل قاطع بر تحصیل آن بجز عرف انبیا صلوات
 الله و سلامه علیہم اجمعین باید منح آن درست آید و الظاهر عدم دلیل المنذکور اگر گویند که موت بپیکان
 و حصول قرب الهی در غیر شخص معصوم بتبصیح نیست گویم بقار آن در آنها یککه
 بیشتر اندازا شخصیت صلی الله علیہم اجمعین خصوصاً موقوف به است فحجز التوسل هم و لا قاتل
 با تفصل با آنکه ورود آثار و نقل اخبار از مشایخ کبار که باب کشف و مخرمان اسرار عالم مثال
 اند طلسم داده این نیست است نعم بعضی از فقهارا درین مسأله خلاف گفته است و لکن
 الحق الحق ان تبیح و الله اعلم انتهى و ایضا قال فی تکمیل الایمان شرح العقائد
 النسفیة و در سخنان و اتماد از قبیل ایشان بعضی فقهارا سخن است ایشان گویند که زیارت
 قبور در غیر انبیا علیهم السلام از برای عبرت و اعتبار تذکر موت بود یا از برای ایصال نعم
 استغفار برای موتی باشد چنانچه از فعل آنحضرت صلی الله علیہم اجمعین در زیارت تقبیح بصحبت رسیده
 و مثل شخص صوفیه قدس الله اسرار هم گویند که تصرف بعضی اولیاء و علم بربخ و اتم بانی است
 و توسل و اتماد بار و اح حقیقی ایشان ثابت مؤثر و امام حقیقیه الاسلام محمدرزائی گوید هر که در
 حیات دوی بوی توسل تبرک جویند بعد از موتش نیز توان خیرت این سخن موافق دلیل است
 چه بقای روح بعد از موت بدلات احادیث اجماع علما ثابت شد است و تصرف در حیات
 و بعد از حیات روح است نه بدن و تصرف حق سبحانه و تعالی است و لا یت عبادت از
 قنای الله است و بقا بدست و این نسبت بعد از موت اتم و لکن است نزد اولیاء کشف

و تحقیق مقابلہ روح زائر بارو ح مزور موجب انعکاش اشعه لمعات انوار اسرار شود
 و در رنگ مقابلہ مرات بمرات اولیاء ابدان مکتوبه مثالیہ نیز بود کہ بدان ظہور نمایانہ امداد
 و ارشاد طالبان را کنند و منکران را دلیل بران بر انکار آن نسبت انتہی و ایضا
 قال فی المآثر المشرحة المشکوة فی آخر کتاب الجہاد و انما اظہرنا الکلام فی هذا
 الکلام فی هذا المقام عملاً لکف المنکرین فان قد حدث فی زماننا شر ذمہ
 ینکرون الاستمداد من الاولیاء الذین نقلوا من هذه الدار الفانیة الی الدار العاقبة
 الذین ہم احياء عند ربهم و لکنهم لا یشعرون انتہی و نیز مولانا شاہ عبدالعزیز
 در تفسیر عزیزی سورہ الشقت در تحت این آیت و اللم اذا نسق فرمونه اند کہ بعضی
 از خواص اولیاء اللہ را کہ آله چارہ تکمیل ارشاد ربی نوع خود گردانیدند درین حالت
 یعنی در حالت عالم برنج ہم و ہم در دنیا نصف داده اند و متخراق آنها بہت کمال و
 تبارک آنها مانع توجہ باین سمت نمیکرد و او ایسان تحصیل کمالات باطنی از آنها می نمایند
 و از باب حاجات و مطالب حل مشکلات خود از آنها می طلبند و بسیار زبان حال آنها
 در آنوقت ہم مترجم باین مقالات استع من آییم بجان گروائی بہ تن انتہی نیز در تفسیر
 عزیزی در جبار و بگر فرمونه کہ در فن کردن چون اجزا بدن تمامہ بر یکجا بیجا علاقہ روح
 بایدن از راه نظر و عنایت بحال میماند و لوجہ تبارکین تا سنین مستفیدین بہت
 میشود کہ سبب تقسیم مکان بدن گویا مکان روح ہم متعین است آثار این عالم از صدقات
 و فائزهای تلاوت قرآن مجید چون در آن بقعه کہ مدفن دست واقع شد و بہرولت نافع
 میشود پس سوختن گویا روح را بہ مکان کردن است در فن کردن مسکنے برای روح
 ساختن تبارکین است کہ از اولیاء مدفونین و دیگر صالحان و مومنین انتقام و استفادہ جاریست
 و آنها را فادہ و اعانت نیز متصویر بخلاف مردمانی سوخته کہ این چیز باصلانیت بان
 در این دنیا ہیچ تہا نیز واقع نیست انتہی شاہ فی اللہ درجۃ اللہ الیہ النعمہ آوردہ کہ
 مات انقطعت العلائق و رجع الی مزاجہ فیلتحق بالملئکة و صامنہم الهم
 کا طامہم ویسعی فیما یبصن و ربما اشتغل هو کلابا علاء کلمة اللہ و نصر حزب

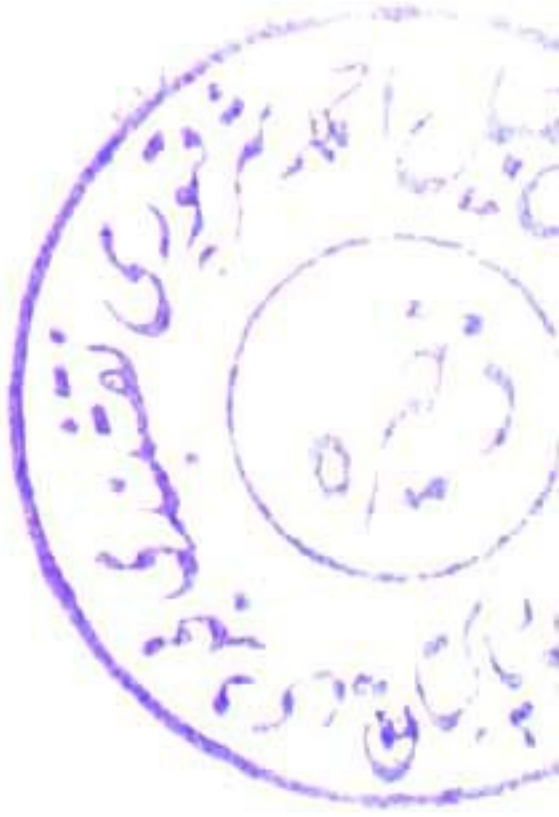
الله وربما كان لهم بئر خيرا بن آدم وربما اشترى بعضهم الى طوعة جنة اشتياقا
 شديدا ناسيا من اصل جلة فقرهم ذلك بايامن المثال واخلطت به قوّة
 من بالنسمة الهوائية وصاروا لجسد النوراني وربما اشتاق بعضهم الى مطعوم
 ونحو فاسد فيما اشترى قضاء لشوقها انتهى ونيزوران كتابا ورده كه واذا مات
 الانسان كان للنسمة نشأة اخرى فينشى فيض الرهم الا لهى فيها قوّة فيما بقى من الجسد
 المشترك تكفى كفاية السمع والبصر والكلام بيد من عالم مثال وزير مولوى محمد
 موسى خلف الصدق مولانا رفيع الدين في رساله حجة العمل ورده كه حضرت جناب خلاصه
 العلماء حجة الله في الارض حضرت شاه عبدالعزیز قدس سره الغرير في رساله نجد دور باب التفرک
 بدون اشتغانت از غیر خدا نوشته اند اعلم ان الاستغاثة بخير الله والدعاء منه
 على وجهين احدهما ان يكون على وجه الاستقلال في التأثير والايجاد ولا شبهة انه
 شرك وثانيهما ان يكون على وجه الاعانة والارشاد بوجع التمدد بغير الشفاعة اولد فع
 الشر ولا شبهة ان ليس بشرك اذ ورد في الاحاديث باعباد الله اعينوني يا محمدا
 اني اوجربك الى ابي وورد في عدة الحثا اعانة الملهو وكذا القاء والزرقي
 من عند غير الله على وجه المواثاق والمرامع ليس من الشرك في شئ وانما هو
 بسبب عادي مشهور والمحال ان اعتقاد التأثير القدسي لا يوجب لشرك بخلاف
 التأثير الخلفي والفرق بينهما في العرب ظاهر يقال انقرا الامير فلا يورادا عطاء
 المالا وفضل الراتب كذا يقال اشفي الطبيب المريض انتهى مسئلة سماع مولانا
 في چند از مسائل سابقه هر عاقل را واضح گرد و چو كاه و بيا الله بلك عامه لموات راجيات و علم
 و زفير متحقق است مگر چو كاه طائفه حادثه و فرقه جديده نشاذه عارمی از علم و فهم و خلك از
 فهم و ادراك اند خواجگاه بغير از فهم سلك و دريافت حقيقت او حكم بالظن و رجم بالغيب
 ميكنند و اين ايشان را هم امتيازانيت كه نديب اهل سنت جماعت از غير او
 جدا سازد پس هر قوليكه مخالف عمل ظاهري اهل اسلام با پند ان رانتهو كنند و همه مسلمين
 را مخالف و اين نكراه بنسب و شرك مينامند لهذا استقلال اثبات اين مدعى هم ضررست

شرح
 حجة
 العمل

محدث و بلوی در جذب انقلوب الی دیار المحبوب نوشته که بدانکه تمام اهل سنت جماعت
 اعتقاد دارند ثبوت اوراکات مثل علم و سمع مسائر امور از آحاد بشر خصوصاً انبیاء
 علیهم السلام و قطع میکنند روحیات مرئوسیت را در قبر چنانچه در احادیث و روایات
 است و وارد نشده که بعد از روحیات در قبر بار دیگر موت عود میکند بلکه نعیم قبر و عذاب
 آن را تا قیام قیامت ادراک میکند شک نیست که ادراک شرط حیات است لیکن کفایت
 میکند حیات جزوی از اجزای او ثبوت آن نوع حیات که متکرم بقایقیه قیام چنانچه
 در دنیا بود و نباشد انهمی و نیز از شقا السقام یکی نقل نموده که عود روح بعد از ثبوت است
 من جمیع اموات را هر چند که شهید نباشد و سخن در استقرار و استمرار روح در بدن کبیشتی بوی
 زنده گرد و چنانکه در دنیا بود یا خود بی روح زنده باشد آن در قدرت و شیت اوست
 جل جلاله زیرا که ملازمیت حیات مرئوسیت جماعت اهل سنت جماعت مرئی و حی و عقول و عقل
 تجویز آن میکنند پس اگر قیام پس از مرئی نصیحت رسد واجب گردد اعتقاد دیدان انهمی نیز آورده
 که در قدوه المحققین کمال الدین بن ابی امام رحمه الله علیه میفرماید که بعد از اتفاق اهل حق
 بر عادت روح مرد و کرده اند و ملازم روح حیات را منع نموده اند غیر آنکه جریان عادت الهی
 بر آن وقوع یافته که بقای حیات بر روح باشد الا در اصل مکان حیات قدرت پروردگار
 عزتانه بر اجسامی اجساد بی قیام روح با آنها خلایق نیست پس بعضی علما ضمیمه قائل شده اند
 بوضع روح در جسد و بعضی بانصال روح بتراب و عالم روح و تراب معاً انهمی قال العلامة
 علی القاری المکی فی شرح فقه الاکبر علامام ابو حنیفه النعمان رضی الله تعالی عنه علم ان
 الروح لها بالبدن خمسة انواع من لتعلق مغایرة الاحکام الاول لتعلقها بطن الامم
 جیناً و الثاني لتعلقها بعد خروجها الی وجه الارض الثالث لتعلقها بحالة التوفلها
 بتعلق من جهة مفارقة من جهة الرابع لتعلقها بجهة البرزخ فاذا فان فارقت و تجردت
 عندها لم تفارقت فراقاً کلیتاً بحيث لا یبقی لها الیه لتفارق البتة فانها واردة علیه
 وقت سلام المسلم علیه و مرانه یسمع خفق نعالهم جین یولون و هذا کورد خاص
 لا یوجب جياة البتة قبل یوم القيمة بکله و الخامس لتعلقها به یو بعث لا جسا و هو

اکمل انواع تعلقها بلذ لا يقبل ليد معترتا ولا نومًا ولا شيئًا من الفساد انتهى
 وأخرج البخاري سلم عن أنس بن النبي صلى الله عليه وسلم وقف على قتلى يد فقال
 يا فلان يا فلان يا فلان هل وجدتم ما وعد ربكم حقًا فاني ما وعدت ربى حقًا
 فقال عمر رضي الله تعالى عنه يا رسول الله كيف تكلموا جاءت الأرواح فيها فقال ما
 أنتم يا سمع لما أقول منهم غير أنهم لا يستطيعون يردوا شيئًا وأيضًا أخرج الشيخان
 وغيرهما عن أبي سعيد الخدري قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا وضعت الجنات
 واحتملها الرجال على أعناقهم فإن كانت صالحات قد منن وإن كانت غير صالحات
 قالت يويلها اين تذهبون ليمعنها كل شيء إلا الانسان ان سمع لصعق وأخرج الترمذي
 وحسنه الحاكم والبيهقي عن ابن عباس قال ضرب بعض اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم جواده
 على لقبر وهو لا يحب قبور فاذا قيل لسان بقراءة سورة الملك حتمها فانه النبي
 صلى الله عليه وسلم فاخبره فقال هي لما نقره هي المنجية تخير من عذاب لقبر انتهى ويزيد
 اخرج نحوه شاهك وبنفي وهناد في كتاب الزهد وطبراني ورواه ابن أبي شيبة ابن جرير ابن
 جبان ابن مردويه مرفوعًا وكذلك كعب بن الميث اذا وضع في قبره ان يسمع تحقق
 ناعلم حتى يولون عن الحشا ويزيد اخرج نحوه است ترمذي ابن ماجه ابن عدوي البيهقي و
 العقبلي والخطيب وغيرهم مرفوعًا انهم تيزاد مردن في اكنافهم فزيد اخرج نحوه است ابن
 الدنيا عن عائشة مرفوعًا ما من رجل يزور قبر اخيه ويجلس عليه الا استأنس
 وشر عليه السلام ويزيد عبد البر وسننكار وشميد اخرج نحوه ابن عباس مرفوعًا ويزيد
 الحسن نحوه ما من ابن احد يرقب اخيرا المؤمن كان يعرف في الدنيا فيسلم عليه
 الا عرفه وشر عليه السلام ووروا بيت ابن ابي الدنيا وكتاب الفيو وصابوني ورواه ابن ابي
 ابي هريرة مرفوعًا آوره ما من عبد مر على قبر رجل يعرف في الدنيا فيسلم عليه
 الا عرفه وشر عليه السلام وعلامة على القاري مرفقات شرح مشكوة آوره ما من عبد مر على
 وخرج العقبلي عن ابي هريرة رضي الله تعالى عنه قال قال ابو ذر بن يار رسول الله صلى الله
 على الموتى قبل من كلام انكلم به اذا مررت عليهم قال السلام عليكم يا اهل القبور

من المسلمين المؤمنين انتم لنا سلف فمن لكم تبعاً وانا ان شاء الله بكم لا حقون
 قال بوزن يارسوا الله ايسمعون قال ايسمعون لكن لا يستطيعون يجيبوا انتهى
 قال العلامة القاري المكي قوله لا يستطيعون يجيبوا اي جوابا يسمع لهي والآ
 فهم يرون حيث لا تسمع لما اخرج ابن عبد البر في الاستذكار التمهيد عن ابن
 عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما من احد من قبور اخيه المؤمن كان
 يعرفه في الدنيا فيسلم عليه لا عرفه وورد عليه السلام صحح عبيد الحق واخرج ابن ابي
 الدنيا والبيهقي في الشعب عن ابي هريرة قال ذم الرجل بقبر يعرفه فلم عليه في عليه
 السلام وعرفه واذا امر بقبر لا يعرفه فلم عليه في عليه السلام اي لم يعرفه حتى وان خرج نموه
 استبان ابي شهيد ابي هريرة قال لا يقبض المؤمن حتى يركب البئر فاذا قبض ناد اقلبي في
 الدار ايتصفية ولا كبيرة الا وهي تسمع صوا الا الثقيلين من الكفن والجن تعجلوا الي
 ارحم الراحمين فاذا وضع على سرير قال ابا بطا ما تمشون الحشد واخرج ابن ابي الدنيا
 ابي الليث قال الروح بعد ملك يمشي برمع الجنازة فيقول له اسمع الناس عليك انتهى و
 اخرج ايضا عن عمر بن دينار وبن عبد الله سيفان حديثه ومجاهد قالوا اذا
 مات الميت فيما من ثنى الا وهو يراه عند غسله حمله حتى يوصله الى قبوره انتهى واخرج
 احمد مسنده الطبراني في الاوسط ابن ابي الدنيا وغيرهم عن ابي سعيد الخدري
 قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الميت يعرف غسلة من جملة يكفنه ومن
 يدنيه في حضرته انتهى في الطحاوية على مراقي الفلاح اخرج ابن ابي الدنيا والبيهقي في
 الشعب عن محمد بن اسمع قال ابان عن ان الموتى يعلمون بزوارهم يوم الجمعة ويوما قبله
 يوما بعده وقال ابن القيم الاحاديث ولا تارتد على ان الزار متى جاء علم به المرار
 وسمع سالا من انهم ورس عليه هذا عا في حق الشهداء وغيرهم انه لا توقيت في
 ذلك قال اجم من اثر الضحاك الدال على التوقيت انتهى ونيز ابن ابي الدنيا زار في اخرج
 نموه كقال خلف بن سيع بن حراش ان لا يقتراسانه ضاحكا حتى يعلم ان مصيرهما ضحك
 بعدته والى سيعي ان لا يضحك حتى يعلم في الجنة هو ام في النار قال فلقد اخبرني عاصم



انه لم يزل متيسما على سريره ونحن نفسله واخرج ايضا عن مغارة بزخلف ان رامونه
 ماتت ففصلوها وكفونها ثم انها تحركت فنظرت اليهم فقالت ابشر واغاني وجدت
 الامر ليس مما كنتم تخونون به الحيد واخرج ايضا عن حاف بن خويش قال مات
 رجل بالمدائن وسيجي وحرك الثوب فكشف عنه وقال قوم مخضبة لحاهم في
 هذا المسجد يلعبون ايا بكر وعمر يتبرون منهما الذين جاؤ في يقبضون روحى
 يلعبونهم ويتبرون منهم انتهى واخرج ايضا عن عطاء الخراساني قال انتفض رجل من بني
 اسرائيل ربيعين سنة فلما حضرته الوفاة قال انى ربي انى هالك في مرضى افا زهلكت
 فاجبوتى عندكم اربعه ايام وخمسة ايام فان ايتهم منى ثياف لينا دنيى جل منكم
 فلما قضى جعل في تابوت فلما مضى ثلثة ايام ذاهم برميخه فنادى جل منهم يا
 فلان ما هذه الريح فقال قد لبت القضاء فيكم اربعين سنة فما رانى شئ الا
 رجلا ن اتيانى فكان لى فى حدهما هوى فكنيت اسم من يادى فى التى تلبس اكثر
 ما اسمع بالاخري فهدى الريح منها علامة على الفارسي ومرفات شرح مشكوه تحت حديث
 ان الله حرم على الارض اجساد الانبياء ورواه كوفان سائر الاصوات سيمعوز السلام
 والكلام ويعرض عليهم اعمالا قارنهم فى بعض الايام فعم الانبياء يكون جوتهم على دنيا
 الكمال ويحصل لبعض واثرهم من الشرباء والاولياء والعلماء الحظ الارض لحفظ
 ابدانهم الطاهرة بل بالتلذذ بالصلوة والقراءة ونحوها فى صوهم الظاهرة الى قيام
 الساعة الاخرة وهذه المسائل منها ذكر السيوطى فى كتابه شرح الصدر فى احوال
 الموتى والقبور بالاخبار الصحيحة والاثار الصريحة قال ابن حجر اما افادته من جيق
 الانبياء جيق تقيدون ويصاون فى قبورهم مع استغنائهم من الطعام والشراب
 كالملائكة امر لا مرية فيه قد صنف ليدهقى فى ذلك انتهى قال تحت تحت اكثر وا
 الصلوة على يوم الجمعة فانه مشهور بشهادة الملائكة ان الله حرم على الارض ان ياكل
 اجساد الانبياء اى جميع اجرامهم فلا فرق لهم فى الحالين لذا قيل ولباء الله لا يموتون
 ولكن ينقلون من ارض الى ارض فيها اشارة الى ان العرض على مجموع الروح والجسد منهم

بخلاف غيرهم ومن في معناتهم من الشهداء والاولياء فان عرض الامووم معرفة
 الاشياء انما هو لا وراحمهم مع بعض جسادهم انتهى ونيزور آخر شرح حديث طيلان
 الميت تحضره الملكة فاذا كان الرجل صالحا اتخذ آورهه كنجلا فرحم المؤمن فانها
 تدير في ملكوت السماء والارض تسرح في الجنة حيث شاءت وتاويل الى قناديل تحت
 العرش لها تعلق بجدارها ايضا تعلقا كلبنا بحيث يقرأ القرآن في قبره ويصلي ويأكل يومه
 العرس ينظر الى منازلها في الجنة بمقامه ومرتبتها فامر الروح وحوال
 البرزخ والآخره كلها على خوارق العاده فلا يشك شي منها على المؤمن بالايانته
 وورويل حديث عمرة بنت عبد الرحمن انها قالت لعائشة وذكرها ان عبد الله ابن عمر
 يقول ان الميت يعذب ببكاء الحي عليه ^{البيث} او ردهه وعندك والله اعلم ان يكون
 المراد بالعذاب هو الالام الذي يحصل للبيت اذا سمعتم يبكي او يبلغ ذلك ان يحصل
 له تالم بذلك والله اعلم وقد وبيان امرأة من اهل العراق مات لها ولد فوجدت
 عليه جدا شديدا ثم رحلت في بعض مقاصدها الى المغرب فحضروا العيد عادتها
 في بلدها ان تخرج كل يوم عبدا الى المقابر تنكي على ولدها فلما لم تكن في بلدها خرجت
 الى مقابر تلك البلدة ففعلت كما كانت تفعل في مقابر بلدتها واكثر البكاء والويل
 ثم نامت فرأت اهل المقبرة قد جاها جواييل بعضهم بعضا هل هذه المرأة عندنا ولد
 فقالوا كيف جاءت عندنا توذينا بيكاتها ثم ذهبوا وضربوها ضرا ووجعا فلما
 استيقظت جد المثلث الضربة واثره على جسدها فلاشاة ان ^{الاموات} تالم من الموديا
 وتفرح من اللذات في البرزخ كما كانت في الدنيا وقد ردان الموتى يعلموا احوال الاجياء
 وما نزلهم من شد ومرضاء وودانهم يفتخرون بالزيارات بالمون بانقطاعها في
 مساكن البكاء والويل في حال الحيوة ينادي به ^{الارواح} تنقبض كان كذلك بعد الموت
 وآية بعضي فتوح ^{كالانعام} ابن زيان آية سورة نمل سورة روم انك لا تسمع الموتى
 ولا تسمع الصم الدعاء اذا ولوا صبرا ^{برين} آية سورة قاطران الله يسمع من يشاء وما
 انت بمسمع من القبور ان انت لا تديس ^{مي} حبيد ودي ^{نحو} يد وطريق ^{ابن} آية ^{بها} ^{اشراء} ^{ميكيد}

طریق اول انیت کہ میگویند مراد از موتی یومن فی القیور آیات مذکور است و تحقیق آن
 و سماع از ایشان مطلقاً منفی نشد این مراد گرفتن از آیات ناجائز فرود مستبعد و چنانچه در جداول
 آنکه مراد از میت درین آیات همان میت حقیقی است و نه عرفی بلکه فرست که نصف است و قبل
 است کما یدل علی قوله تعالی ان تسمع الامن یومن یا یتن من الایتین الاولیتین من
 السوتین وقوله تعالی انت الاندیر من الایة الاخیرة یعنی اول بیان شنوای مسکنی کفای
 که ایشان هیچ وجه ایمان نمی آرند که دل ایشان مرده اند حتم الله علی قلوبهم و علی سمعهم
 و علی بصرهم عشاوة صم بکم عی فم لا یرجعون اولئک کالانعام بل هم ضالون
 لا تسمع الصم الدعاء و مثل لذین کفروا کمثل الذین یعقوبوا لا یسمع الادعاء و نداء صم بکم
 عی فم یرجعون لهذا ایشان را غر و اهل ایمان را زنده فرموده در قول خود جل شانہ او من کان
 میتافا جیناه و جحظنا له نوراً میثی به فی الناس کمن مشرفاً لظلمت لیستخرج منها
 چه درین آیات ایشان را خداوند تعالی بمیت حیوانات و جمادات و علوم الحواس و ادراکات
 بطریق تشبیه استعارات نامروده نه که ایشان اعمی و صم و اکلم که بمعنی حقیقی اند و این مراد بر
 اوست علی شناس پوشید نیست پس درین آیات نفی سماع موتی قلوب کاشفین موتی حقیقی اند
 در دست میچنانکه ایشان زعم کرده اند پس این آیات نظائر قوله تعالی انک لا تسمع من
 اجبت لکن الله یشاء و غیر ذلک اند پس چنانچه در تمام قرآن مجید از لایبصر و لاسمعون
 و صم بکم و عمی امثال ذلک معانی حقیقه آنها نگرفته شود و همچنین درین آیات است و وجه ثانی
 برای مرود بودن مرادشان انیت که اگر مراد از میت موتی فی القیور بالفرض التسلیم معنی عرفی
 آن میگیریم تا هم درین آیات نفی سماع موتی هرگز مذکور نیست بلکه درین آیات نفی سماع موتی
 است که خدا تعالی نبی صلی الله علیه و سلم را فرموده که انک لا تسمع الموتی و ایشان را
 شنویدین نمیتوانی نه که ایشان نمیشنوند نظیر قوله تعالی و ما رمیت اذ رمیت و لکن
 الله رمی قوله تعالی انک لا تسمع لکن الله یشاء و لکن الله یشاء قوله تعالی
 انتم تزرعونهم نحن الزارعون هذا قال الله تعالی ان الله یسمع من یشاء و ما انت
 بسمع من فی القبور و وجه ثالث برای مرود بودن مرادشان انیت که اگر این هم تسلیم

بصرون
 بصر

کنیم که مقصود از این آیات نفی سماع اموات است لکن نفی سماع بسبب عدم تحقق اثر آورده شد چنانچه
 حکم بعد از نفی با اعتبار عدم تحقق اثر آورده میشود پس اثر و نفی سماع هرگز لازم نمیکرد و چنانچه در قوله
 تعالی و ما رخصنا اذ رمیت یا آنکه رمی سنگریز یا از بنی صلی الله علیه و سلم صادر شده بود لکن چون
 اثر بر رمی بنی صلی الله علیه و سلم نبود بلکه بقدرت ایزدی از نجات نفی رمی از بنی صلی الله علیه و سلم کرده
 شد و همچنین اینجا که سماع بر ابلاغ نبی مترتب نبود بلکه بر هدایت ربانی بود ازین سبب نفی
 سماع از بنی صلی الله علیه و سلم کرده شد تا نشان دهد که سماع از بنی صلی الله علیه و سلم اگر کسی بگوش سر هم نمیشود و
 طریق ثانی برای اختراع مراد خود ازین آیات این بیان میکنند که اگر تا تسلیم میکنیم این آیات
 محمول در حق کفار تا ما هم چونما که ایشان را درین آیات تائید نمودند و داده شد از تشبیه دن هویدا
 گردید عدم سماع اموات زیرا که وجه تشبیه عدم سماع در تشبیه اینهم از تشبیه طلوت فیهو المطلوب جواب
 ازین آنکه این از دل بدیهی البطلان زیرا که وجه تشبیه این عدم اجابت نبی است و باین عدم
 اجابت نبی در میت حقیقی آنست از میت قلبی کمالا یحیی لکونه غیر کلفت و هب من الذنوب
 الی دار البخر ارس ازین نفی خاص نفی مطلق سماع ثابت نمیکرد و الله اعلم و آنچه بعضی کوتاه اندیش عبارت
 عن ائمه پیش میکنند را یا الامام ابو حنیفه من یاتی قبورا هل الصلاح فی سلم و
 و یخاطب و یتکلم و یقول یا اهل الله و هل من خیر عندکم انی ایتکم و نادیتکم من
 شهو و لیس الی منکم الا الدعاء فهل در ایتم ام غفلم قمع ابو حنیفه یقول یخاطب بهم
 فقال اهل جابوا لک فقال سحقالک و تربت بک کیف تکلم جسادا کانت طیو جابا
 و لا یملکون شیئا و لا یسمعون صوتا و قرا و ما انت بمسمع من القبو انتهى این روایت
 از امام میچکس از شاگردان او روایت نکرده اند در کتب معتزله حنفیه کسی این آورده نه مذہب امام
 و صاحب امام این بود اگر امام این عقیده پیدا شد تا لاجرم صاحب او و مشایخ مذہب این را
 محل گفتگو و مسئله عامه آورد و ساخته در سختی واجب حاجی رضی از امام و افعی تصریح می
 آوردند و آنچه در بایت بعین بعد حنت من تکلم بیت و جرمی آرند که لان المیت لیس له سماع
 مراد از آن سماع عرفی است که در دنیا بود بکیفیت دنیاوی و بنی ایمان بر عرف است و بیشک
 میت را جواس دنیاوی ظاهری مع جمیع ارواح و المحدث جانی و سماع نیست این حیاتی



حقیقی است که روح را بدون جسم و جسم را بدون روح پدید آید یا جسم را بسبب علوه جزیره روح پدید آید
 و این اهل عرف حیاتی نمیدانند لهذا مال او نفسیم کرده میشود و فرود جا و نکاح کرده میشود
 پس آنکه مثبت حیاتی است ثابت حیاتی حقیقی است و آنکه منکر است حیاتی عرفی او را
 و انجی اهل بلاوت منعکس فیه میزنند و پدید میکنند اگر تسلیم کرده هم شود که این مقول امام است
 رضی الله عنه تا هم از و انکار بر عمل مطلق متحقق نیست چنانکه در مقوله سخنها می جا کرده که
 هل من خیر عند کم انی اتیتکم و نادیتکم من شہو و این غفقا و ایشان را ندانید و کثیر نفع
 بدست ایشان است ایشان را وسیله بدرگاه صاحب خیر نفع نمیکرد بلکه بالذات نافع و معطی سوال
 ایشان می انگاشت کما به لفظا هر من مقول ازین مرام او را گفت که این عا تو بدگاه ایشان مسجی
 و سموع نمیکرد و که لا یلکون شیئا و لا یتطیعون جوایب یقضے بر حاجت و نیز قول او
 که ولیس سوالی منکم الا الدعاء فهدی دیتیم ام غفلتم صریح در یک مسائل خیرت ایشان
 قاضی الحاجات و استاز ایشان سوال میکرد و لهذا امام بر و انکار فرموده ماسع که در عرف معنی اجابت
 و قضا حاجت است از مخاطبان او مسلوب کرده کما لا یخفی علی من را و شعور خاتمه الکتاب
 در بیان صلح صوفیه خصوصاً مع سادات چشتیه که در عمده ترین اوقات مثل ایام اعراس
 مشایخ کبری و غیره که استماع غنا میفرمایند بشرط شرعی مجوزه جائز است با حدیث
 صحیح روایات فقیه و اقوال و افعال صوفیه صافی اما احادیث پس بخدی و این ماجه
 روایت کرده اند عن ربیع بنت مسعود بن عفراء رضی الله تعالی عنها قال جاء النبی صلی الله
 علیه وسلم فدخل فجلس علی فراشی بکلساک منی فجعلت جویریات لنا یضربن بالذونیدین
 من قتل من ابائی یوم بد اذ قالت احدهن ع وینابنی یعلم صافی عند فقال دعی
 هذا قولی ما کنت تقولین و نیز در صحیحین که ان ابا بکر دخل علی عائشه و عند جاریتان
 تدان و تغنیان النبی صلی الله علیه وسلم متنش بثوبه فانتهرهما ابو بکر فکشف النبی
صلی الله علیه وسلم عن وجهه قال ع ما یا ابا بکر فانهما ایام عید و فی روایت و لکل
 قوم عید هذا عیدنا و مثل انبیت آنکه وایت کرد از حضرت عائشه صدیقہ رضی الله تعالی عنہا
 رسول الله صلی الله علیه وسلم عند جاریتان تغنیان لینام بقا الحدیث و نیز روایت

جایزه در بیان سماع صوفیه

کرده است ابو داود از عمر بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کہ یک عورت در حضور اقدس حاضر شد
 عرض نمود کہ یا رسول من نذر کرده بودم کہ وقتی کہ حضور از جنگ سلامت بیایید من در
 حضور عالی دست زخم و اشعار خوانم فرمودند اوست او نذرک حال از حضور اقدس حکم صادرست
 کہ لا ایفاء النذر فی معصیة اللہ تعالیٰ و المسلم و این ماجرا حضرت انس روایت کرده اند کہ چون
 حضور اقدس از مهاجرت در مدینہ طیبہ بچلہ نبی النجار قیام پذیرفت آنجا یک جماعت حواری
 غنا با شعا و دست می نمودند و میگفتند شعر سخن جواز من نبی النجار + یا حیدر احمد امن
 جاد حضور اقدس می فرمودند اللہ یعلم انی لا جبرک و نیز بہیقی از عائشہ صدیقہ روایت کرده
 کہ یک وقت در مدینہ بود کہ بحضور جناب سرور عالم زنان و دختران و کودکان غنا میکردند باین
 اشعار طلح البد علینا من ثبیا الوداع + وجب الشکر علینا ما دعی اللہ داع + انک
 المبعوث البناجت بالامر المطاع + و نجاری از عائشہ صدیقہ روایت کرده کہ قالت امراة الی رجل من
 الانصار فقال نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اما کان معکم لھو فان الانصاری جھنم اللہ و
 و نیز نزد می از عائشہ صدیقہ روایت کرده کہ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 اعلنوا هذا النکاح و اجعلوا فی المساجد اضرابا علیہ لدفوف و نیز ابن حبان غیر از
 عائشہ صدیقہ روایت کرده اند کہ قالت کانت عند جارتی من الانصار من جنتها فقال
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا عائشہ انک لنعین فان هذا لھی من الانصار یحبون
 الغناء و نیز ابن ماجہ و غیر از ابن عباس روایت کرده اند کہ قال انکحت عائشہ ذات قرابتہ
 لها من الانصار فجاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ہدیتم لقتاة قالوا نعم قال
 ارسلتم معہا من تغنی قالت لا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الانصار قوم فہم
 غر فلو بغتہم معہا من یقول اتینا کم اتینکم فحیانا نجیا کم ولولا الخنطہ التمر اء
 لم تممن عندکم این آن احادیث کہ بخصوص جناب یا با جازت شان معمول ہا شدہ اند و در بعضی
 ایشان بعضی از خلفا راشدین اکثر از صحابہ نیز حاضر بودند و آن احادیث و غنا کہ از صحابہ ثابت
 بسیارند اینچہ سبب گفتفا کرده میشود و نظر الی من تجنب عن الاعتساف نسائی از عامر بن سعد روایت
 کرده کہ قال دخلت علی قرظ بن کعب ابی مسعود الانصاری فی عرس و اذا جویریات

یدین فقلت انما صاحب رسول الله صلى الله عليه وسلم ومن اهل بد يفعل هذا عندكم
 فقالوا اجلسا زنت فاسمع معنا وان نشت اذهب قد رخص لنا في اللهو عند
 العرس واما قول فقهاء پس علامه طحاوی در حاشیہ مختار در باب اجاره فاسده
 آورده که قال للقافی عن ظهیر الدین استحق الوالوالحی رسل ستاجر جلا یضرب
 الطبلان کان لله ولا یجوز لانه معصیة وان کان للغزوا والعرس والقافلہ یجوز
 لانه طاعة انتهى ومنتخب آورده که طبل نقاره که میوزند و آن را یکطرف پوست میباشد و گاهی
 دوطرف میگیرند اطبلان و طبول جمع انتهى و ذکر کریم اللغات آورده که طبل عربی و هول هندی
 انتهى و در شرح آورده که طبل و بل انتهى و ذکر کریم اللغات گفته که بل عربی و هول هندی پس
 از تعلیل الوالوالحی که لانه طاعة معلوم گردید که برائے اطاعت اگر غنا کنند جائزست و ملاهی که
 جمع ملاه که اسم است بمعنی آله الهوس از آن هم هویدست که اگر غنا برمی فسق و مجور کند برائے
 طاعات پس آن لات غنا در آن حالت ملاهی خواهند گردید نه در هابیکه آلات عبادت شوند بلکه در نیجات
 نام نشان معابد خواهد بود حقیقه الاسلام امام محمد غزالی رحمه الله علیه در کتاب خود بوارق الامناع فی
 تکفیر من یحرم السماع آورده که وفی انکار سماع الغناء والسماع ضرب الدف
 والاصوات المحسنة مخالفة السنة ومخالفة السنة اعتقاد تحریمها کفر والاعراض عنها و
 الانتها عنده فسق ووفی مسلم البخاری عن الربیع بنت معنی بن عفره قالت قال النبی
 صلى الله عليه وسلم وجلس على فراشي وعندك جویریتان بضربان بالدف ویندین من قتل من
 ابائی یوم ید فقال احدهما وینابئی یعلم ما فی عندنا فقال صلى الله عليه وسلم عی هذا و
 قولی ما كنت تقولین فهذا الحدیث الی علی لانه صلى الله عليه وسلم سمع صوت الدف والغناء
 والشعر من الجویریتان من غیر حاجة فسماع الغناء واصوات الدف من الرجل یكون جائزا
 بطریق الاولی وقد امر صلى الله عليه وسلم الجویریتة بالغناء شعره و ضرب الدف حیث قال قولی
 ما كنت تقولین الامر للوجوه اذا تجرد عن القرائن كقوله تعالى اقيموا الصلوة و للند الفزیر
 كقوله فكاتبوهم ان علمتم فیهم خیرا ولا یأختر للتقریر ایضا كقوله تعالى اذا حلقتم فاصطادوا
 وهما یجتمعا للوجوه لانه صلى الله عليه وسلم امرهما مشافهة فلا یجوز مخالفة لانه صلى الله

عيسى عليه السلام امرها باعادة ما كانت تقوله او لا وهو صلى الله عليه وسلم يصغي الى معانيه فاذا
 طلب عليه الصلوة والسلام شيئا من غير حاله اصغانا الى الجواب عليه ذكره بقوله تعالى
 يا ايها الذين امنوا استجبوا لله وللرسول اذا دعاكم لما يحكيكم و امره وايضا البخاري و
 مسلم عن عائشة رضي الله تعالى عنها قالت دخل عليها ابو بكر وعندهما جويريتان يضربان
 بما اتفا ولتبر الا يضار يوم بغاث والنبى صلى الله عليه وسلم مضى بثوبه فانه ترهما
 ابو بكر فكيف النبى صلى الله عليه وسلم وقال عهما يا ابى بكر فانهما ايام عيد هذا الخد
 بصرا حذر ال على جواز سماع الدف والغناء صوهما والدر على منكرهما وفيه بيان
 المنكر و دفعه عن الانكار لان عليه السلام هجر عن الانكار عليهم قال تعالى قد كان لكم
 في رسول الله اسوة حسنة فمن قال ان سماع الغناء حرام و ضرب الدف حرام حضورهما
 حرام فكانه قال ان النبى صلى الله عليه وسلم سمع حراما و صنع الناهى عن الحرام و من اعتقد
 ذلك كفرنا لا اتفاق فانتقل يجوز هذا في يوم العيد لا في غيره لان قيد جواز في يوم
 عيد قلنا اتفاق على ان خصوص السبب لا يمنع عموم ان يكون كان في حادثة وفي هذا الخبر
 اشارة الى ان كل حالة يكون فيها فرج القلوب صيتنا ظر في ايام العبادات وغيرها
 فيها السماع بالدف والغناء والاشعار وفي مند شان الحبيشة كانوا ابيد ففون
 بين يدى النبى يرقصون ويقولون محمد عيده صلوات الله عليه وسلم ما يقولون قال
 يقولون محمد صالح هذا الخد يدل على جواز الرقص جواز سماع صوت الدف والغناء
 فمن قال ان الرقص حرام و سماع صوت الدف والغناء حرام كان ذلك اعترافا منه ان النبى
 صلى الله عليه وسلم حضر الحرام و اقر غيره على الحرام و من اخذ ذلك في ظنه كفرنا لا اتفاق
 ان قال المنكر هذا كان جائزا في حق النبى صلى الله عليه وسلم فله قلم انه جائز في حقنا قلنا الا
 صلى الله عليه وسلم شارع ولا يجوز للشارع ان يكتف امر ابيه ختم شرعى بقوله تعالى ان الذين يكتفون
 ما انزلنا من البينات و اهدى من بعد ما بيناه للناس في الكتاب و لك يا قوم الله يلعنهم اللعنون
 و لقوله تعالى و اناخذ الله ميثاق الذين اتوا الكتاب لتبيننه و لا تكتموا الاية فلو كان فعل الرقص
 و حضور السماع و ضرب الدف حراما كان واجبا عليه صلى الله عليه وسلم بحكم هذه الايات



تبيينه لخيرة ولوجازله دون غيره وجب عليه بيانها كما ورد في الخبر ان النبي صلى الله عليه وسلم
تفاهم عن لوصال ثم فعل فلما ساووه قال لست كما حدكم اني ابيت عند بي يطعمني
ويستقيني لما حضر الرقص سماع الغناء والذق لم يبر احد عن ذلك على جواز
مطلقا وان قال المتكران الرقص لعب اللعين ام لانه عليه لصلاة والسلام لا لادمنى
ولا انما من لادنى والد اللعين قلنا هذا الحديث مخصوص باللعب المحرم كالتدوير والقمار
وغير ذلك لانه ورد في البخاري عن عائشة رضي الله عنها ان النبي صلى الله عليه وسلم كان
واقفا على باب بيتي المحبته يلعبون بجرابهم في المسجد انا انظر الى لعبهم اذ اجاز اللعب في
المسجد بحضرة النبي صلى الله عليه وسلم ففي غير بطريق الاولي يجوز ومن قال ان اللعب مطلقا
حرام كان ذلك على ما مضى بان صلى الله عليه وسلم نظر الى الحرام على حاله من اختلج في اظنه
ذلك كقربا لا تفارق ان قال المتكروفي الخبر لا لعب الا في ثلث الرعي الفرس ولا عبث الرجل
مع اهله قلنا هذا حصر الخاص للاهتمام ذلك لا يد على تحريمه ما سواه كما قال انما
انت منذر فقد حصر حاله عليه السلام في الاذواق في ذلك اشارة الى ان الاذواق
مختص به فقط لانه خاتم النبيين ذلك لا يفيد الحصر الا اذكارا لانه عليه السلام يمشي
مبتهم وغير ذلك ونظيره ما يقال الا في الاعلى ولا سيف الاذواق الفقار يعني اللعب لكامل
والعبد ليس لاهذه الثلاثة وقد اتت امرأة الصاريتي في حضرة النبي صلى الله عليه وسلم و
قالت اني نذرت ان اضرب بين يديك الذق فقال صلى الله عليه وسلم ان كنت نذرت
فاضربي فضربت بين يدي فحنت شعر ظم اليد علينا من ثنيات الوداع + وجب الشكر
علينا ما دعى الله داع + فقد سمع صلى الله عليه وسلم قول المرأة بالصوت والغناء وضرت
الذق فمن قال ان حضور السماع ضربا لذق حضور الرقص حرام فكان ان النبي
صلى الله عليه وسلم فعل الحرام ومن اختلج في ظنه ذلك كقربا لا تفارق ولا خلا في الاذكار
لا ينفذ في المحرم فينبذ دل ما ذكرنا من الاخبار والاثار على باحترام الغناء وسماع ضرب
الذق والرقص مما يوكد جواز الرقص ما ذكر في مسند احمد بن حنبل عن علي رضي الله عنه
قال انيت النبي صلى الله عليه وسلم انا وجعفر وزيد فقال صلى الله عليه وسلم لزيدات صولاتي

فجاء قال الجعفر انت اشبهت خلفي خاتمي فجل ثم قال في انت مني فجلت والجمل القص
خاص العام جزء الخاص فاذا جاز نوع عن الرقص جاز مطلقا واستدل المنكرون بقوله
وما كان صلواتهم عند البيت الا سكاء وتصديت الماء الصغير والتصديت ضرب احد
الراحتين على الاخرى يخرج منها صوت قلنا هذا الاستدلال فاسد فانه تعالى منعهم من الماء
والتصديت عند البيت ولا يلزم من منع شئ في حال احراره منع في مقامات غير ذلك
المحرم استدلالوا ايضا بقوله ومن الناس من يثري هو الحد هو الغناء قلنا معنى
قوله الحد انه يجوز سماع الحد الحق سواء كان قرانا او شعرا او غير ذلك وقد ذكرنا
احاديث صحيحة على جواز سماع الذم الغناء والشعر وقد ردان من اشعر الحكمة قد
على هذا النص على ان هو الحد يختص بسماع المضل الملهي عن الحق العباد ما يعبد
عن الله ما لم يكن كذلك فهو باق على الا باختر في ان السماع حرام فحرم الشرع ما
لحم النص اذ لم يرد في كتاب الله ولا في سنة رسوله صلى الله عليه وسلم نص
بجريم السماع والرقص من حرم في الشرع ما ليس اقربى على الله ككفر بالجماع وايضا
ان سماع العوام ورقصهم يشبه سماع الحبشة ورقصهم بين يدي رسول الله صلى الله عليه وسلم
ولا خلاف في باخذ ذلك فسماع العوام ورقصهم كذلك وايضا ان حرمتهم في السماع
تشبه تفرجالهم في البساتين لا خلافة في ابا حنيفة كذلك حرمتهم في السماع وورد في
الخبر من تشبه يقوم فهو منهم اصحا الحق المحض كبعض الصحابة واولياء الله كالجنيد وغيره
تحرروا في السماع كما هو منتقول عنهم ان تحرك عامي السماع بنهايتهم طالبا من بركاتهم
كان منهم وقد ورد في الخبر هو كلاء القوم لا يشق لهم جليهم ايضا يلزم لتكرار الرقص
السماع وضرب لذم الغناء محاربة الله تعالى ومحاربة الله تعالى كقربا لا تفاق وذلك
ان ورد في خير الصيغ من عادي لي ايا فقد ياذرني في المحاربة ولا خلاف بين الامة
المحمدية من وجدان الاولياء في المحمدين واتفق اهل جميع قطار على صحة ولايتهم الجنيد
والشبلي معترف الكرخي عبد الله بن شفيق وغيرهم فمن هو من كور رسالة القشيرية
في تذكرة الاولياء وغير ذلك فقد صحت عنهم وسيرهم انهم تواجوا في السماع رقصا

سواء الله عن قلوبهم فمن حرم السماع مطلقا فكانه قال ان هو كذا والا ولياء فطوا حراما
ومن نهيهم الى مباشرة فعل المحرم اذ ادهم قولا واعتقادا ومن عادهم ياد الحق ومن
ياد الحق تعالى كقوله يا معاصي ويا من غضب من الله ما واه جهنم وبتن المصير فاذا اثبت
ما ذكرناه من التقريبات والدلائل الاحاديث ان السماع مطلقا وان منكر اما كانا
او فاسق فهو اكد استجاء بالمؤيدين وجوب الا ولياء الله تعالى في التستر الى معلماتهم
اذ هم المحرمون عما سوا الله تعالى كما قال الله تعالى في مقامهم يريدون جهنم انتمى لقطعها
ووطوطا وهي حاشية ومختار او رده كه ومن الفقهاء من لم ينع الرقص وقد عاشره
فقط عليه لوجده استدا واما وقع لبعضه لجنات لما قال النبي صلى الله عليه وسلم
اشبهت خلقي خلقي فجعل في مشي على رجل احد في رايه رقص من لذة هذه
الخطا لم يتكبر عليه النبي صلى الله عليه وسلم رقصه جعل ذاك طيلا لجواز رقصه في
عند ما يجد من لذة الوجد في مجلس النكاح والسمع وفي لتاتار خائفة ما يدل على جواز
المقاوي لذة حركة كحركات المرتفق بهذا الفتى اليائنة وبرهان الدين الاناسي و
بمثله جاب بعض الحنفية والمالكية ومحل ذلك اذا خلصت النية وكانوا صادقين في
الوجد مغاوبين في القيام بالحركة عند شدة الهيام الشيء تبصف بالحلا ان لذة
وبالحركة اخرى كخلا المقاصد ابو معن ملخصا انتهى وهو في سبيل صغار مستقيم
از لفظونات سيد احمد صاحب في فتنة كبايد وانست كه تمام غنابلي من زير اختلاط امارو يدون شهوت
اگرچه از ممنوعات شرعية نيست اما اجتناب ان مثال ابن امير مباح شعرا اهل تقوى وصلاح است
وليسب بهين وجه اذا كابر سا كان راه حق مثل انبيا وصحابه چيزي ان مثال ابن امير انور نيست
بلکه آنچه از كلام هدايت انبيا ام ايشان بر ذكاي اهل فطانت هويد اميگردد نوعي اجتناب
و اشعاري بلكه است اين لهوست چنانچه بر همه اهل حديث پوشيده نيست اما هم نصيح آجناب
تخريم مثال ابن امير پس بنا بر حجت عامه است بيانش آنكه ابن امير بچ مفسد از مفسد
شعريه بالفعل مثل نيست با وجوديكه بسبب كمال غيبت نفس لسوي آنها شدت شهت آنها
در طوالت نام اجتناب از ان از جهه نام دشواري نمود پس اگر نهي صحیح از امثال اين

امور شرع وارد میشد قطع نظر از ظاهر و مفاسد حضرت آن از کتاب معصیتی شرعی میجو و اقدام برین
 امور لازم می آمد و اکثر استمر حرمی بقاوت عصیان گرفتار میشد بنیاء علییه اشعاری کبریتش
 این استفاکره شد پس طالب حق را باید که با مثال این امور غیبی و نوزد و آن را در سوید آفتاب جاندهد و
 در طلب آن بیجان سرگردان نگردد و انتقائی بضمیم قلب بسوی آن نماید آری اگر بطریق لغو و اتفاقیه مثل
 این لغو پیش آید مجاہرت با لکار آن لغو صورتیست تعرض بحال اعلان آن جائز نشود فی
 البین تحریم حلال لازم نیاید انتہی مخصوصاً در مکتوبات مجذوبه در مکتوبات و سبب است و پنجم جل اول
 آورده اند که سماع و وجد جماع را نافع است که بتقلب احوال منصف اند انتہی بعد از چند سطر و نویسنده
 که قسمی ایشان اند که سماع با وجود استمرار وقت ایشان نیز نافع است انتہی بعد از چند سطر و نویسنده
 که با وجود بروت میل عروج دارند درین صورت سماع ایشان بسوید دست حرارت بخش هر زمان
 بحد سماع ایشان راجع بمناسبت فریب میشود و الخ و مولوی اسمعیل از بلقوفا تخلیفه سید احمد
 صاحب صراط مستقیم در جمله مویذات عشق الهی آورده که از جمله مویذات آن سماع الحان خوش و
 اصوات دلکش و قصص شوق آمیز و اشعار عشق انگیز است انتہی و شاه عبدالعزیز صاحب وسیله
 النجات یعنی جوابات سوالات عشره پادشاه بخارا آورده اند که جواب حال ثامن آنکه قال
 السرخسی فی البدائع و السماع فی اوقات السر تاکید اللس و مباح انکاش لک اللس مباحاً
 کالغناء فی ایام الفیض فی العرس فی وقت محی الغائب و ما للولیمه العقیقه و عند الولادة و
 الختانه حفظ القران و مجازدین فیروز آبادی صاحب قاموس سفر السعاده آورده که در باب سماع غنا
 حدیثی اردوشده که ذاتی ترجمه شیخ الدهلوی و در دستور القضاء آورده که من انکر السماع فقد انکر علی بعین
 صدیقاً انتہی آنچه این حرم طاهری مزبور ملاهی علی الاعلان مساج گفته امام نووی منتقد شرح مسلم
 نوشته لم یصیب بوجه این حرم الطاهری انتہی و بعد از دو سطر آورده و هذا خطا من ابن حزم انتہی این حرم اگر چه
 بسبب هم وجدان دلیل حرمت مساج گفته مگر ملاهی که بغرض صحیح مزبور استخوان ممنوع اند یا اتفاق اهل
 حق و قصر صوفیه طبل و نای فی سماع غنا این قوم که برای غرض میشوند جائز است در ملاهی داخل نیست
 علامه علی نقاری در شرح عین العلم فرمود و اما ما عدا ذلک فلیس فی معناه کالطبل و القصیب
 سو ما اعتقاده اهل الشرع فاذا ارتفع عند المشاهده فبقی علی اصل الاباحه انتہی و ایضاً



قال فيرقا التو و اجازت الصحابة غناء الحرب لئلا يشاءوا وتزلموا والحداء و فعلوه بحضور
 صل الله عليه وسلم مثله ليس بحرام حتى عند القائلين بجملة الغناء انتهى فيله ايضا واكد المتغنى
 به جمة تعابيد كرهه والتامل في امره فانه صند بيان اكد المتغنى به السرور والقروح فيما يبلغ فيه
 كالبيد العرس والولادة والختان وحفظ القرآن كذا عند اجتماع الاخوان في بعد التماز للطعام
 او الكلام وكذا عند قدم بعض اصحاب من السفر فهو ما ثور عز السلف الخائف بل عن النبي
 صل الله عليه وسلم انتهى ايضا فير اما ما نقل ابو طالب المكي باحق السماع مطلقا عن جماعة من
 الصحابة والتابعين كعبدا لله بن جعفر بن ابي نزيار معاوية وغيرهم فاما ما يحوي على سماع ليس فيه
 شئ من المزاج المراهي كسماع القرآن اشعار العرب لوبالالحان اما على نرفدهم المختار
 عندهم فان مسئلة خلافة في المراهي ايضا اجتماعية انتهى ومحدث ودهوى حضرت شيخ عبد الحق
 رحمه الله عليه كتاب في السماع باختلاف اقوال الشيوخ واما المهم في السماع اوردته اندك شيخ اوصالدين في
 ملازم شيخ شهاب الدين قدس سره آمدند سماع طليد شيخ اورا بيان اجازت داود و هو مشغول نماز
 شد وقتي قوالی بخدمت شيخ بها والدين زكريا قدس سره آمده گفت بخدمت شيخ شهاب الدين
 بوم و قصيد زوا و خواندم و شيخ از آن ذوق گرفت حال كردن شيخ بها والدين و در حجه در آمدند
 و چراغ را كشته قوال خواندن و بخوانند آن قصيده امر كردند و حل نمودند و ذوق گرفتند بعضی منهم
 اينجا كایت را غريبانه در حال آنكه بچه غرابت تدارك قصيده مشتمله بر احوال محبت مقامات مجسمان باث
 بر شوق و محبت حضور دل و رفع خواطر و قوت باعنه حقايقه كرد و بشنوند و ذوق گیرند چه نقصان دارد
 بعد از آنكه معلوم شد كه اصل حسن الصوت على الاطلاق حرام مكره نیست بالانرازين حكایتی است كه در تكلمه
 نوشتند كه جماعت صوفيه ز خدمت حضرت غوث الثقلين رضي الله عنه حاضر بودند قوال شكري نشاكران
 حضرت در حال شد بطيران در آمدند از آنجا هم بطريق طيران در خانقاه خود حاضر شدند و نيز می آرند كه
 شيخ عز الدين عبد السلام كه از اعيان اكابر ائمه ندره شيا فعي و مقتدر ايان ایشان است بسے بزرگ عالی قدرت
 اول حال برده ميانيت انكار شرب و نيشان ميرفت چون حضرت شيخ ابو الحسن زلي قدس سره از زيارت
 علامه صلي الله عليه وسلم باز آمدند نزد شيخ عز الدين رفتند و گفتند رسول الله صلي الله عليه وسلم بقرآك
 السلام شيخ عز الدين با نشيدن ان بكلام عالی در گرفت از خود وقت پس از ان با شياخ صوفيه پراه اعتقاد

و انقیاد می یافت بحدی که در مجلس سماع ایشان نیز حاضر میشد این حکایت صحیحست ثقات آن روایت
 کرده اند شیخ الاسلام عبداللہ انصاری قدس سره گفته که ذوالنون مصری و شایع حراز و نورمی
 و در آن همه در سماع رفته اند و یقین پیدا است که کیرامی چنینی سماع می شنیدند و لکن با حیاط
 و شرائط و آداب بیشتر اوقات در خلوت می شنیدند و گویند در عهد دولت قطب
 الاولیایین خواجه قطب الدین بختیار کاکلی قدس سره در ایشان روزی طے میگرفتند و
 ریاضت میکشیدند پس آن در موسم اعراس مشایخ عزیزان سماع می شنیدند و مشهورست که
 رحلت خواجه هم در ضعف بیماری است که در مجلس سماع حادث شده بود چنانچه امیر حسن
 بلوی نیز در غزل خود اشارت باین قصه کرده است *جان برین یک بیت دوست*
آن بزرگ با آرمی این گوهر زکان دیگرست + گشتگان خجیر سلیم را + هر زمان از غیب
 جان دیگرست + قاضی حمید الدین ناگوری در سماع خلوت تمام بود حضرت شیخ فرید الدین شکر
 گنج قدس سره در باب سماع و اختلاف مردم فرموده اند بجان الشیخی سوخت و خاک تر
 شد و دیگری هنوز در اختلاف است در زمان سلطان المشایخ رحمۃ اللہ علیہم کار و لیل دیگر
 یافت انتہی کلام الشیخ اگر زیادہ تحقیق این مسأله مطلوب باشد تا از کتاب بلصباح الظلام
 عند فرید السلام که جوابات سوالات سنی و اکثر عبد الواب غیر مقلدانند به بنید اگر از آن تسلی
 کرد و تا کتاب نغمه عشاق را با استیعاب مطالع فرموده دل را جمعیت بخشند
شعر لقد اسعت لونا دیت حیاً + و لکن لا حیوة لمن تنادى + ولونا مراً
نفخت طها اضاءت + و لکن نت تنفتح فی الرماد + الحمد لله اولاً و آخراً و
الصلاة علی سید الانبیاء و آلہ ظاهراً و باطناً لا ملجأ من الله الا الیه

تمت تمام شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله بما هو اهل الصلوة والسلام على سيد الانبياء بقدر جاهه عند الكرم
 وعلى الواصلين والجمعين وبعديين وصيت نامة البيت از فقير الى الله محمد قيص عالم عفى الله عنه ربحا
 جميع المظالم باولاد ومنتقلين خو و كذا زهده و ايشا و رعيت حقوق ايز و تعال و اطاعت رسول الله
 عليه السلام و اوامر و نواهي مقدم دارند و قبل الطلوع صبح ضائق از نوم غفلت بيدار شده لصلوة و تسبيح و
 استغفار مشغول شوند و بعد از اداي نماز فجر تلاوت قرآن مجيد هر قدر كه ميسر آيد از دست ندهند كلام
 الهى با بهره و سبيله و ثيقه بين المؤمنين خلق او تصويبه از صحيح قلب فريخته شوند و كثرت كنند بر خواندن
 در و در بنى صلى الله عليه وسلم در ثبوت و روز از پانصد بار كم نكنند بهر نماز صد بار بجا آرند زياده
 هر قدر كه وسعت و انديجا آرند كه حصول مطلب دين و دنيا بكثرت صلوة على النبي صلى الله عليه وسلم
 بستادن من شك فليجرب اذا المر تر اهل لفسلمه لاناس و اياه بالا بصا + وصيغه صلوة كه
 فقير از لسان فيض ترجمان مشايخ خویش رحمه الله عليهم حتمه و وسعه اينست اللهم صل على محمد و
 آل محمد بارة و سلم و بغير از مرشد كه صاحب تاييد و تبديل اخلاق زود بيله و منقطع از ماسوى الله و و
 كرامات مشهوره و فرشته باشند و فرموده او را با خلاص قلبى سعادت دارين دانسته از ضمير قلب بجا آرند
 و مطالعه كتاب فتوح النبي حضرت و شكير ماندگان قدس سره بجه شرح او حضرت محقق الشيخ
 عبدالحق دهلوى رحمه الله عليه مطالعه كتاب ايريز في مناقب سيدى عبدالعزير زبانه قدس سره از دست ندهند
 وقت مطالعه اين هر كتاب صاحبان كتاب مرشد بر حق خود دانسته بتدبير خوش ع اخلاص تمام در آنها
 تامل فرمايند اگر ديگر مرشد ميسر نيابد تا ايشان كافي و افى اند بر اى الشا و حق و تاييد و نفس طالب
 صادق و نذير ابام عظم ابو حنيفة نعمان بن ثابت رئيس مجتهدين را غيبت باره و ثلث حقه انسته
 بروفق كتب مروه فقيهه راجع را از مر جوب حسب ارشاد فقهاء اصحاب كتب متداوله مثل هدايه
 و نشر و حش و در مختار حواشى اش و غير بهر امان عمل نمايند فتوى دهند از قبل و قال و گفتگوى
 و ترجمه هوامى غير مقلدين ناقصين پس بنين و ديگر فرق ضاله جناب زنده و علم التفسير و
 حديث را بروفق تطبيق اكابر شارحينش كه از مقلدين ما هزين گذشته اند مثل ابن الهام و مثل

جلال الدین سیوطی و محلی و علامه علی بن دین حجر عسقلانی و علی نقاری طحاوی و شیخ عبدالحق
 دهلوی و غیرهم رحمة اللہ علیہم رحمة واسعة بخوبی دانسته تعلیم و تعلم نمایند بطرف نزهت‌های نوح ساختن
 فارسی و ہندی صنغای فقر نمایند و آبا سی خود را با سی وحی باشند مثل اساتذہ و مرشدین یا
 یا جسمی مثل الدین و اجداد خدمت بجان مال عین سعادت دایرین خود و آب برای بلوغ برکت
 وجود خود و کین خیر و جہانی اولاد خود دانسته با ہتمام تمام بجا آرند سادات و علمائے دین واجب
 العظیم دانسته مثل عین دین لوجہ اللہ تعظیم و تکریم شان بجا آرند و از صمیم قلب محبت شان دارند
 و از انکار اہل اللہ کہ خراب ظاہر بیدار دل بجدوب انداختناب کلی و زرنند و از خدمت
 شان بعبیر صحبت طویلیہ فیض حاصل کنند باقر با می خود صلہ رحمی کنند چویشان بکنند بعد از قطع
 شان با ایشان صدہ کنند و کتبہای دینیہ از خود جدا کنند کہ دانش در کتب دانست در گور اولاد خود
 را از تحصیل علم دین مثل فقہ و اصول و تفسیر حدیث و از علوم آبیہ کہ مقدمہ تحصیل علم دین اند
 مثل صرف نحو و معانی و لغت و منطق اسلامی بدیع بیگار و معطل ندارد در اوقات متبرکہ مثل
 شب جمعہ روز آن شبہای عیدین روز شان بعد از صلوٰۃ مفروضہ بعد از تلاوت قرآن و
 ادعیہ اوراد و عام صدقہ برای آبا و اجداد و غیر ہم از اقرار ب غیر ہم از جمیع مومنین مہمانت
 و مسلمین و مسلمات دعا مغفرت و ابصال ثواب مستحب غیر متروک دانستہ علیہ و ام یحیا
 آرند و در ہر عمل طرفیہ عام مومنین از علما و اولیاد عامہ اہل سنت و جماعت اختیار کنند و از
 روش علما شاوہ مثل ابن تیمیہ ایرانی و ابن حزم و ابن قیم و قاضی شوکانی و عبد الوہاب
 نجدی و محمد سمیع و بلوخی اتباع شان کہ خارق اجماع علما مذاہب اربعہ در اکثر مسائل اند
 خلاف حق دانستہ اجتناب کلی در زندقہ و بغیال و قال فرقہ شاوہ طاق سلسلے و حدیث
 خوانی و عملدانی شان فریفتہ نشوند و بتاریخ دو از دہم بیج الاول تصدق بر فقرا بقدر
 طاقت خود و وسعت بر عیال از نان و خورش کردہ باشند مدح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 و مولود خوانیش را از دل دست بلکہ عین ایمان خود دانستہ بخوانند اگر خود بخوش الحاقی خوانند
 نش ندانند تا از کسی صلح بخوش الحاق نشوند و در آیام عشرہ محرم مطالعہ کتب شہادت
 حسین کہ در آن صحیح صحیح حالات شہادت مندرج باشد کردہ باشند اہل خانہ و عیال

خود را نیز نشود و اینده باشند شاجرات نماز صحابه رضی الله تعالی عنهم در میان نیارند
 تا که اهل قلوب ضعیفه بدعت فاده خراب نشند و بهم و دهم و یازدهم محرم روزه داشته باشند و
 صدقه و خیرات و وسعت نان خویش بسعیال و متعلقین فقر انقدر طاقت کرده باشند بعد
 از خفقار راشدین رضی الله تعالی عنهم هر صحابی را اشرف از بواقی است دست دوست
 و محبوب قلبی داند و باز و آن خود و اولاد خود سلوک خویش گذرانی اختیار نمایند و از
 خطای مای و قصویشان تغافل و نجایل درزند و وجه معیشت اگر بطریق سوداگری سوائے
 سوداگری حیوانات باشد بهتر است و اگر بطریق زراعت بلا مباشرت زراعت بنفس و ممکن
 باشد تا هم بهتر است و از مباشرت زراعت بنفس خود پرهیز کنند که او اصلوات اقامت امور
 دین با عمل زراعت از محالات مجزیه است اندالاللمتق من الله و وجه تادرو وقت مصیبت
 کثرت استغفار و کثرت صلوة علی النبی صلی الله علیه و سلم و استغاثه بصالحین از اجیاد اموات
 کرده باشند و اگر در مصیبت لاچار و مضطر شوند تا ایت کریمه لا اله الا انت سبحنت
 انی کنتم من الظالمین را دوازده روز هر روز دوازده هزار بار در یک مجلس با وضو نشسته در خانه
 جای تنهایی بخوانند و اگر در میان در و وضو بشکنند تا در میان او وضو کرده بیا تکلم و طیفه
 هر روزه را تمام نمایند اگر روزه دارند فیها و الا هم کار باسانی خواهد شد و هو دی مقهور
 خواهد گردید و با همسانهای خود سلوک و خوش خلقی آن نمیدول فرموده باشند و از مروت ضرورت
 ایشان را محروم ندارند و خیر خواهی ایشان روبرو و غائب کرده باشند مشوره آن امور
 که تعلق ببردان دارند باز و حیات خود نکرده باشند روز جمعه قبل از زوال با وضو شده
 در عبادت مشغول شوند تا یک مثل سایه سومی فی الزوال اگر در آن موضع باشد که نماز جمعه
 در آنجا بسبب چندان شرط و وجوب شرط جواز قائم میگردد و فهم المراد و الا وقت مذکور را
 در یوم موصوف در عبادت از صلوة علی النبی و ذکر و صلوة ظهر معمود دارند زیرا که این وقت وقت
 خطبه خواندن سید الاولین و آخرین است چونکه سید عالم صلی الله علیه و سلم درین وقت در خطبه
 حمدشنامی باری تعالی بان وجه فرمودی که آن جل جلاله اهل آن حمد و ثناست لهذا این
 وقت مبارک را از یوم مبارک خاصیتی بختیده اند مثل خاصیت شب بید انقدر

اگر در سخت کار مشغول باشند که با طهارت قبل از زوال مشغول شدن بعبادت نتوانند
تا بلا وضو هم توجیه قلبی اللہ و بیکرسانی متوجه بخدا شوند و این ساعت را از دست
ندهند و بهتر که از اولاد فقیر و از متعلقین حقیر بکافات سیدنا و مولانا حضرت امام محمد
جهدی علیه السلام مشرف شود بعد از سلام این مشتاق ویدار و خدمت بعضی خاندان
حاشیه پوس ساند که فقیر در محبت و اشتیاق متابعت خدمت آن قبیله عالم و عالمیان
همه عمر برده بران بوده و بران رفته از دعای فیض حاصیت و توجیه شفقانه
خود آن را بیرون کنند و السلام علی عباد الله الصالحین اللهم ارحم امة
محمد صلی الله علیه وسلم اللهم ارحم امة محمد صلی الله علیه وسلم اللهم
اغفر امة محمد صلی الله علیه وسلم اللهم تجاوز عن امة محمد صلی الله علیه وسلم
ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ هديتنا وهب لنا من لدنك رحمة انك انت
الوهاب و اشهد ان لا اله الا الله و اشهد ان محمدا عبده و رسوله
شهادة تكون للنجات و سيلة و لرفع الدرجات كفيلا لا حول و لا
قوة الا بالله العلي العظيم حينا الله و نعم الوكيل نعم المولى و نعم النصير



مکئبۂ قادریہ ۛ لاهور

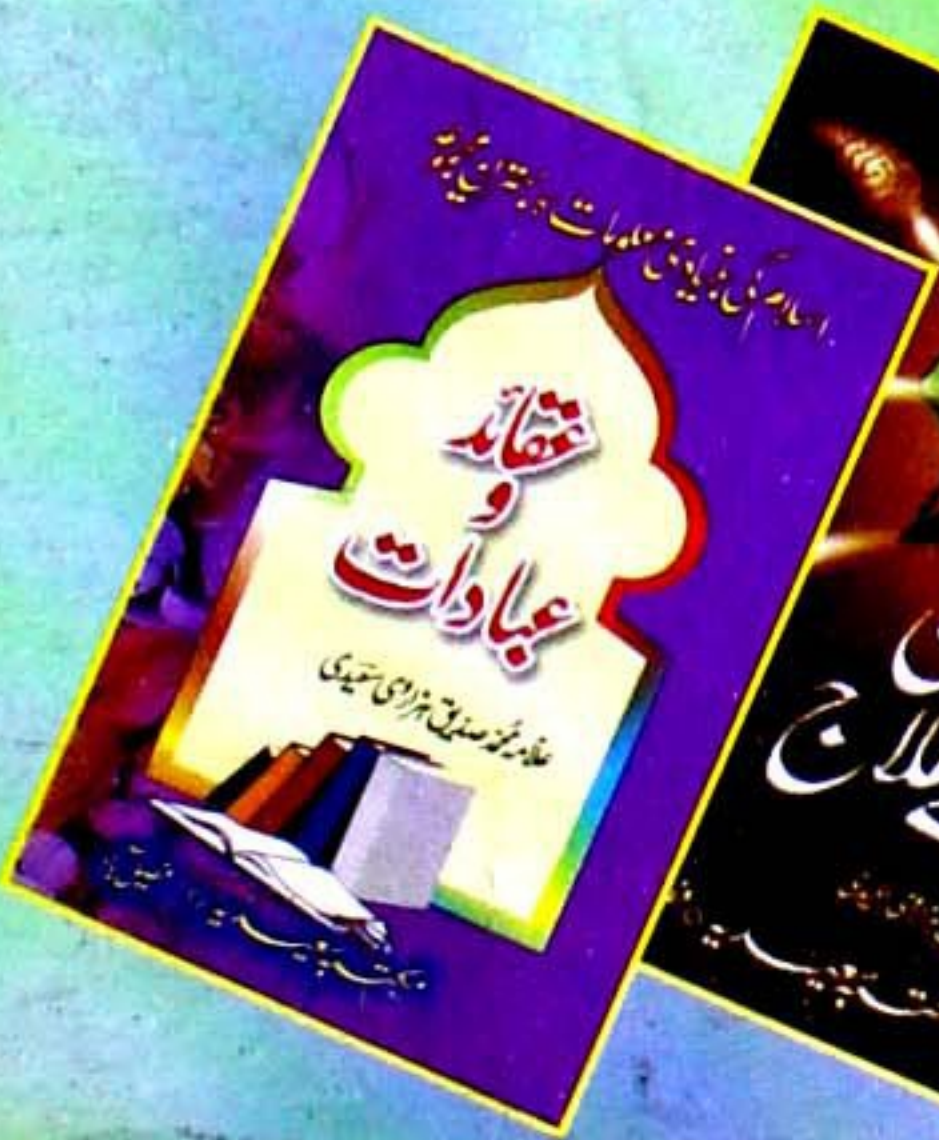
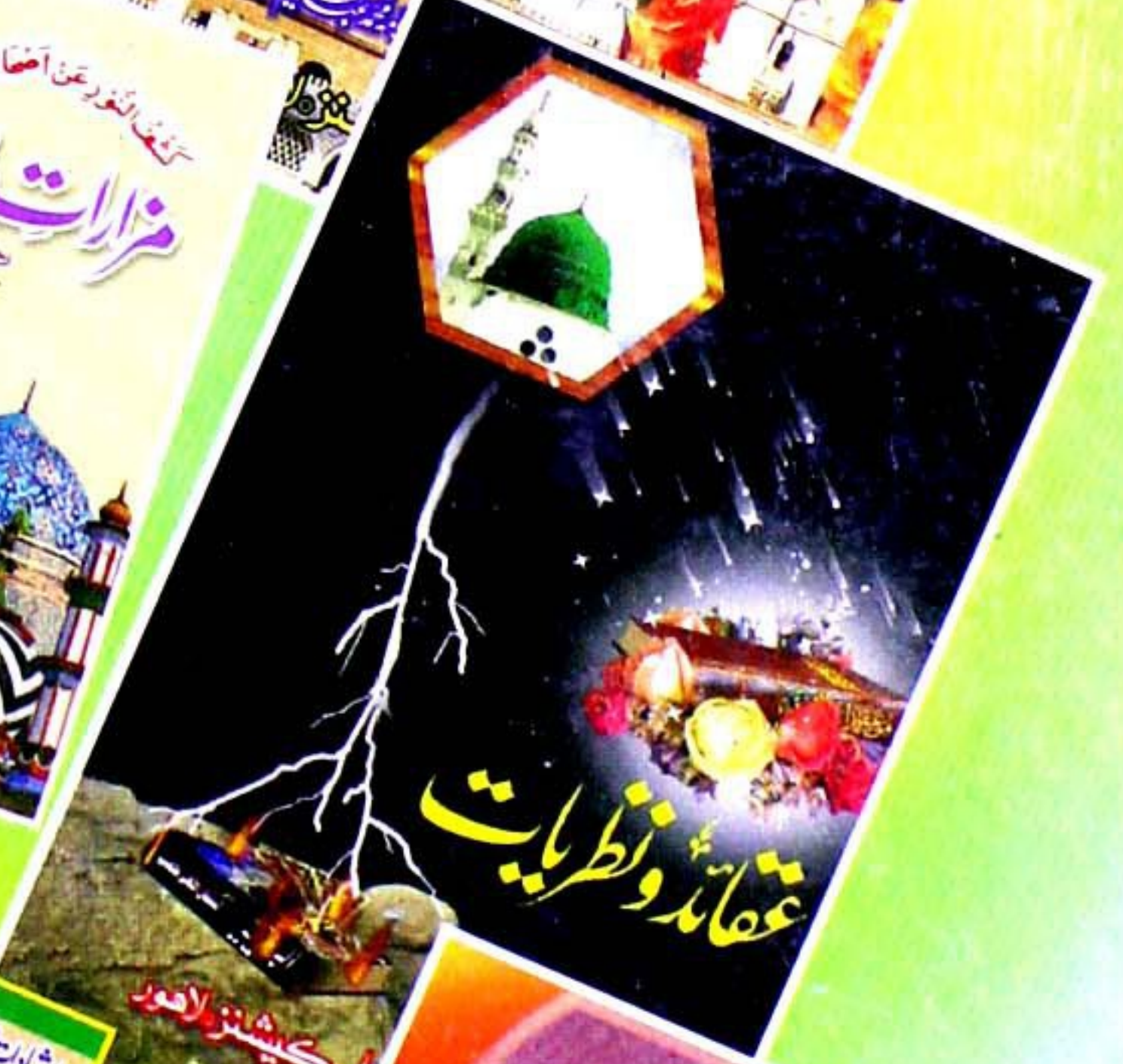
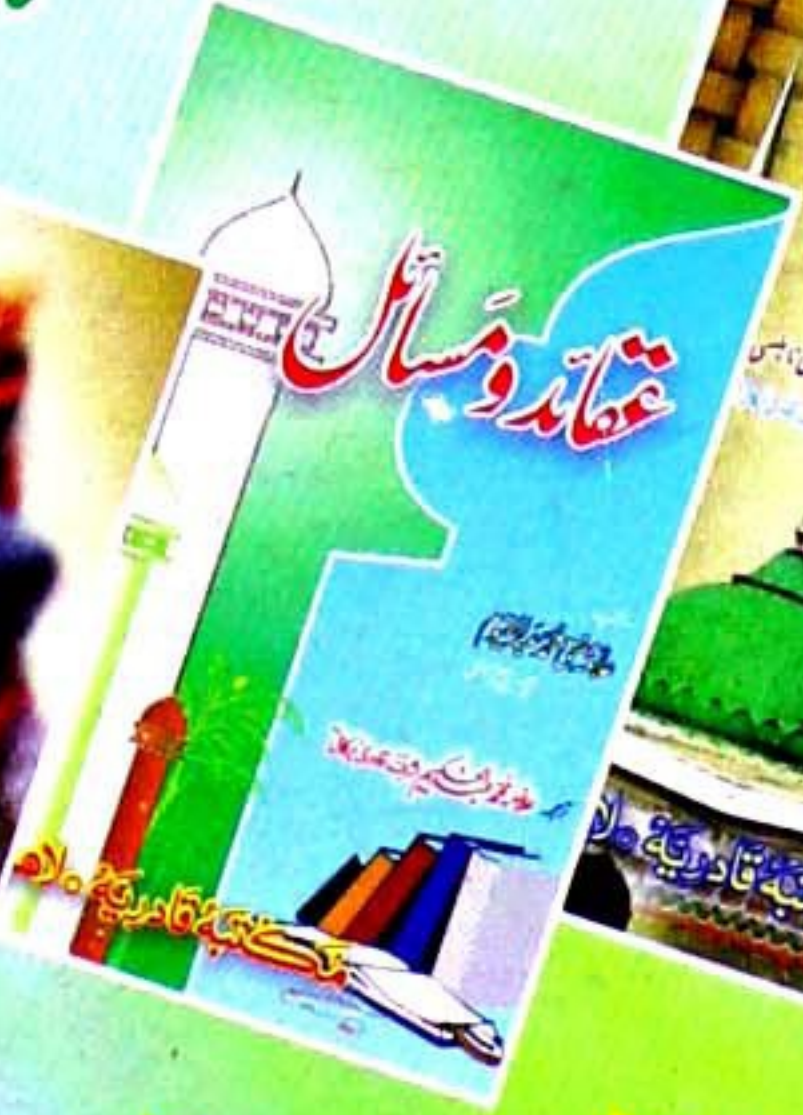
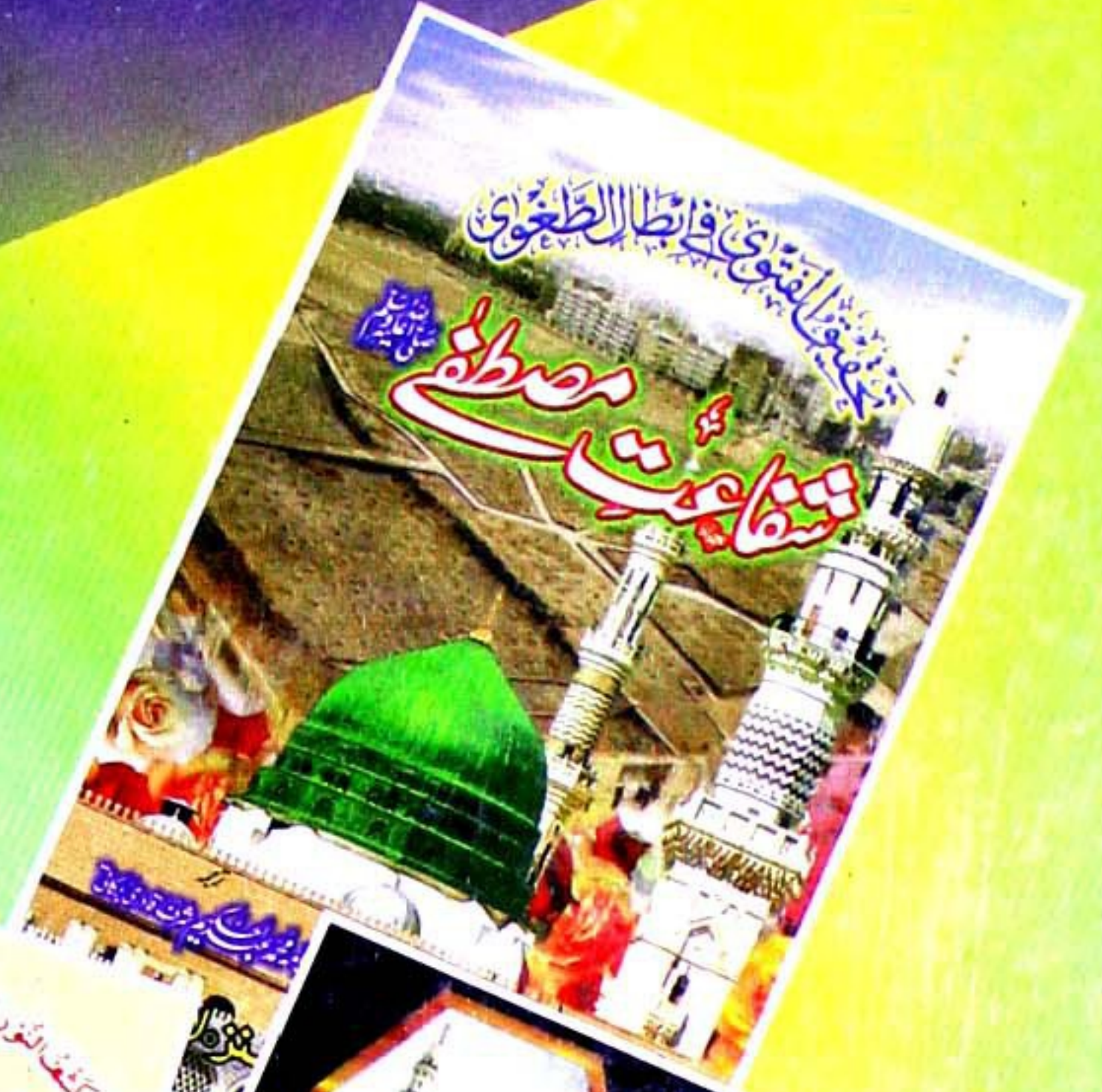
علامہ محمد عبس کیم شرف قادری

یاد ایحضرت رحمہ اللہ ۛ مقالات رضویہ

البریلویہ کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ

میں عقلاً اہل السننہ ۛ نور نور چہرے

عظمتوں کے پاسباں



علامہ محمد عبس کیم شرف قادری

عقائد و نظریات

سدا بہار خوشبوئیں

مطالع المسرات

تعارف فقہ و تصوف

اسلامی عقائد

زندہ جاوید خوشبوئیں

کیا ہم محفل منعتہ کریں

عقائد و معمولات